

ضرب حدیث

Handwritten text in Urdu script, possibly a signature or a name, located in the center of the page.

DATA ENTERED

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۴۸	۱۴	۳	۱
۴۹	۱۵	۱۱	۲
۵۰	۱۶	۱۲	۳
۵۱	۱۷	۲۵	۴
۵۲	۱۸	۲۶	۵
۵۳	۱۹	۲۷	۶
۵۴	۲۰	۲۸	۷
۵۵	۲۱	۲۹	۸
۵۶	۲۲	۳۰	۹
۵۷	۲۳	۳۱	۱۰
۵۸	۲۴	۳۲	۱۱
۵۹	۲۵	۳۳	۱۲
۶۰	۲۶	۳۴	۱۳

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۰۶	نمازوں کے استخلاف فی الارض	۲۹	پرویز پراسیسی ہی "وحی"	
	نمازوں کے متعلق	۳۰	نازل ہوئی ہے	
۱۱۱	شک و شبہ پیدا کرنا	۳۱	پرویزی نماز	۲۷
	انبیاء علیہم السلام اور	۳۱	اقامت نماز نفسیاتی تغیر ہے	۲۸
۱۱۳	خوف و حزن		سجدے اور رکوع کا	۲۹
	تیرہ سو سال سے امت	۳۲	گمراہ کن مطلب	
۱۱۹	کی حالت		اقامتِ صلوٰۃ تمک	
۱۲۰	پرویز نے لٹیا ہی ڈوبوری	۳۳	بالکتاب ہے	۳۰
۱۲۱	قرآنی نظام پرویز بناؤ گا	۳۴	اقامتِ صلوٰۃ بغیر قرآنی	
	اسلامی نظام سمجھی	۳۵	حکومت کے ناممکن ہے	۳۱
۱۲۲	قائم نہیں ہوگا		تمک بالکتاب ناممکن ہے	۳۲
	تیرہ سو سال پہلے کا	۳۶	پرویز صاحب کے	
۱۲۶	دور وحشت		من گھڑت ترجمے	۳۳
۱۲۸	نبوتِ محمدیہ کی منسوخی	۳۷	صلوٰۃ قائم کرنا مساکین کو	
۱۳۳	دیں ہمہ اوست	۳۸	کھانا کھلانا ہے	۳۴
	مسلمانوں کے اسلام کو	۳۹	قرآنی حکومت کے بغیر	
۱۳۶	قرآن سے کوئی واسطہ نہیں		اقامتِ صلوٰۃ ناممکن ہے	۳۵
	خدا رزق کی عنایت	۴۰	مسلمانوں کی رسمی نمازیں	۳۶
۱۳۸	نہیں دے سکتا		پرویز صاحب کی متضاد باتیں	۳۷
	بعض کو بعض پر رزق	۴۱	سائنٹیفک اسلام	۳۸

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۴۳	نماز کیا ہے	۶۷	۱۴۹	میں برتری	
	کتب لغت میں	۶۸	۱۴۲	انبیائے کرام اور مصائب	۵۲
۱۴۴	نماز کے معنی		۱۴۳	مومنوں کا امتحان	۵۳
	اپنی اپنی مرضی سے	۶۹	۱۴۴	پرویز کی نادانی	۵۴
۱۴۵	نماز کی تشریح			پرویز کے نزدیک خدا	
	صلوٰۃ کے کس معنی پر		۱۴۸	کا مفہوم	۵۵
۱۴۹	عمل ہو	۷۰	۱۵۰	دین اسلام میں انتشار	۵۶
	ایقینوا الصلوٰۃ کی			قربانی منیافتوں کے	۵۷
۱۵۱	تشریح رسالت مآب	۷۱	۱۵۱	جائزہ ہیں۔	
	اصول قرآنی کی جزئی	۷۲	۱۵۲	قربانی منیاع مال ہے	۵۸
۱۵۹	روزہ کیا ہے	۷۳	۱۵۵	حج میں قربانی کا ذکر	۵۹
۱۶۵	زکوٰۃ کسے کہتے ہیں	۷۴	۱۵۹	پرویز کا تعارف	۶۰
۱۶۸	حج کیسے کریں	۷۵	۱۶۰	متن اور شرح	۶۱
	پرویز صاحب بتاتے کہ		۱۶۱	سم الفار کیر جسم ہے	۶۲
۲۰۰	مندرجہ ذیل آیات قرآنی	۷۶	۱۶۲	پرچہ ترکیب استعمال	۶۳
	کا کیا مطلب ہے؟		۱۶۶	پرویز کی تولیدہ فکری	۶۴
۲۱۱	مسلمان بھائیوں یا درگھرو	۷۷		جدا سنت ہو قرآن	
۲۱۱	حدیث نبوی کی ہیئت	۷۸	۱۶۷	سے تو رہ جاتی	۶۵
۲۱۳	رسول خدا کا منصب	۷۹		ہے پرویزی	
۲۱۵	انکار حدیث کا لغتہ	۸۰	۱۶۳	خطبہ بہ پرویز	۶۶

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۲۰	رسول کا کہنا حجت ہے	۹۲	۲۱۶	حاکم کو ماننا اور اس کے حکم کو ٹھکرانا	۸۱
۲۲۱	اتباع رسول حدیث کی پیروی ہی ہے	۹۳	۲۱۷	ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض	۸۲
۲۲۲	انکار حدیث کی سزا	۹۴	۲۱۸	قرآن اور حدیث دو فیصلے ہیں	۸۳
۲۲۳	اتباع رسول سے ہی تنزیل کی تکمیل ہو سکتی ہے	۹۵	۲۱۹	منکر حدیث کی سزا	۸۴
۲۲۴	اشتراکیت اور مذہب	۹۶	۲۲۰	حدیث نبوی بنیاد ایمان ہے	۸۵
۲۲۵	پرویز اور کمیونزم	۹۷	۲۲۱	پرویز رسول خدا کے قول و فعل کو دین نہیں مانتا	۸۶
۲۲۶	اشتراکیت کے لئے سادگار قضا	۹۸	۲۲۲	اسلام محبت رسول کا نام ہے	۸۷
۲۲۷	ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار	۹۹	۲۲۳	انکار حدیث نفاق ہے	۸۸
۲۲۸	محبت سید ولد آدم	۱۰۰	۲۲۴	قرآن کو ماننا اور حدیث کا انکار کرنا	۸۹
۲۲۹	انکار حدیث اور کمیونزم ایک ہی بات ہے	۱۰۱	۲۲۵	سنت منکر حدیث	۹۰
۲۳۰	خدا اور رسول کی اطاعت میں تفریق کفر ہے	۱۰۲	۲۲۶	رسول کی فرماں برداری	۹۱
۲۳۱	کسی مرکز ملت کو	۱۰۳	۲۲۷	اللہ کے حکم سے	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۸۹	قرآن بھی ذکر ہے اور صاحب	۲۵۶	بیان قرآن کا استحقاق	
	قرآن بھی ذکر ہے		حاصل نہیں	
۲۹۰	ام سنن میں ٹھرا م زندگی	۲۵۷	سرور دو عالم کا ہر قول و فعل	۱۰۷
۲۹۳	رسول خدا ساری امت		حجت فی الدین ہے	
	کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں	۲۶۰	حدیث کے وحی ہونے	
۲۹۵	حدیث کی مخالفت سے ڈرنا		پر گیارہ دلائل	۱۰۸
	چاہیے		احادیث کے سرتابی	
۲۹۷	اتباع صحابہ پر ہشت		ذکر	۱۰۹
	کی بشارت	۲۶۹	استجابیت رسول فرض	
۲۹۸	وحی میں شتم کی ہے		ہے	۱۰۶
۳۰۰	کتاب کے بغیر وحی	۲۷۲	اسوۂ رسول یا حدیث	
	وحی حدیث کا ثبوت		خیر الوری	۱۰۸
۳۰۵	قرآن مجید میں	۲۷۶	منکر حدیث منکر معاد	
	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷۳	کے بار ہے	۱۰۹
۳۰۵	کابل و نادمی ہے	۲۷۴	اتباع رسول کی حسرت	۱۱۰
۳۰۷	غیر قرآن وحی	۲۷۸	حدیث برہان ہے	۱۱۱
	رسول رحمت پر قرآن کے		مسلمان پر قرآن اور	
۳۰۸	علاوہ وحی	۲۸۲	حدیث کا ماننا فرض ہے	۱۱۲
	الواجب مطہرات کے منقلب		خدا نے اپنے رسول کو	
۳۰۹	حدیثی وحی	۲۸۵	ذکر بنا کر بھیجا ہے	۱۱۳

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۱۷	پر قرآن سے دلائل	۳۱۰	قرآن کی سورتوں کی ترتیب حدیثی وحی سے ہوئی	۱۲۶
۳۲۰	نمازوں کی تعداد اور رکعات پر قول رسول حجت ہے۔	۳۱۱	قرآن مجید حدیثی وحی سے لکھوایا گیا	۱۲۷
۳۲۲	قرآن اور حدیث کی حفاظت	۳۱۵	بیان قرآن وحی غم قرآن ہے۔	۱۲۸
۳۲۶	حضور کی حیات اقدس میں قرآن کی کتابت حدیثیث لکھنے کی ممانعت وقتی طور پر تھی	۳۱۸	ما آتاکم اللہ حدیثی وحی ہے۔	۱۲۹
۳۲۹	حدیث نبوی کی تفصیل کتابت قرآن میں حدیث نہ ملاؤ	۳۲۵	ہیت المقدس حدیثی وحی سے قبل بنایا گیا	۱۳۰
۳۳۱	میری حدیثیں لکھ لیا کرو	۳۲۸	قرآن مجید حدیثی وحی سے کلام اللہ مانا گیا	۱۳۱
۳۳۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ حدیثیں لکھوائیں۔	۳۳۵	قول رسول قرآن پر حجت ہے	۱۳۲
۳۳۴	رسول خدا نے حضرت علی کو حدیثیں لکھوائیں	۳۳۸	رسول کا ہر قول وحی اور حجت ہے	۱۳۳
		۳۴۰	قول رسول سے رسالت حجت ہوئی۔	۱۳۴
		۳۴۲	قول رسول کے حجت ہونے	۱۳۵

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۲۱	حدیثوں کا دفتر	۳۲۱	حضرت عبداللہ بن عمرو	۱۴۵
۳۲۱	حصہ ۴ نے تین نوشتے	۳۲۱	حدیثیں لکھنے سے	
۳۲۱	لکھوائے	۱۵۹	تمامہ بن اثال کو نوشتہ	
۳۲۱	حصہ ۲ نے کتاب الصدقہ	۳۲۲	رسول پہنچا	۱۴۶
۳۲۱	لکھوائی	۳۲۲	شرائط صلح کی حدیث	۱۴۷
۳۲۲	حدیثیں لکھوائے اب کوئی	۳۲۲	خون بہا کی حدیث	۱۴۸
۳۲۲	ہرج مہرب	۳۲۱	بادشاہوں کی طرف	۱۴۹
۳۲۸	حدیثوں کے خلاف جھوٹا	۳۲۲	حدیثیں	
۳۲۸	پراسیگندہ	۳۲۸	قبیلہ جہینہ کو حدیث بھیجی	۱۵۰
۳۵۰	حدیثوں کی جمع اور تدوین	۱۶۲	اہل جرش کے نام	۱۵۱
۳۵۱	حدیث کی اقسام	۳۲۸	حدیث	
۳۵۲	خبر واحد حجت اور	۳۲۸	اہل ہجر کے نام حدیث	۱۵۲
۳۵۲	موجب عمل ہے	۱۶۵	معاذ کے نام تقریرت	۱۵۳
۳۵۲	خبر کی دو قسمیں	۳۲۸	کی حدیث	
۳۵۵	خبر واحد بروئے قرآن	۳۲۹	اہل یمن کے نام حدیث	۱۵۴
۳۵۵	موجب عمل ہے	۳۲۹	مجاہد صحابی کیلئے حدیث	۱۵۵
۳۵۵	حضرت موسیٰ نے خبر	۳۲۹	حضرت ابوہریرہ کیلئے	۱۵۶
۳۵۵	واحد پر عمل کیا	۱۶۸	حدیث کی کتاب	
۳۵۶	ایک لڑکی کی خبر پر	۱۶۹	حدیثیں لکھنے کا حکم	۱۵۷
۳۵۶	موسیٰ نے عمل کیا		حضرت انس کے پاس	۱۵۸

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	رسول خدا قرآن کیساتھ اسکی مثل بھی دیئے گئے	۱۸۴	۳۵۷	حضرت شعیب نے خبر واحد پر عمل کیا	۱۶۰
۳۷۹	قرآن اور حدیث دونوں متساوی ہیں	۱۸۵	۳۵۷	فاسق کی خبر واحد	۱۶۱
	ساری امت حدیث پر ایمان رکھتی ہے	۱۸۶	۳۵۹	ایک مومن کی خبر واحد	۱۶۲
۳۸۲	کتاب سنت کے متعلق حصور انور کے ارشادات	۱۸۷	۳۵۹	خبر واحد کی حجیت قرآن مجید سے	۱۶۳
۳۸۵	رسول خدا کی تاریخانی رسول خدا ہمارا پدایت تھے	۱۸۸	۳۶۱	صحابہ نے خبر واحد کو حجیت مانا ہے	۱۶۴
۳۸۶	سنت کو زندہ کر نیک ثواب	۱۸۹	۳۶۱	خبر واحد پر روزہ انظار کرا دیا۔	۱۶۵
۳۸۸	سنت باعث جنت ہے	۱۹۰	۳۶۲	خبر واحد لاکھوں روپیہ کی تخریر پر حجت ہے	۱۶۶
۳۸۹	سرور عالم امت کو دو چیزیں دے گئے ہیں	۱۹۱	۳۶۲	خبر واحد کو سارا جہان مانتا ہے	۱۶۷
۳۹۰	جھوٹی حدیث بنائیں مبرا	۱۹۲	۳۶۳	حدیث کے ظنی ہونیکا مطلب	۱۶۸
۳۹۱	احادیث کی تبلیغ کا ارشاد	۱۹۳	۳۶۵	ظن یقین کے معنی میں	۱۶۹
۳۹۲	سنت سے محبت کریں۔	۱۹۴	۳۶۶	ظن احتمال راجح کے معنی میں	۱۷۰
۳۹۳	رحمت للعالمین نے فرمایا	۱۹۵	۳۶۶	ظن شک کے معنی میں	۱۷۱
۳۹۵	مقام سنت	۱۹۵	۳۶۶	حدیث کی نظیت	۱۷۲
			۳۷۰	قرآن کے تواتر کی مانند حدیث کا تواتر عملی	۱۷۳

خطبہ رحمت للعالمین

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَمَّدٌ ؑ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ
 وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ
 أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ
 لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ

رسولہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ رحمت للعالمین ہے جو حضور اپنے ہر وعظ اور تقریر کے
 شروع میں پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ خطبہ بالفاظ مختلف مسلم، ابو داؤد، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے،

رَسُولُهُ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ
 الْمُهَدِيِّ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا
 وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ
 كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ (اس لئے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں ہم اس (رب العالمین) سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں۔ اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی (پاک ذات) پر ہمارا بھروسہ ہے ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اپنے نفس کی برائیوں سے (بھی) اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ (یقین مانو کہ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھنکار دے اس کیلئے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا۔ اور ہم (تو دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ معبود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور (اسی طرح اعماق قلب سے) ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اور (آخری) رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ حمد و صلوة کے بعد (یقیناً) تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور تمام راستوں سے بہتر راستہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہیں۔ جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکلے جائیں (یا در کھو) دین میں جو کام نیا نکالا جائے وہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانیوالی ہے۔

پیش لفظ



حرفِ بے صوت اندر ہیں عالمِ بدیم
از رسالتِ مصرعِ موزوں شدیم

بہشت سے، ہبوط کے بعد ہم اس دنیا میں لائے گئے
ذَاقَا الشَّجَرَةَ کا "سجدہ سہو" بجا لانے کے لئے عالم کون
و فساد میں آئے۔ حیاتِ مستعد کے ایام گزار کر پھر ہم نے
یہاں سے چلے جانا ہے۔ کیونکہ یہ جہان ہماری مستقل قیام گاہ
نہیں ہے۔ جیسا کہ خدا کے فرمایا۔

وَ نَكُمُ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرًّا وَمَتَاعًا لِلْآخِرِينَ ۝

(پس ۴)

اور تمہارے لئے زمین میں (عامرنا) ٹھکانا ہے۔
اور فائدہ اٹھانا ہے ایک میعاد معین تک "

جو لوگ اس رزمگاہِ خیر و شر میں "پہلی غلطی" کا اعادہ نہیں کریں گے۔ اب "شجرہ ممنوعہ" کو نہیں چکھیں گے۔ بالکل خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اس کی ہدایت پر شب و روز بسر کریں گے۔ تو خدیشے بزرگ و بزرگاہنیں ان کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی وراثت، بہشت بریں عطا کر دیں گے۔ اور جو لوگ اس دایمکافات میں من مانیوں کرینگے۔ دستورِ خداوندی اور احکامِ الہی سے بے اعتنائی برتیں گے۔ منع کئے ہوئے "پھلوں" کو قوتِ لایموت بنائیں گے۔ معصیت کی زندگی گزارنے والے یہ لوگ محروم الارث ہو کر رہ جائیں گے۔ دیکھئے ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:

فَاِمَّا يٰٓاَتِيَنَّكُمْ صٰنِيْ هٰدِيْ فَبِنّٰ تَبِيْعْ هٰدَاۗىۡ فَلَآ
خَوْفٌ عَلٰیہُمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَكَذَّبُوْا بِآٰیٰتِنَا اُوْدٰلِكَ اَصْحٰبُ النَّٰرِ ۝ هُمْ
فِيْہَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ع ۴) ع ۱۵۱ کوع ۱۵۱

پھر جو آئے گی تمہارے پاس (دنیا میں) میری طرف سے ہدایت۔ تو اس پر چلنا کیونکہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے۔ (آخرت میں) ان پر نہ تو کسی قسم کا، خوف ہوگا۔ اور نہ وہ اندوہ خاطر ہوں گے اور جو لوگ کفر کریں گے۔ اور ہمارے احکام کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخی ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ترجمہ

یعنی خدا نے ہمیں دنیا میں بھیج کر حکم دیا کہ اب تمہاری
لئے واپس بہشت میں آنے کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ
میری آسمانی ہدایت کی پیروی کرنا۔ اسی پر چلنا۔ اور جو آسمانی
ہدایت اور احکام الہی کی پابندی نہ کریں گے۔ وہ بہشت
سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ آدم علیہ السلام کی یہ "ناخلف"
اولاد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈال دی جائے گی۔

گویا دنیا میں آنا ہمارے لئے ایک چانس (CHANCE)
ہے۔ بہشت سے نکلے ہوؤں کے لئے پھر بہشت میں لٹنے
کے لئے ایک موقع ہے۔ کہ خدا نے رحمان کے اوامر کا آبِ
حیات پی کر جیئیں۔ اور اس کی نواہی کے خار زار سے دامن
سمیٹ کر گزر جائیں۔

اس آشوب گہرے دہریں اولاد آدم کے لئے ہر طرف
ظلمت ہی ظلمت تھی۔ کہ ہاتھ پیرے نظر نہیں آتا تھا۔
کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔ کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ کہاں آیا
ہے۔ اور اس نے کہاں جانا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں
پر احسان کیا۔ کہ ان میں سے ہی اپنے رسول منتخب فرمائے۔
ان پر اپنی وحی، ہدایت اور احکام نازل کئے اور حکم
دیا۔ کہ تم ان احکام اور ہدایات پر عمل کر کے میرے بندوں
کے لئے راستہ بناؤ۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے خدا کی وحی
پر اس کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اپنے عمل کے نور
سے جہان سے ظلمت دور کی۔ اور آخرت کے مسافروں کے

لئے روشن شاہراہیں بنائیں۔ جن پر خوش بخت لوگ کام فرما
ہو کر منزل مقصود کو پہنچ گئے۔

بعثتِ انبیاء کے اسی سلسلہ میں عین "ظلمتِ شب"
کے اندر رہتے اُس دجاں، شمسِ الفتنی، بدرِ الدجی،
سرورِ کون و مکاں، وقارِ دو جہاں، ندرمِ خستہ جہاں،
زمینتِ خلد و جہاں، ہدایت کے نورِ مبین، رحمت للعالمین
غاکمِ البنیں، اکرمِ الاولین، اکرمِ الاخرین، شفیع المذنبین
سرورِ عالم، افتخارِ دودہٴ آدم، سیدِ العرب و العجم، پیغمبرِ مکر
و بر، رسولِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مبعوث ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے آپ پر قرآن مجید
نازل کیا۔ اور حکم دیا کہ اس کو اپنے عمل کے ساتھ لوگوں
تک پہنچا دو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (پک ع ۱۲)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہے۔ تاکہ جو احکام
لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ان کی طرف بھیجے گئے
ہیں۔ تم ان کو اچھی طرح سمجھا دو۔ اور تاکہ وہ
سوچیں :-

غور کریں۔ کہ اس آیت میں خدا نے فرمایا ہے کہ اے
میرے پیغمبر! یہ قرآن ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے۔ کہ تم
اسے لوگوں کو سمجھاؤ۔ بیان کرو۔ اس کی تشریح کرو۔ اس

کے معنی مطلب اور مفہوم لوگوں کو سمجھاؤ۔ اس آیت سے دو چیزیں ثابت ہوئیں۔ ایک قرآن اور دوسری تشریح قرآن یا تفہیم قرآن، یا تفسیر قرآن، پس قرآن کی تشریح، تفسیر، تفہیم، اور بیان حضور کی حدیث ہوئی۔ جس طرح ہر پیغمبر خدا کی وحی، حکم اور امر کو اپنے عمل کے ساتھ امت کے آگے پیش کرتا تھا۔ بالکل حضور سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح قرآن کو اپنے عمل کے ساتھ، اس کے مطالب اور مفہوم کے ساتھ اپنی امت کو پہنچایا ہے۔ یعنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دو چیزیں دی ہیں۔ قرآن اور اس کی تشریح یعنی حدیث، پھر جس طرح قرآن کو ماننا ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث پر ایمان لانا لازمی ہے۔ قرآن بھی دین میں حجت ہے۔ اور حدیث بھی حجت ہے ایک اور مقام پر قرآن سے حدیث کی حجیت یوں ثابت ہوتی ہے :-

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ

النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ط (پط ع ۱۳)

بیشک ہم نے تیری طرف قرآن برحق نازل کیا۔

تاکہ (اس کا) جو مطلب خدا تمہیں بتائے۔ اس کے

مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

ثابت ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت انورؐ پر قرآن بھی

نازل کیا۔ اور ساتھ ہی قرآن کا مطلب اور مفہوم بھی

حضور کو بتایا اور سکھایا۔ پس یہ مطلب اور مفہوم ہی حدیث ہے۔ قرآن کی نص بہا اَرَايْتُمْ اللّٰهُ سے حدیث کی حجیت مہر شیرواز کی طرح واضح ہوگئی۔ آیت مذکورہ پر پھر غور کریں۔ یعنی خدا نے فرمایا۔ اے میرے پیارے رسول! لوگوں کے درمیان قرآن کے ساقہ فیصلہ کر۔ جس طرح ہم تمہیں دکھائیں، بتائیں، سمجھائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ضرور حضورؐ کو دو چیزیں دیں، ایک قرآن، دوسری بہا اَرَايْتُمْ اللّٰهُ۔ قرآن کی سمجھ، بوجھ، مطلب مفہوم، تشریح اور تفسیر، یہ اَرَايْتُمْ اللّٰهُ حدیث شریف ہے۔ خوب یاد رکھیں:-

مذکورہ آیت کے تحت حضرت امام بازیؒ اپنی مایہ ناز تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں:-

قَالَ الْمُحَقِّقُونَ هَذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَا كَانَ يَحْكُمُ إِلَّا بِالْوَحْيِ وَالنَّصِّ - محققین نے فرمایا ہے، کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی اور نص کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے:

مطلب یہ کہ آپ کی حدیثیں، اقوال، فراسین اور تمام ارشادات جو بطریق محدثین صحیح سند سے ثابت ہیں سب کے سب وحی خداوندی ہیں۔ نص ہیں۔ دین میں قرآن کے مانند حجّت ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔
 لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
 رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ
 يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ بِرِضَى
 اللَّهِ نَعْمَ اللَّهُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (بقرہ) احسان کیا کہ ان
 میں ان ہی میں کا رسول بھیجا، پڑھتا ہے ان
 پر آیتیں اس کی، اور پاک کرتا ہے ان کو،
 اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔

یہاں دو چیزیں جدا جدا بیان کی گئی ہیں۔ ایک تلاوت
 قرآن کی، دوسری قرآن کی تعلیم۔ یعنی حضور انور پر قرآن
 کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور پھر اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ تلاوت
 کا مطلب تو واضح ہے۔ کہ قرآن سناتے ہیں۔ متن پڑھتے
 ہیں۔ اس کے علاوہ اس متن کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی اس
 کا مطلب، مفہوم اور تشریح بتاتے ہیں۔ مثلاً تلاوت کرتے
 ہیں۔ اَقِمُوا الصَّلَاةَ۔ نماز قائم کرو۔ اب اس تلاوت کی
 تعلیم دیتے ہیں کہ نماز ادا کر کے، قائم کر کے دکھاتے ہیں
 فرماتے ہیں۔ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي۔ (بخاری شریف)
 پڑھو نماز جس طرح دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ پھر
 حضرت انور کا عہد نماز کی بیٹ پیش کرنا قرآن کی تعلیم
 ہے۔ معلوم ہوا۔ تلاوت علیحدہ چیز ہے۔ اور تعلیم دوسری چیز
 ہے۔ پس یہ تعلیم قرآن یاد رہے حدیث ہے۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام وحی لائے اور پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یاد کرنے میں بہت جلدی کرتے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا:-

لَا تُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ فَإِذَا قَرَأْتَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ (پطع ۱۸)

مت ہا ساقہ قرآن کے زبان اپنی کو تاکہ جلدی، کرے تو ساقہ اس کے، تحقیق ہمارے ذمہ پر ہے جمع کرنا اس کا تیرے دل میں اور پڑھنا اس کا زبان تیری سے ۰ پس جس وقت پڑھیں ہم اس کو (بذریعہ جبرائیل) پس پیروی کرہمارے پڑھنے کی ۰ پھر بیشک ہمارے ذمہ پر ہے بیان کرنا اسکا ۰

یعنی خدا نے فرمایا۔ اے میرے پیارے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) وحی کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان مبارک کو جلدی جلدی نہ پلا۔ اس بات کا قطعاً خیال نہ کر۔ کہ جبریل سے قرآن سن کر تو بھول جائے گا۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ قرآن کا تیرے سینے میں جمع کرنا ہمارے ذمہ پر ہے۔ پھر اس کا بوقت ضرورت تیری زبان سے پڑھوا دینا بھی ہمارے ذمہ پر ہے۔ اور پھر قرآن کا بچھ سے بیان کرانا، لوگوں کو اس کی تشریح اور تفسیر، مطلب اور مفہوم بتانا بھی ہمارا کام ہے۔ اجماع قرآن کو تیرے سینہ میں جمع کرنے۔ اس

کے پڑھوانے، اور اس کے متن کے بیان اور تشریح کرنے کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح سینئر اقدس میں قرآن کے جمع کرنے، زبان سے اس کے پڑھوانے کا ذمہ لیا، اسی طرح قرآن کے بیان، تشریح اور تفسیر کروانے کی ذمہ داری اٹھانی۔ پس قرآن کی اس تشریح رسوں بیان رحمت عالم کو حدیث کہتے ہیں۔ قیامت تک جہاں خدا تعالیٰ قرآن کو محفوظ رکھے گا۔ وہاں بیان قرآن کی بھی اسی طرح حفاظت کرے گا۔ تاکہ امتِ حنیفہ کے طریقے کے مطابق قرآن پر عمل کرتی رہے۔

متذکرۃ الصدق آیات سے یہ بات واضح ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ اور حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اس کا مطلب، مفہوم اور تشریح بتانے کا حکم دیا۔ اس سے حدیث کی اہمیت قرآن کی اہمیت کی طرح ثابت ہوئی۔ لیکن افسوس کہ اس دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو حدیثوں کا انکار کرتے ہیں۔ کہ ان کا ماننا کوئی ضروری نہیں صرف قرآن ہی ماننے اور عمل کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور مسلمانوں کو حدیثوں کے تصرف دالانے کے لئے ان پر ہدایت لغو اعتراضات کرتے ہیں۔ ان کو حرف مبدل کرتے، ترجمے غلط کرتے، مفہوم بگاڑتے، ان میں سے کچھ نکال کر

مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

غور کریں کہ جب مسلمان قرآن کا مطلب صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چھوڑ دیں یعنی احادیث سے بے نیاز ہو جائیں۔ تو پھر ہر مسلمان اپنی اپنی مرضی اور نثر کے مطابق قرآن کا مطلب اور مفہوم اختیار کر کے عمل کرنے لگ جائے۔ تو اسلام ایک مذاقی بن کر رہ جائے گا۔ دیکھیے۔ قرآن میں آتا ہے۔ **وَاعْبُدُوا رَبَّكُمُ حَتَّىٰ يَأْتِيَكُمُ الْيَقِينُ** (پکڑو اور عبادت کر لینے رب کی، یہاں تک کہ تجھے موت آجائے)۔

یہاں یقین کے معنی تمام صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؓ نے موت کے کئے ہیں۔ یعنی عبادت موت تک فرض ہے موت سے پہلے عبادت سے رخصت نہیں۔ کہ لغت میں یقین کے معنی پختہ اعتقاد (FIRM FAITH) کے علاوہ موت کے بھی ہیں۔ یہاں معنی موت ہی ضروری ہیں۔ جو تمام سلف اور خلف نے بیان کئے ہیں۔ اب سنئے کہ ایک پر صاحب نے اس آیت کا مطلب یہ بیان کیا۔ کہ عبادت اس وقت تک فرض ہے۔ جب تک یقین نہ آئے۔ جب خدا کی ذات پر یقین اور اعتقاد پختہ ہو جائے۔ تو نماز روزہ وغیرہ کی تکلیف اٹھ جاتی ہے۔ پس عبادت کمزور ایمان اور ضعیف اعتقاد والوں کے لئے ضروری ہے دیکھیے! تشریح رسول (حدیث شریف) سے بے نیاز ہو

گر جب آیت کا مطلب اپنی مرضی سے کیا۔ تو احادیث گمراہی، بے ایمانی، اور کفر حاصل ہوا۔ منکرین حدیث ایسا ہی کرتے ہیں۔ کہ آیتوں کا مطلب خود گمراہ کرتے ہیں۔ ضَلُّواْ وَ اٰمَنُوْا۔ پھر گمراہ ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اس کتاب کے لکھنے سے ہماری یہی غرض ہے۔ کہ حدیث کی اہمیت، حقیقت، اور قرآن کی مانند اس کا لاپیدی ہونا ثابت کیا جائے۔ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَ اطِيعُوا الرَّسُوْلَ کا مطلب بتایا جائے۔ کہ احکام خداوندی کی بجا آوری اتباع رسول یعنی پیروی حدیث پر موقوف ہے۔ اور ان احادیث کی سونے کی ڈلیوں سے دھل و فریب اور غر اعراضات کا وہ کیچڑ اور گرد و غبار دور کیا جائے۔ جو "برادرانِ یوسف" کی "اسلام دوستی" نے ڈال رکھا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں دستور سیدالکونین و الثقلین کی محبت و عزت کی مانند آپ کی احادیث، اقوال اور ارشادات کی محبت و عزت، اور ان پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ وہ ہزار جان سے شمع حدیث پر قربان ہوں اور محبت پر سینے مارنے اور جینے کی بنیاد رکھیں۔

حوا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عاقبت المسدین کو

"نرب حدیث" کے پڑھنے سے ہدایت بختے۔

اور اُن کا سینہ قال الرسول کے نور سے جگمگا
اُٹھے کہ ہے

محمد حامی دین، ماجی کفر و ضلالت ہے
محمد شمع ایماں مشعل راہ ہدایت ہے

محمد صادق
سینا کوٹی

مئی
۱۹۶۱ء

دینِ اسلام

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (پس ۱۳)

دین (برحق) اللہ کے نزدیک (صرف) اسلام ہے۔
 اسلام سے پہلے بھی دنیا میں ادیان تھے۔ لیکن جب
 دینِ اسلام آسمان سے اترا۔ تو سابقہ ادیان منسوخ ہو کر
 رہ گئے۔ اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے قابل عمل
 صرف اسلام کا دین قرار پایا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا۔
 وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ
 وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ (پس ۱۷)
 اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو
 تلاش کرے تو خدا کے ہاں اس کا وہ دین قبول
 نہیں اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں ہوگا۔

یہ دینِ اسلام جو دستور الہی اور قانون خداوندی ہے۔
 خدا تعالیٰ نے آسمان سے قرآن کی سورت میں نازل کیا۔
 آیت آیت اتارا۔ یہاں تک کہ تیش برس میں پورا
 کیا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (پس آج
آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین
تمہارا اور پوری کی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا
تمہارے لئے دین اسلام کو۔)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید مکمل دستور، کامل دین، اور
پورا پورا قانونِ خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر
بڑا بڑا احسان کیا۔ کہ انہیں دین و دنیا کی رہبری، پیشوائی
اور ہدایت کے لئے قرآن مجید عطا فرمایا۔ جو اپنے نزول
کے دور سے لے کر تا نور نبیین روئے زمین کے لوگوں
کے لئے نور افشاں رہے گا۔ پس یہ قرآن مجید دین
اسلام ہے۔ خدا کا قانون ہے۔ دستور الہی ہے۔ ضابطہ
ایزدی ہے۔ اللہ کی وحی ہے۔ جس پر ایمان لانا فرض ہے
اور اس کی تعمیل کرنا ضروری اور لازمی ہے کہ بغیر تعمیل
کے نجات نہیں ہے۔

نزل قرآن | آپ جانتے ہیں کہ قرآن منزل من اللہ
ہے۔ خدا نے اپنے پاس سے بھیجا ہے۔

لیکن آپ کس کے کہنے سے اسے خدا کا کلام، منزل من
اللہ اور وحی خداوندی مانتے ہیں؟ اپنے آباؤ اجداد کے کہنے
سے، بزرگوں، واناؤں یا دوسرے اعلاظم رجال کی شہادت
سے قرآن کو خدا کا نازل کردہ دستور مانتے ہیں۔؟ نہیں

اگر ایسوں انسان متفق ہو کر کہتے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ تو کیا آپ کلام الہی مان لیتے؟ نہیں! پھر کس کی شہادت کس کی بات پر اعتبار کریں؟ آپ نے قرآن کو دستورِ خداوندی اور کلامِ الہی مانا ہے؟ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اعتبار کریں، آپ کی شہادت پر قرآن مجید کو خدا کی وحی اور کلامِ الہی مانا ہے اگر حضور سید الکونین، سید العرب و العجم، سید الثقلین، سید ولد آدم، سید العالمین، سرور کائنات، پیغمبرِ بکر و برہ، حبیبِ خدا، اشرف انبیاء، احمد مرتضیٰ، شافعِ روزِ جزا، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا اقرار نہ کرتے، بحیثیت رسول اللہ ہونے کے اس کے وحی الہی ہونے کی شہادت نہ دیتے۔ تو کوئی بھی کتاب اللہ المجید کو کلام اللہ نہ مانتا۔

معلوم ہوا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

وسلم کی شہادت سے ہم نے قرآن کو خدا کا کلام مانا ہے اس لئے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نے آپ کو اللہ کا رسول اس لئے تسلیم کیا۔ کہ وہ کتاب اللہ المجید لائے جو انسانی کلام نہیں ہو سکتا۔ اس کلام نے تمام دنیا کو چیلنج کیا۔ کہ میری مثل کوئی سورت یا آیت ہی بنا لا۔ آج تک کوئی اس کی مثل نہیں لا سکا۔ ثابت ہوا۔

کہ یہ کلام الرحمن ہے۔ جو خدا نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ پھر جس مقدس ذات پر کلام الہی اترا۔ وہ ضرور خدا کے رسول ہیں۔ اور ان سے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ جن کے آگے سارا جہان عاجز آگیا۔ یہ سب معجزات حضور النور کی نبوت اور رسالت پر گواہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت

جب یہ مان لیا۔ اور تسلیم کر لیا کہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ قرآن آپ ہی کے قلب اطہر پر نازل ہوا۔ قانون الہی، دستور خداوندی اور وحی ایزدی کے حامل من جانب اللہ آپ ہی ہیں۔ خدا کے پیغمبر، فرستادہ، ایچی، اور رسول برحق ہیں۔ تو کیا آپ نے قرآن اپنی امت کو چٹھی رسالہ کی مانند دیا ہے۔ کہ آسمان سے اترا، اور امت کو پہنچا دیا۔ اب امت جس طرح چاہے۔ اسے پٹھے پڑھائے اور عمل کرے؟ ہرگز نہیں! امت کو قانون خداوندی میں قطعاً اس بات کی اجازت نہیں۔ کہ وہ جس طرح چاہے۔ قرآن پر عمل کرے۔ بلکہ دستور الہی۔ کتاب اللہ المجید پر عمل کرنے کے لئے امت کو اطاعت رسول کی نیکیں ڈال دی گئی ہیں۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس طرح قرآن پر عمل کریں۔ جس طرح صاحب قرآن، حامل وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عمل کیا ہے۔ بلکہ یہاں تک تاکید اور تخویف آئی ہے۔ کہ جو حضرت انورؑ کی تابعداری سے ہٹ کر عمل کرے گا۔ اس کا وہ عمل خدا تعالیٰ قبول ہی نہیں کرے گا۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَلَا تُبَدِّلُوا أَعْمَالَكُمْ (پہلے ۲۷)

مسلمانو! حکم مانو اللہ کا اور اطاعت کرو رسولؐ کی ، اور (رسولؐ کا خلاف کر کے) اپنے عملوں کو ضائع نہ کرو۔

یعنی حکم احکم امحاکمین، شہنشاہ لازوال، رب عرش عظیم کا مانو۔ کہ وہی مطاع حقیقی ہے۔ اس کے قانون دستور، اور حکم کے آگے گردنیں جھکا دو۔ اس کی حکومت کے وفادار غلام بن جاؤ۔ اس کے نازل کردہ قرآن کجبر حکم پر لرزہ براندام ہو جاؤ۔ تعمیل کے لئے تمہارا رونٹا روٹھنا مستعد اور تیار ہے۔ لیکن خبردار! تعمیل خداوندی میں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہی اختیار کرنا۔ قرآن پر ہو۔ ہو رحمت عالم کی مانند عمل کرنا۔ اگر خدا کا حکم ملنے اور اس پر عمل کرنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف ہوا۔ تو وہ عمل ضائع اور برباد ہو جائے گا۔ خدا کے پاؤں سے اس کا کوئی اجر نہیں ہے۔ وہ عمل عند اللہ مردود ہوگا۔ خدا مانے کا ہی نہیں۔ کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل

کی ہے۔ یہ ہے حیثیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہونا۔ کہ حضور انورؐ نے چھٹی رسالہ کی طرح قرآن امت کو نہیں دیا۔ کہ وہ جانے اور قرآن، بلکہ حضورؐ نے قرآن اپنے عمل کے ساتھ امت کو پہنچایا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی حکم برداری کے لئے مسلمان کو پیدائش سے موت تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا مقید بنا دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:-

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ
لُوفِيَ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصِّلَهُ جَهَنَّمَ ۗ وَسَاءَتْ
مَصِيرًا ۝ (پہلے ۱۲)

اور جو شخص راہ راست (کتاب و سنت) کے ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبرؐ سے کنارہ کش رہے۔ اور مسلمانوں (صحابہؓ) کے رستے کے سوا دوسرے رستے چلے۔ تو جو (رستہ) اس نے اختیار کر لیا ہے۔ ہم اس کو اسی رستے چلائے جائیں گے اور آخر کار اس کو جہنم میں داخل کرینگے۔ اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کریں اور آپ کی مخالفت سے بچیں۔ جس طرح صحابہؓ نے حضورؐ

کا اتباع کیا ہے۔ سب مسلمان بالکل اسی طرح حضورؐ کی پیروی کریں۔ اس آیت میں مومنین کا راستہ اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور مومنین سے مراد یہاں صحابہؓ ہی ہیں۔ کیونکہ ایک دوسری جگہ خدا نے صحابہؓ کو مومنین فرمایا۔ اور انہیں بہشت کا سرٹیفکیٹ دیا۔ ان کے ایمان اسلام اور نجات کی شہادت دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ - (پاک ۱)

البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ تعالیٰ مومنوں سے جس
وقت بیعت کرتے تھے تجھ سے نیچے درخت کے

صلح حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کر لیوالے کون
تھے، صحابہؓ ہی تھے۔ یہاں ان کو خدا نے صاف طور پر
مومنین فرمایا ہے۔ پس صحابہؓ یقیناً ایمان والے ہوئے اور
خدا نے فرمایا۔ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ۔ خدا ان
مومنوں (صحابہؓ) سے راضی ہو گیا۔ گویا اپنی رضامندی اور
خوشنودی کی بشارت بھی دے دی۔ پس یہی وہ خدا کی
رضامندی کی سند پانے والے مومنین ہیں۔ جن کے بارے
میں مذکورہ آیت میں خدا نے فرمایا ہے۔

کہ جو شخص راہ راست (کتاب و سنت) کے ظاہر ہوئے
پیغمبر رسولؐ سے کنارہ کش ہے اور مومنوں کے راستے کے
سوا (دوسرے راستے) چلے۔ تو اے نبیؐ میں داخل

کہیں گے :-

مومنین سے مراد یہاں صحابہؓ ہی ہیں۔ جن پر اللہ راضی ہوا۔ جیسا کہ آپ اور پڑھ آئے ہیں۔ تو حاصل کلام یہ ہوا۔ کہ سب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔ جس طرح صحابہؓ نے کیا تھا۔ تو صحابہؓ کا طریق عمل قرآنی نص سے نما کی مرضی کے مطابق ہوا۔ لہذا اجماع صحابہؓ ہر شہادت قرآن صحیح اتباع رسول قرار پاکر قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل ٹھہرا۔ پس بحکم قرآن اتباع رسول بطریق صحابہ واجب العمل ہوا۔ صحابہؓ کے بعد ہر شخص کے لئے یہی حکم ہے۔ جو شخص قرآنی آیات کا مطلب، مفہوم اور طریق عمل، اتباع رسول سے بے نیاز ہو کر تعامل صحابہؓ کے خلاف بنائے گا اور لوگوں کو اودھر بلائے گا۔ وہ آیت مذکورہ نَصَلِمَ جَهَنَّمَ کے رو سے ملدے۔ بے دین۔ گمراہ اور جہنمی ہوگا۔ مسلمانوں کو ہموش سے کام لینا چاہیے۔ اور قرآنی آیات کے من مانے معنی اور تفسیر بالرائے کرنا لے۔ منکرین حدیث سے اپنے ایمان اور اسلام کو بچائیں۔

مذکورہ آیت کی تشریح میں حدیث ذیل کتنی بر محل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثَلَاثِينَ وَسَبْعِينَ
مِلَّةً وَأَنَا تَفَرَّقْتُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ

صَلَاةٌ كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا جِلَّةٌ وَاحِدَةٌ قَالُوا
مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهَا

وَ أَصْحَابِي ه (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)

بے شک بنی اسرائیل متفرق ہوئے اوپر بہتر
فرقوں کے۔ اور (آہ) متفرق ہوگی میری امت

اور تمہارے فرقوں کے۔ (سنو!) سب (فرقے) دوزخ میں
جائیں گے سوائے ایک گروہ (جماعت) کے صحابہؓ
سے جو چاہیں۔ وہ کون سا گروہ ہوگا۔ اے اللہ کے

رسول! یعنی اس کی پہچان کیا ہے؟۔ آپ
نے فرمایا۔ مَا أَنَا عَلَيْهِ. وَ أَصْحَابِي۔ جس (راہ)

پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔

مطلب یہ کہ نجات پانے والی جماعت میرے اور میرے

صحابہؓ کے طریق پر ہوگی عقائد اور اعمال میں۔

اب پچھلی آیت پر پھر غور کریں۔

وَسَنُكَلِّمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا

کفر سے کہیں گے۔ جو رسولؐ سے کنارہ کشی

کرتے گئے۔

سَنُكَلِّمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا

جو اس کے پاس ہدایت آچکی۔ یعنی اس کو قرآن پہنچا گیا

انجاری شریف، مسلم شریف، موطا، ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی

نسائی۔۔۔ فراسین سید المرسلین جامع استاد کے تالیف

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْهُدَىٰ مَنِينٍ — اور مومنوں (صحابہ) کے رستہ کے سوا اور رستہ اختیار کرے؛
لَوْلَا مَا تَوَلَّىٰ — جو رستہ اس نے اختیار کیا ہے ہم اُسے اسی رستے چلائے جائیں گے۔ یعنی حضورؐ سے ایک کنا سے ہو کر، صحابہؓ کا رستہ چھوڑ کر جدھر چلا ہے۔ ہم (خدا تعالیٰ) اسکو ادھر ہی چلاتے جائیں گے۔
وَنُصَلِّبُ جَهَنَّمَ — اور لے جا داخل کریں گے اس کو جہنم میں؛

وَسَاءَتْ مَصِيرًا — اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے؛
عرض آیت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور صحابہؓ کے معاملہ پر زور دیا گیا ہے۔ اور حدیث مذکور میں بھی مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيٌّ پَرِ عَمَلِ دَامِدِ كِي تَاكِيهِ كِي كُئِي هِي۔ یعنی نجات پانے کے لئے اس رستے پر چلنا چاہیے۔ جس پر حضورؐ اور آپ کے پیچھے پیچھے صحابہؓ چلے تھے۔ آیت اور حدیث کی کتنی مطابقت ہوئی ہے۔ مبارک ہو مسلمانوں کو اتباعِ رسول، بطریق صحابہؓ تو مسئلہ ہم یہ بیان کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ اپنے احکام و فرائض کی تعمیل بہ اتباعِ رسول چاہتا ہے پھر جو شخص اتباعِ رسول سے کنار کش اور بے نیاز ہو کر عمل کا کوئی رستہ اختیار کرے گا۔ وہ رستہ نجات کا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ رسول رحمت نے قرآن مجید

اپنے عمل کے ساتھ لوگوں کو پہنچایا ہے۔ تاکہ قرآن پر اتباع رسول عمل کیا جاسکے۔

۴ | اس بات کے ثبوت کرنے کے لئے کہ احکام اتباع رسول خداوندی پر عمل کرنے کے لئے اتباع رسول

فرض ہے، ہم اور آیتیں پیش کرتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ

اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ

رَحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ

تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ (پ ۴ ع ۱۲)

کہہ (لئے پیغمبر) اگر تم چاہتے ہو اللہ کو تو میری

پیروی کرو، چاہے تم کو اللہ اور مجھے تمہارے

گناہ اور اللہ مجھے والا مہربان ہے ۝ کہہ (لئے

پیغمبر) اطاعت کرو تم اللہ اور رسول کی پس

اگر پھر جاؤ تو اللہ دوست نہیں رکھتا کافروں کو ۝

مسلمان کی یہ خواہش ہے کہ خدا اس کو دوست

رکھے۔ اور اس پر راضی اور خوش ہو جائے۔ خدا نے فرمایا کہ

تمہاری یہ خواہش اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ کہ تم میرے

رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو ان کی

پیروی کرو۔ یعنی ان کی حدیثوں اور سنتوں پر عمل کرو پھر

جب تم ایسا کرو گے۔ میرے رسول کے فرماؤں پر اور

اتباع بن جاؤ گے۔ تو میں تم کو چاہوں گا۔ تم کو اپنا

دوست بنا لوں گا۔ تم سے محبت کروں گا۔ تم کو اپنا ولی بنا لوں گا۔ اور ساتھ ہی تمہارے سب گناہ بھی بخش دوں گا۔

اس آیت میں اتباعِ رسول کا ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی اور خوشنودی کا دار و مدار اتباعِ رسول پر رکھا ہے۔ اب اتباع پر عمل اس صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب آپ کے اقوال و افعال معلوم ہوں۔ اور اقوال و افعال کا علم احادیث سے ہی ہو سکتا ہے پس حدیثوں پر عمل کرنا خدا کی رضامندی کا موجب ہوا۔ اگر کوئی حدیثوں کا انکار کرے۔ اور ان سے استغنا برتے تو وہ خدا تعالیٰ کو ہرگز راضی نہیں کر سکتا۔ وہ خدا کا فرماں بردار نہیں بن سکتا۔ خدا اس کو کبھی چاہ نہیں سکتا۔ اور کبھی نہ چاہے گا۔ کیونکہ وہ حدیثوں کا انکار کر کے اتباعِ رسول سے محروم رہا ہے۔

پھر مذکورہ آیت میں خدا نے اپنی اطاعت کے ساتھ اپنے رسول کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ گویا خدا کی اطاعت بھی فرض ہوئی اور اس کے رسول کی اطاعت بھی فرض ہوئی۔ دونوں اطاعتوں میں فرق یہ ہے کہ خدا کی اطاعت مستقل اور حقیقی اطاعت ہے۔ کیونکہ وہ مطاعِ حقیقی ہے۔ اصل اطاعت اس کی ہے۔ اور اطاعتِ رسول خدا کی اطاعت کی موجب

اور باعث ہے۔ حضورؐ نے بھی خدا کی اطاعت ہی کی ہے۔ ہم حضورؐ کی اطاعت کر کے دراصل خدا کی اطاعت کریں گے۔ آپؐ کا اتباع ہم سے خدا کی اطاعت اور حکم برداری کرائے گا۔ جب تک ہم آپؐ کی اطاعت آپؐ کا اتباع، آپؐ کی فرماں برداری نہ کریں گے۔ خدا کی اطاعت اور فرماں برداری نہ کر سکیں گے۔ مثلاً نماز خدا کی عبادت ہے۔ اللہ کی حقیقی اور مستقل اطاعت ہے۔ جب تک ہم رحمتِ عالم کی فرمانبرداری کر کے آپؐ کی بتائی ہوئی نماز بعینہ نہ پڑھیں گے۔ خدا کی اطاعت عبادتِ ربِّ لم یزل بجا نہ لا سکیں گے۔ اور خدا کے نزدیک بے نماز، بے دین ہو کر مر رہیں گے۔ یہ وجہ ہے۔ کہ خدا نے اطاعتِ رسولؐ فرض کی ہے کہ آپؐ کی اطاعت سے خدا کے فراموش اور احکام پورے ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ رسولؐ کی اطاعت کو ضروری نہیں سمجھتے یعنی حدیثوں کی ضرورت نہیں جانتے۔ ان کی ایمانی حالت نہایت خطرناک ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ارشاد فرمایا۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پس اگر پھر جاؤ (اطاعتِ رسولؐ سے) تو اللہ

دوست نہیں رکھتا کافروں کو۔

عز کریں کہ خدا نے اَطِئُوا الرَّسُوْلَ كَمَا حُكْمَ دِيَا كَر

رسول کی اطاعت کرو۔ پھر فرمایا۔ اگر پھر جائیں یعنی اطاعت سے پھر جائیں۔ آپ کے اقوال و افعال سے روگردانی کریں۔ حدیثوں کا انکار کر دیں۔ منکر حدیث ہو جائیں۔ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔ تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ نص قرآنی سے ثابت ہوا۔ کہ منکر حدیث کا فر ہے !

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيعُوْا اللّٰهَ وَ اَطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْۗ (نِیْع ۸)

مسلمانوں اللہ کے حکم پر چلو اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور رسول کا خلاف کر کے اپنے عملوں کو ضائع نہ کرو۔

اس آیت میں بھی خدا کی اصل اور حقیقی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس اطاعت کی بجائے اوری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری فرض کی گئی ہے۔ یعنی خدا کی عبادت، اطاعت اس طرح کرو۔ جس طرح رسول تم کو حکم کرے۔ اور اگر رسول کے حکم کے خلاف تم نے اپنی مرضی سے خدا اتھالے کی عبادت یا اطاعت کی۔ تو وہ عبادت، اطاعت، نیکی، سب رائگاں اور ضائع جائے گی۔ خدا اسے قبول ہی

یہ ایک شخص حدیث کو مانتا ہے۔ لیکن اس پر عمل کرنے میں سستی اور نفلت کرتا ہے۔ ایسا شخص گنہگار ہے کافر نہیں !

نہیں کرے گا۔ وَلَا تُبْطِلُوا آعْمَالَكُمْ، اور اپنے عملوں کو (خلاف سنت بجا لاکر) ضائع نہ کرو۔

یہ خدا کا ارشاد ہے، جس سے بڑھ کر کسی کی بات سچی نہیں ہو سکتی۔ پھر یقین کریں کہ تمام اعمال اور نیکیاں، خدا کی ہر قسم کی عبادات جب تک رسولِ خدا ﷺ اللہ علیہ وسلم کے حکم، فرمان اور عمل کے مطابق نہ ہوں گی، ان پر سنت نبویؐ کی مہر نہ ہوگی وہ قبول نہیں ہوں گی۔ مزہر منافی ہو جائیں گی، اس سے حضورؐ کی حدیث کی حجت اور فریضیت ثابت ہوتی ہے۔ خوب یاد رہے، کہ غیر مسنون اعمال اکارت اور برباد ہو جاتے ہیں۔ خدا کے ہاں ان کا کوئی بہانہ نہیں۔

وَلَوْ أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا
رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ
آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَىٰ (پ، ع، ۱)
اور اگر ہم قرآن کے اتارنے سے پہلے کسی
عذاب سے ان کو ہلاک کر دیتے، تو کہتے، اے
ہماری پروردگار، تو نے ہماری طرف کوئی رسول
کیوں نہ بھیجا، کہ ذلیل اور رسوا ہونے سے
پہلے ہم تیرے حکموں پر چلتے۔

اس آیت میں لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ
آيَاتِكَ - قابل غور ہے، تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیا

نہ بھیجا۔ کہ ہم تیرے حکموں پر چلتے۔

ثابت ہوا۔ کہ بغیر رسول کے اتباع کے خدا کے حکموں پر نہیں چلا جا سکتا۔ جب تک اسوۂ رسول، اقوال اور افعال پیغمبر امت کے سامنے نہ ہوں۔ وہ احکام خداوندی کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتی۔ پھر یاد رہے۔ کہ رسول چمٹی رساں کی طرح آسمانی کتاب دے کر نہیں جاتا۔ بلکہ کتاب کی ہر ہر آیت کی تلاوت کرتا۔ اسکا مطلب سمجھاتا اور اس پر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ جو لوگ رسول کے عمل، قول اور کردار سے بے نیاز ہو کر اپنی مرضی سے کتاب الہی پر عمل کرتے ہیں۔ وہ گمراہ اور ملحد ہو جاتے ہیں۔ کتاب اللہ المجید کے متن کے شارح اور مبین، صاحب کتاب۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ہی ہیں۔ اور کوئی نہیں ہے۔

وہ وانائے بس، ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا، فسروغِ وادی سینا

خدا کا فرمان اور پیغمبروں کا اتباع!

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ
الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ
نَجِبْ دَعْوَتَكَ وَ تَتَّبِعِ الرَّسُولَ (پ۳ ع ۱۹)

اور (اے پیغمبرؐ) ڈرا لوگوں کو اس دن سے
 کہ آئے گا۔ ان پر عذاب، پس کہیں گے وہ لوگ
 جنہوں نے (پیغمبروں کی نافرمانی کر کے) ظلم کیا
 تھا۔ اے رب ہمارے ایک مدت قلیل تک
 ہیں (اور) مہلت دے، تو قبول کریں ہم کہنا
 تیرا اور اتباع کریں ہم پیغمبروں کا۔“

اس آیت میں پیغمبروں کا اتباع ذکر نپوالے ظالموں کا
 ذکر ہے۔ کہ جب وہ معذب ہوں گے تو کہیں گے۔ اے
 رب ہمارے ہمیں تقویٰ سے دلوں کے لئے دیا میں بھیج کر
 اور مہلت دے۔ اب کہ ہم دنیا میں تیرا کہا مان لیں گے
 تیرے احکام سر آنکھوں پر رکھیں گے۔ اور تیرے پیغمبروں کا
 اتباع کریں گے۔ *يُحِبُّ دَعْوَتَكَ وَ تَتَّبِعُ الرَّسُولَ* — قابل
 غور ہے خدا کا فرمان اور پیغمبروں کا اتباع ظالموں
 کے دن آرزو کریں گے۔ خدا ونا! ہمیں دنیا میں ایک بار
 پھر بھیج۔ تیرا حکم مانیں اور تیرے پیغمبروں کی فرماں برداری
 اطاعت اور اتباع کریں۔ معلوم ہوا کہ خدا کا فرمان اور
 کہنا پیغمبروں کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی بچا لایا جا
 سکتا ہے۔ پیغمبروں کے اقوال و افعال سے آنکھ موند کر خدا کی
 وحی پر ہرگز عمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کی وحی اور اس
 کے حکم پر خدا ہی کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ہے
 اور خدا کی مرضی سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ پس

اتباع رسول خدا کی حکم برداری کے لئے لازم ہے۔

راہِ رسول اختیار کرو

وَيَوْمَ يَعْصِي الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ

يَلِيَّتْنِي أَنَا أَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا (پ۹ ع۱)

اور جس روز ظالم (نہایت حسرت سے) اپنے ہاتھ

کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ (اور) کہے گا۔ کاش

پکڑتا میں ساتھ رسول کے راہ۔

یعنی ظالم جس نے دنیا میں رسول کا رستہ اختیار نہ کیا

ہوگا۔ رسول کے قدم بقدم نہ چلا ہوگا۔ رسول کی پیروی نہ کی ہوگی

حشر کے دن مارے افسوس کے اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ اور کہے گا۔

کیا اچھا ہوتا۔ کہ میں نے رسول کا راستہ پکڑا ہوتا۔ ثابت

ہوا۔ کہ رسول کا قول اور فعل، اسوہ اور کردار، امتیوں کے

لئے اپنانے کے لائق ہے۔ خدائی احکام، وحی کے فرامین۔

پیغمبر کے عمل سے قابل عمل بنتے ہیں۔ پس پیغمبروں کی

سنتوں اور حدیثوں سے اباہ کرنے والے وحی کے نور سے کچھ

حصہ نہیں پاتے ہیں۔ ظلمت میں زندگی گزارتے ہیں۔ خبردار! رسول

رحمت کے قول اور فعل اور سنت اور حدیث سے بے نیاز

نہ ہونا۔ رسول سے بے نیاز آدمی کا خدا سے کوئی تعلق رابطہ

واسطہ قائم نہیں ہو سکتا۔

علمی روایت کی حجیت اقل ادر یتخذ ما قد عون من

دُونَ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ۚ إِنِّي بِكُتَابِ مَن قَبْلِ هَذَا أَذْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (پیتا ۱۴)

(اے پیغمبر! ان لوگوں سے) کہو کہ جس کو کھلا دیکھو تو سہی کہ خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو، مجھ کو تو دکھاؤ۔ کہ انہوں نے کون سی زمین پیدا کی ہے۔ یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کا کچھ سا جھا ہے۔ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علمی روایت پیش کرو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو!

خدا مشرکوں سے پوچھتا ہے۔ کہ جن کو تم اللہ کے سوا مصائب و حوائج میں پکارتے ہو۔ ان کی عبادت کرتے ہو بناؤ تو سہی۔ کہ انہوں نے کیا پیدا کیا ہے زمین میں سے یا کیا ان کو آسمانوں کے بنانے میں کچھ شریکت ہے؟ اگر تم خدا کی عبادت میں ان کو شریک مانتے ہو۔ اور اپنے دعوے میں سچے ہو۔ تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب میرے پاس لاؤ بطور سند کے یا کوئی علمی روایت ہی پیش کرو یعنی کسی پیغمبر کا قول جو صحیح سند سے تمہیں پہنچا ہو اگر دکھاؤ۔ کہ خدا کے شریک ہیں۔ اس آیت میں دو باتوں کو حجت بتایا گیا ہے ایک آسمانی کتاب اور دوسری آثارِ قنر علیہ۔ کوئی علمی روایت یعنی

پیغمبر کا قول یا حدیث پس قرآن کی آیت سے ثابت ہوا
 کہ صحیح سند سے پہنچی ہوئی حضرت محمد علی اللہ علیہ وسلم
 کی حدیث دین میں حجت ہے۔ اس حجت (حدیث) کا
 انکار کرنے والا قرآن کی آیت کے منکر کی مانند ہے۔ سچ
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے :-

تَوَكَّلْتُ فِيكُمْ أَمْرِي لَنْ تَصِلُوا مَا قَسَمْتُكُمْ

بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ (مشکوٰۃ شریف)

(مسلمانو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا
 ہوں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو
 گے۔ ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ سنو! ایک تو اللہ کی

کتاب ہے اور (دوسری) اسکے رسول کی سنت ہے۔

اوپر کی قرآنی آیت میں دو چیزوں کو حجت بتایا گیا ہے
 کتاب اور علمی روایت یعنی پیغمبر کا قول۔ اسی طرح مذکورہ حدیث
 میں حضور نے بھی دو چیزیں حجت اور دلیل کے طور پر
 امت کو دی ہیں۔ کتاب اور سنت۔ یہ سنت آثارِ مبینہ علیہ
 ہی تو ہے۔ سید العرب و اعجم، سید الکونین و الثقلین کی منقول
 روایت۔ لیجئے قرآن سے ثابت ہو گیا۔ کہ حدیث بھی قرآن
 کی مانند حجت فی الدین ہے۔

اتِّبَاعُ رَسُولِ اللَّهِ خَدَا كِي حَكْمِ بَرْدَارِي هِي

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ج (پہ ۸۷)

اور جس نے فرماں برداری کی رسول کی اُست
کہا مانا اللہ کا ۱۰

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اتباع رسول خدا کی حکم
برداری ہے۔ یعنی آپ کی فرماں برداری سے خدا کا حکم مانا
جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بار بار اَطِيعُوا الرَّسُولَ کا اِشْرَاح
ہوتا ہے کہ رسول کی اطاعت، اتباع، پیروی اور فرماں برداری کو
صامس دین پر عمل کرنا عبارت ہے اتباع رسول سے۔ اور
اتباع رسول کا نقشہ احادیث پیش کرتی ہیں۔ بسٹے حدیثوں
پر عمل کرنے سے ہی رسول کا اتباع کیا جا سکتا ہے پھر جو
شخص حدیثوں کی دین میں ضرورت نہیں سمجھتا وہ اتباع
رسول نہیں کر سکتا۔ جب اتباع رسول نہ کیا تو خدا کا حکم بھی
نہ مانا۔ احکام خداوندی پر کچھ بھی عمل نہ کیا۔ اور اگر انی مہنی
سے کیا تو وہ حکم وَلَا تَطِيعُوا اَمْرًا لَكُمْ اِذَا رَضِیْتُمْ اِذْ تَقُولُ
بِ مَعْصِيَةِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ وَرِجْوَالَهُ
اگر یہ اوست ز سیدی تمام بولہی است

۱۰ اس شعر میں او حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یعنی علماء اقبال کہتے ہیں
کہ اگر تو ان تک پہنچا یعنی حضور انورؐ تو پھر تو پورا بولہب ہے تو یا اطاعت
رسول کی ازو تاکید کی ہے۔ فسانی الرسولؐ جوٹے کا سبب دیا آیا ہے لیکن
پر دیز کو حضور انورؐ کی اطاعت سے اس درجہ کہتے کہ وہ اقبال کے جامع میں
او کو ایسے سے بدل کر قرآنی حکومت (تمام وقت) کی طرف اشارہ کرتے نکلتا ہے
قرآنی حکومت سے مراد سلیم: اس نظام حکومت سے تمام کے سوا کو نہیں رہتی

شعر مذکور میں علامہ اقبال نے سچ کہا ہے کہ اے مسلمان اپنے آپ کو مصطفیٰ کے پاس پہنچا۔ یعنی حضور کا اتباع کر۔ آپ کی فرمانبرداری کر۔ تمام احکام و فرائض کو سنت اور حدیث کے مطابق عمل میں لائے۔ ہر ہر بات میں حضور کی اطاعت کر۔ کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مکمل دین ہیں۔ خردوار! اگر تو حضور تک نہ پہنچا۔ یعنی دین پر عمل کرنے کے لئے آپ کے افعال و اقوال کو نہ اپنایا۔ حضور کی حدیثوں اور سنتوں پر عمل نہ کیا۔ امدو کا حسنہ سے بے نیاز ہو کر اپنی مرضی برتی۔ اپنی لٹے پر چلا۔ قرآن پر اپنی خواہش کے مطابق عمل کیا۔ تو پھر جان لے کہ تو تمام کا تمام بولہب ہے۔ بے ایمان ہے پھر سن، اگر یہ او زسیری۔ اگر حضور کا قول و فعل تو حاصل نہ کر سکا۔ تمام بولہبی است۔ تو پھر تو پورا پورا مرے پاؤں تک بولہب ہے چہ خوب! اتباع رسول کی تو ضرورت نہ سمجھے۔ حدیث سے اباء کرے۔ سنت سے بے اعتنائی برتے۔ اور پھر تو مسلمان کہلائے ہرگز نہیں۔ بلکہ بے ایمان اور بولہب کہلائے گا۔ یہ ہے اتباع رسول اور اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اقبال کی نظر میں۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۴) اگر بایں زسیری تمام بولہبی است (سلم کے نام کے نام) اقبال نے حضور کی اطاعت پر زور دیا ہے۔ اور پرویز کہتا ہے۔ کہ اگر تو نے خود کو تمام وقت کے پاس نہ پہنچایا۔ اسکی اطاعت نہ کی تو تو بولہب ہے۔ افسوس!

انکارِ حدیث کا فتنہ

ملک میں ایک عرصہ سے انکارِ حدیث کا فتنہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بانیوں میں سے مولوی عبداللہ چکرا لوی ہوئے۔ یہ شخص لنگڑا تھا۔ اس لئے اریبہ یعنی تخت پوش پر بیٹھ کر حدیثوں میں مین میکہ نکالا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ کہ حدیث دین میں داخل نہیں۔ صرف قرآن ہی واجب العمل ہے۔ اس نے ساری زندگی انکارِ حدیث کے فتنہ کو ہوا دی۔

حدیث پاک کا معجزہ یہاں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جو سراسر معجزہ واقع ہوئی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ اوپر ہم نے لکھا ہے کہ مولوی عبداللہ چکرا لوی بوجہ لنگڑا ہونے کے اریبہ یعنی تخت پوش پر بیٹھ کر حدیثوں کا انکار کیا کرتا تھا۔ تخت پوش پر بیٹھ کر حدیثوں کے انکار کرنے کے متعلق مہبط وحی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ انکوں اور

وَسَلَامٌ مَّخْبَرٌ صَادِقٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَفْقِدُ أَحَدَكُمْ مُتَدَبِّرًا عَلَى
 أَمْرِيكَتِ يَا قَوْمِي الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ
 بِهِ أَوْ لَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي مَا وَجَدْنَا

لہ چکرا لوی نفع میا نوالی (پنجاب) میں ہے۔

فِي حَتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاكُمْ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)
 حضرت ابی رافع روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ پاؤں میں
 کسی کو تم میں سے تکیہ کئے ہوئے ادبہ اریکہ
 (تحت پوش) اپنے کے رکائے اس کے پاس
 حکم میرے حکم سے۔ اس قسم سے کہ حکم کیا ہے
 میں نے یا منع کیا ہے میں نے (یعنی میرا امر
 یا نہی) پس کہے کہ نہیں جانتا میں (کہ حدیث کیا ہے؟)
 میں نے صرف پیروی کی اس چیز کی کہ پائی قرآن میں۔

اریکہ نشینی اور انکار حدیث

مطلب حضور کے فرمان کا یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اریکہ
 - تحت پوش، پلنگ، پر بیٹھ کر، تکیہ لگا کر، میرے حکم امر
 یا نہی کے متعلق یہ نہ کہے۔ لا اذہری میں نہیں جانتا۔
 یعنی حدیث کو نہیں جانتا، ماننا، کہ وہ دین کی چیز ہے۔
 واجب العمل اور قابل اتباع ہے۔ میں تو صرف قرآن کو
 ماننا اور صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں۔

غیر فرمایا آپ نے کہ حضور کا ارشاد کتنا حرف برف صحیح
 نکلا ہے بلکہ معجزہ ثابت ہوا ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعود نے اریکہ
 یعنی تحت پوش پر بیٹھ کر پلنگ پر بیٹھ کر تکیہ لگائے ہوئے کہا
 ہے۔ لا اذہری میں نہیں جانتا حدیث کو، نہیں ماننا حدیث

کو۔ حدیث دین کی چیز نہیں ہے۔ مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ
اتَّبَعْنَا۔ میں تو صرف قرآن پر ہی چلوں گا!

منکرین حدیث اسوۂ رسولؐ سے محروم ہیں!

اَرَبِيكِيَّةٌ یعنی تخت پوش، پلنگ، مسہری پر تکیہ لگانے ہوئے
— کا یہ مطلب ہی نکلتا ہے۔ کہ حدیثوں میں مین میٹھ نکالنے
ان کو خارج از دین بتانے والے منکرین حدیث بڑے آرام
طلب، تن آسان، دین سے غافل، اسوۂ رسولؐ پر عمل کرنے
سے محروم بد عمل قسم کے لوگ ہونگے۔ بجائے مسجدوں، محرابوں،
منبروں کے وہ کریسوں، صوفوں پر بیٹھ کر حدیثوں میں معاذ اللہ
کیڑے نکالیں گے۔ آپ ٹوڈیٹ قسم کے فیشن زدہ ہوں گے۔
ان کے چہرے بشرے عمرثا سفربیت کے آئینہ دار ہونگے۔ مسجدوں
سے ہمارے مخزم شیوہ۔ (SHAVO) حضرات معاف فرمائیں کہ وہ ہلکے

مخاطب نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ پردیز و برق و نیز وغیرہ کی طرہ دین کے
ٹھیکے دار نہیں بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ عامۃ المسلمین میں شامل ہیں۔
جو سنت پر عمل کے لئے اور دوسری خامیوں پر خدا کے حضور ہر
وقت ناوم ہیں۔ ہمارے مخاطب "وطن میں تم ہونٹاری" قسم کے وہ
آریجانشین ہیں۔ جو حضور سید العرب و انجم کے اقوال و افعال سے
مسلمانوں کو بدظن اور منحرف کر کے، نہیں گمراہ کر رہے ہیں۔ ان سے
اطاعت رسولؐ چھڑا کر اپنے اپنے زمانے کے مرکز ملت کی اطاعت کا درس
دے رہے ہیں۔

میں اگر ان تین آسانوں "اریک نشینوں" کو رحمتِ عالم کی پڑھ کر دکھائی ہوئی نماز پڑھنی نصیب نہ ہوگی۔ نہ جمعہ، نہ اقتداء نہ امامت، نہ میدان کے اجتماعوں کی حاضری۔ وہ صوفیوں، کرسیوں، مسہریوں پر بیٹھ کر انکارِ حدیث کا لیکچر جھاڑیں گے۔ مسلمانوں کی نماز، زکوٰۃ، قربانی کو ملا کا مذہب کہہ کہہ کر ان چیزوں کا مذاق اڑائیں گے۔ مسلمانوں کے درود پڑھنے، خدا کی تسبیحوں، حمدوں کا ذکر کرنے کو من من کرنا کہیں گے۔ اور جن نیک اعمال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بڑے بڑے درجوں کے اور بہت کے وعدے دیئے ہیں۔ ان سے غصٹھا اور متمسخر کریں گے۔ وغیرہ! ان سب باتوں کا بیان آگے آئے گا۔

اریک نشینوں سے متاثر لوگ

پھر اریک نشینوں کے لیکچرز، کتابیں اور رسالے سہل انگار نوجوانوں، دفتروں کے بابوؤں، تاجروں، رئیسوں، امیروں اور ملازمت پیشہ حضرات کو (جو دین سے ناواقف ہیں) متاثر کر رہے ہیں۔ اس مشینی اور مصروف دور میں لوگ مذہب میں آسانی اور تخفیف چاہتے ہیں۔ انتہائی مصروفیت کے باعث وقت بچاتے ہیں۔ چنانچہ ایک انگریزی دواؤں کے تاجر نے مذہب پر تبصرہ کرنے کے دوران ہم سے کہا کہ آج کل مذہب بڑا مخفقر

۱۔ اریک نشینوں سے مراد منکرین حدیث ہیں!

ما چاہیے۔ پانچ نمازوں کے لئے لوگ وقت کہاں سے لائیں۔ کیا
 لپٹا ہو۔ کہ ایک نماز صبح گھر سے ہی پڑھ کر کام پر آ جائیں۔
 دوسری نماز رات کو گھر پر ہی جا کر پڑھ لیں۔ جو شخص صرف
 دو نمازیں قرآن سے ثابت کر دے۔ لوگ اس کے علم کی داد
 دیں گے۔ اور دو نمازیں آسانی سے پڑھ بھی سکیں گے۔ اس
 طرح اگر انکم ٹیکس کو بردے مذہب زکوٰۃ قرار دے دیا جائے
 لوگ ایسے مذہب کو سینے سے لگا لیں گے اور جج کے
 ریلوں اور قربانی کے کروڑوں روپے اگر جمع کر کے قوم اور ملت
 کے تعمیری کاموں پر لگا لئے جائیں۔ تو کیا ہی اچھا ہو اس
 زمانے میں اس طرح کا سائٹنگ مذہب چاہیے۔ جو شخص اس
 طرح کا مذہب پیش کرے۔ وہ قوم سے داد کا مستحق ہے یہی
 وجہ ہے کہ آج کل پرویز صاحب کے خیالات پڑھے لکھے لوگ
 اپنا ہے ہیں۔ اور ان کے رسالوں اور کتابوں کو شوق سے
 پڑھ رہے ہیں۔ پرویز صاحب کہتے ہیں۔ کہ قرآن میں تو رد و بدل
 نہیں ہو سکتا۔ لیکن قرآنی احکام کی عملی صورتوں میں رد و بدل
 ہو سکتا ہے۔ مرکز ملت یعنی قرآنی حکومتیں ہر زمانے میں زمانہ
 کے تقاضوں کے مطابق مذہب میں رد و بدل کر سکتی ہیں۔
 یہ ہے تبلیغ دین پرویز صاحب اور اس کے سابقوں کی
 اور تاثر جو دین سے ناواقف لوگ قبول کر رہے ہیں۔ گویا انہما
 ہیں رہا ہے۔

ہاں تو ہم انکار حدیث کے فتنہ کا ذکر کر رہے تھے۔ کہ

اس کے بانیوں سے عبداللہ چکرا لوی ہوا ہے تو پھر اس کے
 احمد دین امرتسری، اسلم جے راجپوری، برق کیمبل پوری،
 غلام احمد صاحب پرویز بٹالوی وغیرم شامل ہو گئے۔ اور اس
 الحاد کے پھیلانے میں پرویز صاحب سب سے بڑھ گئے۔ چنانچہ
 وہ ایک رسالہ "طلوع اسلام" کے نام سے نکال لےے ہیں
 اور متعدد کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔ جنہیں سکولوں کالجوں کے
 طلبہ اور انگریزی پڑھا لکھا مہذب طبقہ جو اسلام کی اصل
 تعلیم سے ناواقف ہے۔ پڑھ کر گمراہ ہو رہا ہے۔

اطاعتِ رسول سے متعلق گمراہ کن تعلیم

یاد رہے کہ اصل ہدایت وحی الہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ
 اپنے نبیوں پر نازل کرتا ہے۔ جس طرح تورات حضرت موسیٰ علیہ
 السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام پر، اور ہدیا صحیفے دیگر انبیاء پر نازل ہوئے۔ یہ
 کتابیں، خدا کی وحی، اس کا قانون، ضابطہ اور دستور تھا
 اس دستور کے بھینچنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ لوگ اس پر عمل
 کریں۔ اور اپنی دنیا اور دین سنوار لیں۔

جس پیغمبر پر جو ضابطہ، دستور، قانون اور کتاب نازل
 ہوتی تھی۔ وہ پیغمبر پہلے خود اس پر عمل کرتا تھا۔ اور
 خدا اس کو حکم بھی یہی دیتا تھا۔ کہ میرے پیغمبر! پہلے میرے

لے "طلوع اسلام" پرویز صاحب کا اپنا کھڑا ہوا اسلام جو اب طلوع ہو رہا ہے!

قانون پر تم عمل کرو۔ تاکہ تمہارے عمل کے مطابق لوگ بھی عمل کریں۔ پھر وہ پیغمبر خدا کی کتاب پر خدا کی مرضی کے مطابق عمل کر کے لوگوں کو حکم دیتا تھا۔ کہ تم میرا اتباع کرو۔ یعنی جس طرح میں نے خدا کے حکم پر عمل کیا ہے۔ تم بھی کرو۔ چنانچہ لوگ خدا کی کتاب پر اپنے پیغمبر کے طریقے کے مطابق عمل کرتے تھے۔ وہ عمل صالح کہلاتا تھا۔

پیغمبر کے طریقے کے مطابق کتاب الہی پر عمل کرنا اس لئے ضروری اور قبولیت کے لئے شرط ہے۔ کہ سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا۔ کہ اس حکم سے خدا کی منشاء کیا ہے وہ اپنے حکم کی تعمیل کیسے چاہتا ہے؟ چونکہ پیغمبر پر وحی آتی ہے۔ خدا اس کو وحی کے ذریعے اپنے احکام کی منشاء مرضی اور پسندیدہ تعمیل بتا دیتا ہے۔ پھر پیغمبر خدا کی وحی کے مطابق عمل کر کے امت کے لئے شاہراہ عمل کھول دیتا ہے۔ پھر جو شخص اتباع پیغمبر اور اطاعت رسول سے بے نیاز ہو کر کتاب الہی پر اپنی مرضی سے عمل کرتا ہے۔ وہ عمل خدا قبول نہیں کرتا۔ ایسا شخص خدا کا نافرمان، اس کے قانون کا باغی کہلاتا ہے۔

جس طرح پہلے انبیاء پر کتابیں نازل ہوئیں۔ اسی طرح ہمکے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوا۔ تاکہ ہم اس پر عمل کر کے نجات پائیں۔ چونکہ ہم نہیں جان سکتے۔ کہ خدا کے حکم، قرآن پر کس طرح عمل کرنا ہے؟ اقبیو الصلوٰۃ کی تعمیل خدا تعالیٰ کس طرح چاہتا ہے؟ یعنی

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر بنیادی، اصولی اور اساسی فراموش
 خداوندی کی عملی صورتیں کیا ہیں؟ اس لئے ضروری ہے کہ ہم
 مقدس ذات سے کہ جس پر قرآن اترا دریافت کریں۔ کہ انہوں
 نے قرآنی احکام پر کیسے عمل کیا ہے۔ تاکہ ہم بھی اسی طریقہ
 خدا کے احکام کی تکمیل کریں۔ اُن کا عمل بالقرآن معلوم کر
 اور اس کا اتباع کرنا اس لئے لازمی ہے۔ کہ آپ نے خدا
 کی مرضی اور منشاء کے مطابق قرآن کی تکمیل کی ہے۔ اور
 یہی مقصود ہے عمل بالقرآن سے کہ خدا راضی ہو جائے اور خدا
 کی رضامندی کا پتہ حضور کے عمل سے ہی چل سکتا ہے اسی
 لئے خدا نے حکم فرمایا:-

اطِيعُوا الرَّسُولَ! (پ ۱۷۵)

رسول کی اطاعت کرو!

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ! (پ ۱۷۶)

جو رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ بیشک اس نے اللہ کا حکم مان لیا
 یاد ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں

پر ویز صاحب کا الحاد اطِيعُوا الرَّسُولَ پر از حد زور دیا

ہے۔ بار بار اطاعت رسول کا ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن

کس قدر دل تراشیں امر ہے۔ کہ منکر حدیث غلام احمد صاحب

پر ویز خدا کے احکام و فرائض پر عمل کرنے کے لئے اطاعت

رسولؐ فروری نہیں سمجھتے۔ انہوں نے مسلمانوں کو حضورؐ کی اتباع سے بے نیاز کر دیا ہے۔ دیکھئے کتنی دیدہ دلیری سے پرویز نے لکھا ہے۔

قرآن میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد امام وقت یعنی مرکزِ ملت کی اطاعت ہے۔ جب تک محمدؐ علیہ وسلم امت میں موجود تھے۔ ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت تھی۔ اور آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی اور اطاعت

عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرمانبرداری کو: (مقامِ حدیث جلد اول ص ۵۸) عَمْرٍو فَرَمَائِمْ كَمَا خَدَا نِي فِي الْقُرْآنِ مِنْ فَرَمَائِمْ هِيَ - اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ - خدا کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ لیکن پرویز صاحب کہتے ہیں۔ کہ جہاں جہاں اللہ رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد امام وقت یعنی مرکزِ ملت کی اطاعت ہے۔ یہ غلط بیانی اور کید ہے کہ اطاعتِ رسول سے مراد امام وقت کی اطاعت ہے

(نہ جانشینوں) پرویز صاحب لکھتے ہیں۔ اگر احادیث بھی جزو دین ہوتیں۔ تو کیا رسول اللہ ان کی حفاظت کا کچھ انتظام بھی کرتے؟ (مقامِ حدیث جلد اول ص ۵۸) معلوم ہوا کہ پرویز صاحب حدیث کو دین نہیں مانتے۔ پس وہ منکرِ حدیث ہوئے۔ یہ پرویز صاحب لکھتے ہیں۔ اجاب صرف قرآن کی ہے! (مقامِ حدیث جلد اول ص ۳۱۵)

حدیثوں کے متعلق پرویز صاحب یہ پراپگینڈا کرتے تھکتے نہیں کہ وہ دین نہیں ہیں۔ اور ساری امت کے خلاف اپنی بے دلی بات کو دین بتاتے ہیں۔ کہ اطیعوا الرسول سے مراد امام وقت کی اطاعت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب کسی کے ہاتھ سے رسالت کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ رحمتِ عالم سے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ تو ضرور ضرور گمراہ ہو جاتا ہے۔ اپنی مرضی سے قرآن کا مطلب بیان کر کے، اپنی خواہش سے آیتوں کی مراد بنا کر صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے۔ ضلالِ بعید کی تاریک وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ اور قرآن کی اس پر یوں پھٹکار آتی ہے۔ یُضِلُّ بِهَا كَثِيرًا (پہلے ۳) خدا قرآن کے ساتھ گمراہ کرتا ہے، بہتوں کو۔ یعنی جو لوگ اطاعتِ رسول چھوڑ کر، پیغمبروں کے فرمودوں سے لاپرواہ ہو کر اپنی خواہش سے قرآن کا مطلب بناتے۔ تفسیر بالرائے کرتے ہیں وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قرآن کا اپنا فتویٰ ہے۔ یُضِلُّ بِهَا - اللہ قرآن کے ساتھ گمراہ کرتا ہے۔ یعنی اپنی مرضی سے قرآن میں دخل دینے والوں، صاحبِ قرآن کی تمبین سے لاپرواہ ہو کر اپنی خواہش سے آیات کو موڑنے توڑنے والوں کو خدا تعالیٰ قرآن کے ساتھ پھٹکارتا اور دھنکارتا ہے۔ اور پھر ایسے لوگ ملد اور بے دین ہو جاتے ہیں۔

پرویز صاحب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے لوگوں کو ہٹا کر ان کو لادینی کی طرف لے جائے ہیں۔ سوچئے

کہ یہ کہنا کتنی دیدہ دلیری ہے۔ کہ قرآن میں جہاں جہاں اللہ و
 رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد امام وقت
 کی اطاعت ہے: ہم پوچھتے ہیں کہ یہ قرآن میں کہاں لکھا
 ہے کہ رسول کی اطاعت سے مراد امام وقت کی اطاعت ہے؟
 جب قرآن میں اطیعوا الرسول سے مراد امام وقت کی اطاعت
 مراد لینا کہیں مذکور نہیں۔ تو پرویز صاحب کو یہ کہاں سے
 حق حاصل ہے۔ کہ صحابہ سے لے کر آج تک ساری امت کے
 خلاف یہ زہر اگیں۔ کہ اطاعت رسول سے مراد امام وقت
 کی اطاعت ہے۔ یہ الحاد ہے کہ رسول کی اطاعت کو قیامت
 تک کے مسلمانوں کے لئے فرض نہیں مانا۔ بلکہ حضور کو دہمیان
 سے نکال کر اپنے اپنے زمانے کے بادشاہوں، خلیفوں اور اماموں
 کی اطاعت کو ضروری قرار دیا ہے۔ کہ جس طرح قرآن کا مطلب
 ہر ہر زمانے کا امام یا حکومت بنائے۔ اس طرح عمل کرو۔ تم
 رسول اللہ کی اطاعت ہر ہر زمانے کے لئے نہیں ہے۔ پڑھے
 لکھے مسلمان بھائیو! غور کرو۔ کہ کیا پرویز صاحب کی یہ تعلیم
 گمراہ کرنے والی نہیں ہے؟ جو آپ سے خواجہ بدر و جنین حضرت
 سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تابعداری چھڑا
 کر وقت کے اماموں کی غیر معتبر اطاعت کر داتی ہے! حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم ہیں۔ آپ کے
 اقوال و افعال اور قرآن کی تعلیم و تبیین سب کچھ
 خدا کی مرضی اور منشا کے مطابق ہے کہ خدا نے فرمایا۔

اِنَّ عَلَيْنَا جَمِيعَهُ وَ قُرْآنًا لِّمَنْ يَشَاءُ مِنْكُمْ
 قرآن کا تیرے دل میں جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ثُمَّ اِنَّ
 عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ پھر قرآن کا بیان (یعنی تجھ سے اسکا مطلب
 اور مفہوم بیان کرانا) ہمارے ذمہ ہے۔ (پطع ۱۷)
 قارئین کرام! غور کریں۔ کہ حضرت انورؑ سے قرآن کا مطلب
 اور مفہوم بیان کرانا۔ امت کے لئے اس کی تشریح اور
 تفسیر کرانا خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ گویا خدا نے اپنے رسول
 سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآن، تفسیر قرآن،
 تبیین قرآن کی ضمانت دی ہے۔ ہر طرح کی ذمہ داری
 اپنے اوپر لیکر حکم دیا ہے۔ اَطِيعُوا الرَّسُولَ -
 رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ لیکن
 اس کے برعکس جو شخص حضورؐ کو امام وقت کا درجہ دے کر
 ان کی زندگی تک ان کی اطاعت دست جانتا ہے۔ اور ان
 کی وفات کے بعد ان کے قول و فعل اور اسوہ حسنہ کو واجب
 الاطاعت نہیں مانتا۔ بلکہ امام وقت کی اطاعت کو واجب جانتا
 ہے۔ وہ بڑا ملحد، بے دین اور دجال ہے۔ وہ لوگوں کو صرف
 احادیث سے ہی منحرف نہیں کرتا۔ بلکہ قرآن سے بھی دور ہٹاتا
 ہے۔ اس طرح کہ حدیثوں سے منحرف کر کے قرآن اپنی مرضی کے
 مطابق بنا کر ان کو گمراہ اور بے دین کرتا ہے۔ کیا پرویز
 صاحب پر قرآن اترا ہے۔ جو کہتے ہیں۔ کہ اطیعوا الرسول
 سے مراد امام وقت کی اطاعت ہے؛ یہ تو پرویز صاحب کا

اپنا ذاتی خیال ہے۔ جس کی دلیل قرآن سے بھی ان کے پاس نہیں ہے۔ دراصل پرویز صاحب مسلمانوں میں کجروی اور خود سری پھیلا رہے ہیں۔ ان میں اتنی جرأت تو ہے نہیں کہ اسلام کو جھوٹ کہیں۔ یا قرآن کا انکار کر دیں۔ کیونکہ ایسا کرنے کا وہ انجام جانتے ہیں۔ اسلئے وہ حدیثوں کا انکار کرتے ہیں۔ باقی رہا قرآن۔ تو اس کا مطلب خود گھڑ کر لوگوں کو سناتے ہیں۔ اور اس طرح ایک نیا اسلام بنا رہے ہیں۔ جب ہی تو انہوں نے اپنے رسالہ کا نام "طلوع اسلام" رکھا ہے۔ جس کا مطلب ہے نیا اسلام جو حال میں طلوع ہو رہا ہے۔ یہ اسلام پرویز صاحب کا خاندان ساز اسلام ہے۔ جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

امام وقت پر وحی نہیں آتی | خدا تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو

اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی تفسیر اور تشریح کرانے کی ذمہ داری لی ہے۔ لیکن امام وقت یا مرکز ملت کا بھی خدا نے کہیں ذکر کیا ہے۔ کہ اس کی تشریح قرآن کو غیر مشروط طور پر مانو۔ امام وقت کی نبیین قرآن خدا کی مرضی ہے؛ ہرگز نہیں۔ پس کسی غیر نبی کی کوئی بات بھی رسول کی حیثیت سے نہیں مانی جا سکتی۔ کیونکہ اس پر وحی نہیں آتی وہ معصوم نہیں ہے۔ نبی رحمت کے لئے ہوئے اسلام کو ڈھانے اور ملیا

کرنے والا زندیق ہی کہہ سکتا ہے۔ کہ امتیوں کو اطیعوا الرسول
 کا درجہ دو۔ وقت کے اماموں سے قرآن کا مطلب پوچھ
 اور عمل کرو۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنے وقت کے لئے امام تھے۔ صرف اپنی زندگی میں ہی مر
 مت تھے۔ وفات کے ساتھ ان کے اقوال و افعال اور
 اسوہ حسنہ بھی فوت ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خود مر
 ظالم سے سبھے جو رحمت للعالمین کے کردار اور اسوہ حسنہ
 کو مدون سمجھتا ہے اور لوگوں کو بے دین بناتا ہے۔

نیا اسلام طلوع ہوا ہے

پرویز صاحب کا یہ کہنا کہ جب
 تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 امت میں موجود تھے۔ (یعنی زندہ تھے) ان کی اطاعت اللہ
 و رسول کی اطاعت تھی۔ اور آپ کے بعد (یعنی وفات کے
 بعد) آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی
 اطاعت ہوگی۔ اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی
 فرمانبرداری کو۔ (بحوالہ مذکور مقام حدیث جلد اول صفحہ ۱۵۵)
 غور فرمایا آپ نے۔ کہ پرویز صاحب کے الاعلان کہہ
 رہے ہیں۔ کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت میں
 موجود تھے۔ یعنی زندہ تھے۔ ان کی اطاعت کرنی چاہیے تھی
 صرف اپنی زندگی میں رسول خدا واجب اطاعت تھے۔
 ان کے بعد۔ یعنی وفات کے بعد آپ کے جانشینوں کی اطاعت
 ضروری ہے۔ حضور کی ضروری نہیں۔ کیونکہ اطاعت کہتے ہیں

زندہ کی فرمانبرداری کو۔ جب تک حضور زندہ تھے۔ ان کی
فرماں برداری بھی معنی۔ جب حضور فوت ہو گئے۔ تو فرمانبرداری کا
بھی فوت ہو گئی۔ وفات کے بعد ان کی فرمانبرداری نہیں ہے
یہ ہے ظالم پرویز کی تعلیم اسلام۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھوں
سے رحمت للعالمین کی تابعداری کا دامن چھڑا رہا ہے۔ یہ
ہے طلوع اسلام یعنی نیا اسلام جو مطلع اکباد پر ابھرا
ہوا ہے۔ خدا غروب کرے اس نئے اسلام کو جو ان
سید العرب و العجم، سید الکونین و الثقلین، سید ولد
آدم، سید العالمین، اکرم الاولین و الاخرین، رحمت
للعالمین، خاتم النبیین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی فرمانبرداری کو مردہ قرار دیتا ہے۔ جن کی
رسالت کا آفتاب تا نور تیرن زندہ و تاباں رہے گا۔
اسوہ حسنہ کی مشعل قیامت تک بنی نوع انسان کی پیشوائی
کرے گی سے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دنیا میں قوموں کے لیڈر اور

دیفارمر ہوتے ہیں۔ جو قوموں

اسلام نام ہے اسوہ رسول کا

کی سیاسی رہنمائی کرتے ہیں۔ ان کی تعمیر کر کے دنیا میں ان

کا وقار بلند کرتے ہیں۔ یہ لیڈر جب فوت ہو جاتے ہیں۔ تو

قومیں ان کے کردار کو اپناتی ہیں۔ ان کی برسیاں منامنا

سے یہ اطاعت کے گمانہ ساز معنی ہیں۔ لغت میں کہیں نہیں ہیں۔

کہ ان کی تعلیم سے زندگی پاتی ہیں۔ یہ تو دنیا کے لیڈروں کا
 حال ہے۔ کہ قومیں ان کے کردار کو زندہ سمجھتی اور اس سے
 فائدہ اٹھاتی ہیں۔ لیکن بقول پرویز حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ان کی زندگی میں ہی
 تھی۔ ان کی وفات کے ساتھ ہی انکا کردار، ان کا عمل،
 انکی تعلیم بھی ناپید ہوگئی ہے۔ اور ان کی وفات کے بعد
 وقت کے اماموں کی اطاعت ضروری ہوگئی ہے۔ مطلب
 یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت معاذ
 اللہ ایک لیڈر کی بھی نہ ہوئی۔ کہ لیڈر کا اسوہ قوم کیسے
 زندہ اور قابل عمل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا اسوہ مسلمانوں کے لئے خاتم بدین مردہ اور
 ناقابل عمل ہے۔ پڑھے لکھے مسلمان بھائیو! کیا پرویز کے
 ان خیالات سے آپ اتفاق کرتے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہوا
 کہ حضورؐ کی نبوت اور رسالت حضورؐ کی وفات پر منسوخ ہو
 گئی کیونکہ نبوت اور رسالت نے جو کام تیس برس تک کیا
 تھا۔ وہ ان تیس برس کے مسلمانوں کے لئے ہی تھا۔ بعد
 کے مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا درست نہیں۔ بلکہ اپنے
 اپنے وقت کے اماموں اور حکومتوں کے حکم پر چلنا ہے۔ قرآن
 کے اصولوں کی جو جزئیات وقت کے امام بتائیں۔ زمانے
 کے تقاضوں کے مطابق قرآن کی جو تشریح وقت کی حکومت
 سمجھائے وہ قابل عمل اور واجب اطاعت ہے۔ پرویز صاحب

س وعظمتے اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں۔ کیونکہ جب اتباع بول، اطاعت رسول، اسوہ حسنہ، کردار اطہر، حضور کے اقوال و افعال کی ضرورت نہ رہی۔ تو اسلام ختم ہو گیا۔ مدافذ اللہ صحت لیا۔ اس لئے کہ اسلام نام ہی حضور سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ، اقوال و افعال اور گفتار و کردار کا ہے۔ جب مشعل اسوہ رسول نہ رہی۔ تو اسلام کا نام و نشان نہ رہا۔

دو اطاعتیں فرض ہیں!

قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللہَ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اَطِيعُوا الرَّسُولَ ارشاد فرمایا۔ یعنی مسلمانوں کو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا حکم دیا ہے۔ اس میں ایک طاعت تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور دوسری اطاعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اللہ کی تو اطاعت تو مستقل بالذات اطاعت ہے۔ کہ اصل حکم اسی کا ہے۔ جس کا ماننا فرض ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات اور دیگر ادا امر اور نواہی۔ تمام احکام خداوندی کی اطاعت فرض ہے۔ کہ مطاع حقیقی و حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اب احکام خداوندی پر عمل ہی کرنا ہے۔ وہ کس طرح کریں؟ وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی مانند کریں۔ یعنی جس طرح حضور نے اللہ کی اطاعت کی ہے۔ اسکے فرائض اور احکام

بجائے ہیں۔ ہم حضور کی فرمانبرداری کر کے، آپ کا اتباع اور اطاعت کر کے احکامِ خداوندی پر عمل کریں۔ چونکہ حضرت انورؑ کی فرمانبرداری سے خدا کے حکموں کی تمہیں ہوتی ہے۔ اس لئے خدا نے حضور کی اطاعت فرض کر دی ہے۔ تاکہ آپ کی اطاعت سے اللہ کی مستحق اطاعت بجائے جاسکے۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ حضور کی فرمانبرداری کئے بغیر خدا کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے جو حضور کی اطاعت کو ضروری نہیں جانتا۔ وہ اطاعتِ الہی بھی نہیں کر سکتا۔ پس اطاعتِ رسول کا منکر خدا کی اطاعت کا منکر ہے۔

مرکز ملت یا امام وقت کی اطاعت مشروط ہے

یہ جو پرویز صاحب نے لکھا ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں اللہ رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد امام وقت یعنی مرکز ملت کی اطاعت ہے۔ ان کا یہ کہنا قطعاً غلط بلکہ گمراہ کن ہے۔ کہ غیر نبی کی اطاعت مشروط ہے۔ مثلاً ماں باپ کی فرمانبرداری کی بہت تاکید آئی ہے۔ **وَ اَخْفِضْ نَهْمًا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّعِيَّةِ**۔ اور (بڑی) محبت سے والدین کے لئے ذلت کا بازو بچھا۔ گویا قرآن نے والدین کی اطاعت پر بہت زور دیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا۔ **وَ اِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا**۔ اور اگر تیرے ماں باپ درپے ہوں کہ تو کسی

کو ہمارا شریک ٹھہرائے۔ جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں۔ تو ان کا کہا نہ ماننا، دیکھئے یہاں خدا نے والدین کی اطاعت سے روک دیا ہے۔ کہ کسی غیر شرعی بات میں والدین کی اطاعت مت کرو۔ پس ماں باپ کی فرمانبرداری مشروط ہوئی۔ اسی طرح امام وقت کی اطاعت کے متعلق بھی ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَوَدُّوا
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ بِاللَّهِ
وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ (ش ۵)

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی، اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں۔ پھر اگر کسی امر میں تم اور امام وقت آپس میں جھگڑے پڑو۔ تو اس امر میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ اگر تمہارا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے۔

اس آیت میں خدا نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اپنی اطاعت کے لئے بھی اطاعت کیا ہے۔ اور رسول کی اطاعت کے لئے بھی اطاعت کر فرمایا ہے۔ یہ اطاعتیں وہی ہیں۔ جن کا ذکر آپ پیغمبر پڑھنے میں خدا اور رسول کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ چنانچہ خدا اور رسول کے حکم کے آئے سرے تسلیم کر دو۔ خدا رسول کا جو حکم ہو

جیسا بھی ہو۔ تم مان ہی لو۔ بس خدا رسول کے آگے تم کو بولنے کا حق نہیں ہے۔ اوپنی سانس لینے کی اجازت نہیں۔ دم بخود رہو!

آگے تیسری اطاعت اولی الامر یعنی امام وقت کی ہے اس کی اطاعت کے لئے اطیعوا کا لفظ نہیں آیا۔ جس طرح اللہ رسول کی اطاعت کے لئے دو مرتبہ اطیعوا، اطیعوا آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ امام وقت کی اطاعت اللہ رسول کی اطاعت کے ماتحت ہے۔ یعنی جب تک امام وقت خدا رسول کے احکام سنائے اور بتائے۔ اس وقت تک اطاعت ہے۔ اور اگر وہ کتاب و سنت سے ہٹ کر کوئی حکم دے تو اس حکم کی اطاعت نہیں ہے۔ اس صورت میں امام وقت سے لوگوں کا تنازع ہو سکتا ہے۔ اس تنازع کو مٹانے کے لئے خدا نے فرمایا۔ کہ اس کو اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ یعنی خدا اور رسول سے فیصلہ کراؤ۔ قرآن کی مذکورہ آیت سے ثابت ہوا۔ کہ خدا اور رسول کے ساتھ اطاعت میں تنازع اور جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ اور امام وقت کے ساتھ اس کی اطاعت کے سلسلہ میں جھگڑا ہو سکتا ہے۔ جب امام وقت کے ساتھ اس کی اطاعت میں جھگڑا ہو سکتا ہے۔ اس کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت کی مانند نہ ہوگی بلکہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے ماتحت مشروط ہوئی۔ امام وقت کے ساتھ جو تنازع پڑ جائے۔ اس کو خدا

رسول کی طرف لوٹانے سے یہ ثابت ہوا، کہ خدا اور اس کے رسول کی بات حجت فی الدین ہے۔ اور امام وقت کی بات حجت نہیں ہے۔ خوب یاد رکھیں، کہ امام وقت کا فرض لوگوں سے خدا اور رسول کی اطاعت کرانا ہے۔ قرآن کی جو جزئیات، اور مطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتا گئے ہیں، اسی کی تبلیغ اور اشاعت کرنا ہے۔ لوگوں کو اسوہ رسول اور کردارِ پیغمبر پر چلانا ہے۔ امام وقت کا مرکز یہ منصب نہیں، کہ خود قرآنی آیات کی جزئیات وضع کر کے لوگوں کو ان پر چلائے یہ مسزیر الحاد، بے دینی اور گمراہی کی اشاعت ہے، کہ ہر زمانے کا امام وقت، اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن کے اصولوں کی جزئیات از خود کھڑ کر لوگوں میں پیش کرے۔ اور لوگ ان جزئیات کو اطیعوا الرسول کے درجہ سے قبول کریں۔ یہ ضرور دھوکا اور لادینی ہے، کہ وقت کے امام کی بیان کردہ جزئیات قرآن اطاعت رسول ہے۔

پرویزی وحی | قرآن کریم میں بجز چند تفصیلی احکام کے دین کے اصول بیان ہوئے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام (امام وقت، اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزئی احکام خود مرتب کر لے گا۔ ان احکام کا نام شریعت ہے۔ لہذا قرآن کے اصول تو غیر متبدل ہیں، لیکن ان کی روشنی میں تعین کردہ جزئی احکام زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتے رہیں۔

گے۔ (مقام حدیث جلد دوم ص ۲۳)

پرویز صاحب پر جو "وحی" نازل ہوئی ہے۔ آپ نے پڑھ

لی۔ کہ یہ شریعت ہے۔

ان (قرآن کے) اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزئی احکام مرتب کر لیا۔ ان احکام کا نام شریعت ہے۔

قاریوں کرام از راہ انصاف غور کریں۔ کہ جس ذات اقدس پر قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ کیا انہوں نے قرآن کے اصولوں کی روشنی میں جزئی احکام مرتب کئے تھے یا نہیں؟ ضرور کئے تھے۔ پھر وہ کدھر گئے؟ جواب یہ ہے۔ کہ وہ موجود ہیں۔ ان کو احادیث کہتے ہیں۔ لیکن ظالم پرویز کی یہ کتنی دیدہ دلیری ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتب کردہ جزئی احکام کی تغلیب اور تکذیب کرتا ہے۔ اور صاف الفاظ میں کہتا ہے۔

لیکن دین میں حجت کے طور پر وہ (حدیث) نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس (حدیث) کو دین بنا لینے سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے۔ کہ قرآن کریم جو سراسر زندگی ہے حجاب میں آگیا ہے۔ (مقام حدیث جلد اول ص ۱۱۱)

گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتب کردہ جزئیات

(احادیث) دین نہیں۔ شریعت نہیں۔ مذہب نہیں۔ واجب اصل نہیں۔ ان سے قرآن حجاب میں آگیا ہے۔ البتہ ہر

زمانے میں مسلمانوں کا اجتماعی نظام (امام وقت) جو جزئیات قرآنی اصولوں کی مرتب کرے۔ وہ شریعت ہے۔ واجب العمل ہے کیا اب بھی پرویز کے دین نا آشنا ہونے ہیں کچھ شک باقی ہے۔ کہ وہ رسول خدا کی تشریح قرآن سے تو لوگوں کو بدلتا کرتا ہے۔ سماج از دین بنانا ہے۔ اس سے لوگوں کو غلط کرتا ہے۔ اور بادشاہ کی تشریح قرآن کو دین، مذہب قرار دے کر واجب العمل کہتا ہے۔

دین اسلام میں ہزاروں شریعتیں شریعت کے معنی سیدھا

دستور یعنی ات کی کتاب پر عمل کر کے اللہ کا رسول بننا امت کو بتانا اور دکھانا ہے۔ اپنے عمل بالکتاب سے امت متعین کرتا ہے۔ وہ شریعت ہے۔ اس شریعت پر امت کا امت کا فرض ہے۔ کسی امتی کو خواہ وہ امام ہو، شاہ اور خلیفہ ہو۔ مرکز ملت ہو۔ یہ امت نہیں ہے کہ وہ رسول کی متعین کردہ راہ کو چھوڑ اپنی مرضی یا عمل سے قرآنی اصول کی کوئی راہ بنائے۔ اگر ایسا کرنے کی اجازت ہو۔ تو ہرزہ میں نئی نئی راہیں اور شریعتیں بن جائیں گی جس سے دین اسلام ایک بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ لیکن پرویز صاحب کے خیال کی تائید رات قرآن پر یوں چھائی ہوئی ہے ان اصولوں (یعنی قرآنی اصولوں) کی روشنی میں ہر زمانے کے مسلمانوں کا اجتماعی نظام

(امام وقت) اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق جزئی احکام خود مرتب کرے گا۔ ان احکام کا نام شریعت ہے !

(بحوالہ مذکور)

مطلب واضح ہے۔ کہ ہر زمانے کے امام وقت، حکومت مرکز ملت کو اپنے زمانے کی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق قرآنی اصولوں کی خود تشریح کرنی چاہیے۔ بس یہ تشریح شریعت ہے۔ بقول پرویز حدیثیں دین نہیں ہیں۔ ان کا تو ذکر ہی جانے دیں۔ رہی رسول خدا کی تشریح قرآن۔ تو وہ ان کی زندگی کے وقت تک کھتی۔ آپ کی وفات کے بعد وہ ناقابل عمل ہے۔ ان کے بعد ہر زمانے کے امام وقت کی تشریح قرآن واجب العمل ہے۔ مثلاً اگر کوئی امام وقت اپنے دور کے تقاضے کے مطابق چار نمازیں مقرر کر دے۔ تو مسلمانوں کے لئے چار نمازیں فرض ہوں گی۔ اور اگر کوئی امام وقت دن رات میں تین نمازیں کر دے۔ تو امت رسول کے لئے تین نمازیں فرض قرار پائیں گی۔ اور اگر آجکل مرکز ملت یا امام وقت یا بادشاہ اقیما الصلوٰۃ کے اصول کی جزئی یوں بنائے۔ کہ ایک نماز بستر سے اٹھتے وقت صبح پڑھو۔ اور ایک نماز رات کو بستر پر سونے سے قبل پڑھو۔ یعنی صبح و شام ایک ایک نماز پڑھ لیا کرو۔ کہ یہ دور بڑا مصروف اور انقلابی دور ہے۔ کاروباری حالات اور انسانوں کی کم فرصتی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ اس دور میں

صرف دو نمازیں ہی کافی ہیں۔ تو بقولِ پرویزِ امامِ وقت کا یہ
 جزئی حکم دو نمازوں کی فرہیت کا شریعت قرار پائے گی۔ اور
 زمانے بھر کے مسلمانوں کا اس شریعت پر چلنا فرض ہوگا۔
 اس طرح ہر زمانے کی شریعت علیحدہ علیحدہ ہوگی۔ امت میں
 سے کچھ لوگ پانچ نمازیں پڑھنے والے ہوں گے۔ کچھ چار،
 کچھ تین اور کچھ دو۔ اور پھر ایک ایسا انقلابی دور آئے۔ کہ
 وقت بالکل ہی کم ملے۔ تو صرف ایک نماز ہی پڑھ لی جائے
 یہ سب جدا جدا شریعتیں ہوں گی۔ اور اگر زمانے کا تقاضا
 کسی امامِ وقت کو یوں مجبور کرے۔ کہ نماز کے معنی عاجزی
 کے ہیں۔ پس جو انسان عاجزی اور انکاری سے زندگی گزارے
 وہ نماز قائم کرنے والا ہے۔ عاجز، فروتن، مسکین اور خاکسار
 آدمی دراصل نماز ہی میں رہتا ہے۔ اگر اقیما الصلوٰۃ کی
 جزئی اور تشریح امامِ وقت لوگوں کو بتائے۔ تو بقولِ پرویز
 لوگوں کو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ وہ مرکزِ ملت
 کی تشریحِ قرآن کو اطیعوا الرسول کی حیثیت دیتا ہے۔ اور
 واجب العمل جانتا ہے۔ یہ صرف ایک مثال نماز کے بارے
 میں ہے۔ اسی طرح بہت سے اصولِ قرآن کی تشریح، اور
 جزئیات اپنے اپنے زمانوں کے امامِ وقت یا مرکزِ ملت جو
 بھی کریں۔ وہ سب شریعتیں ہوں گی۔ اور لوگوں کو ان
 پر چلنا ضروری ہوگا۔ پڑھے لکھے مسلمان بھائیو! سکولوں
 اور کالجوں کے طالب علمو! دفتروں کے محترم ملازمو! خدایا

انصاف کرو۔ کہ کیا پرویز کی ایسی تعلیم دین محمدؐ کی بن کنی کرنے والی نہیں ہے؟ اسلام کو مٹا دینے والی نہیں ہے؟ ہر زمانے کی حکومت یا امام وقت جو مطلب نماز کا مسلمانوں کو بتائے اور جتنی نمازیں رات دن میں تجویز کرے۔ ان لوگوں کی وہی شریعت ہوگی۔ یہ اسلام کے ساتھ استہزاء نہیں ہے؟ قرآن کے ساتھ ٹھٹھا نہیں ہے؟ اور امت رسول کو ملحد اور بے دین بنانے کا سامان نہیں؟ دین اسلام میں ہزاروں شریعتیں، گھر گھر کی جدا شرع، باپوں، دادوں، پردادوں، اور خاندانوں کی اپنی اپنی مرضی کی شریعتیں! ایسا مذاق بھی اسلام کیساتھ کسی نے کیا؟ کوئی یہ مجسیت اسلام میں لایا؟

بزرگوں کے جہادے میں بھی

پرویز پر ایسی ہی "وحی" نازل ہوئی ہے

قرآن نے زکوٰۃ کا حکم دے کر اس کی شرح و قیود کو غیر متعین چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ ہر زمانہ کی اسلامی حکومت اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اسے خود متعین کرتی رہے۔ قرونِ اولیٰ میں اگر خلافت راشدہ نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اڑھائی فی صدی مناسب سمجھا تھا۔ اس وقت یہی شرح شری مہتی۔ اگر آج کوئی اسلامی حکومت کہے۔ کہ اس کی ضروریات کا تقاضا بیس فیصدی ہے۔ تو یہی بیس فیصدی شری شرح قرار پائے گی۔ (سلیم کے نام ص ۲۴)

دیکھ لیا آپ نے کہ اقیوالصلوٰۃ کی طرح اتو الزکوٰۃ کا بھی پرویز صاحب نے مثلاً کر کے رکھ دیا ہے۔ صاف کہہ دیا ہے کہ ہر زمانے کی اسلامی حکومت جو شرح زکوٰۃ کی متعین کر دے، وہی شرعی ہوگی۔ یعنی وہی شریعت ہے۔ اس کے لئے قرآن سے پرویز صاحب نے کوئی دلیل دی ہے؟ — کوئی نہیں! پھر تمام امت کے چودہ سو سالہ اجماع کے خلاف پرویز صاحب مسلمانوں میں گمراہی اور الحاد پھیلا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو بے دین بنا رہے ہیں۔ اقیوالصلوٰۃ اور اتو الزکوٰۃ کی تشریح اور مطلب جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے مسلمانوں کو بتایا۔ اور جس پر چودہ سو سال کے سب مسلمان عمل کر رہے ہیں، جو شخص اس سے مسلمانوں کو برگشتہ کر کے اس کے خلاف فرود گھڑ کر مطلب بنائے، اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دے، کی یہ دعوت گمراہی اور بے دینی کی دعوت نہیں ہے؟

پرویز تھمانی ایہود نے لورات میں تحریف کر کے لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ لورات کی آیات کو منہ توڑ کر اپنی مرضی کے مطابق بنا کر لوگوں کو سناتے تھے اور ان کو بے دین بناتے تھے۔ بعینہ وہ کام پرویز صاحب کر رہے ہیں۔ کہ قرآن کا مطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بتایا تھا، اس سے مسلمانوں کو روک لیتے ہیں کہ حدیثیں دین نہیں ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضور نے

جو تشریح قرآنی اصولوں کی بتائی گئی۔ یہ صرف اسی وقت کے لئے گئی۔ ان کے بعد ہر زمانے اور ہر وقت کے لئے امام وقت کی تشریح درکار ہے۔ اس "اہام" کے بعد پرویز صاحب قرآن کے ساتھ باطنیوں کا سا سلوک کر رہے ہیں۔ یعنی اس کو اپنے مطلب کا بنا کر پڑھے لکھے لوگوں کو سنا کر گمراہ کر رہے ہیں۔ انگریزی جاننے والے اور عام پڑھے لکھے لوگ جو اسلام سے واقف نہیں ہیں۔ ویسے بڑے سمجھدار، بااخلاق اور مہذب ہیں۔ جب پرویز صاحب کی کتاب پڑھتے ہیں تو سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام یہی ہے۔ ان کو کیا معلوم، کہ یہ زہر آب ہے۔ جو روح کے لئے سم قاتل (DEADLY- Poison) ہے! اس لئے جان لیوا ہے۔ کہ پرویز کے بیان کردہ اسلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ اسلام بنی رحمت سے اباہ اور ان کی بغاوت پر مبنی ہے۔ پرویز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے ہٹا کر آپ قرآن سناتا ہے۔ گویا کہ اس پر خدا کی طرف سے سیدھا اترا ہے۔ جس طرح چاہے ترجمہ کرے۔ تشریح کرے۔ اصولوں کی جزئیات مرتب کرے۔ امام وقت سے اس کا مشلہ کرائے۔ وقت کی حکومت کے حوالے کر کے اس کی تحریف معنوی کرے، کرائے۔ آج تک جتنی امت گزر چکی ہے۔ صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء، اولیاء اللہ، اور بزرگان دین سب کے سب

عَاذَ اللّٰهِ قرآن نا آشنا ، جاہل اور گمراہ تھے۔ صرف پرویز ہی امور من اللہ آیا ہے۔ جس کو قرآن کی سمجھ آئی ہے۔

پڑھے لکھے مسلمان بھائیو! یاد رکھو! کہ جب تک قرآن پر اُس رسول گرامی کی تعلیم اور تشریح کے مطابق عمل نہ کرو گے۔ جس پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس وقت تک، مسلمان نہ بنو گے۔ قرآن کے عامل نہ کہلو گے۔ نجات نہیں پاؤ گے۔

قرآن میں بار بار اطیعوا الرسول ، الطیعوا الرسول کا حکم اس لئے آتا ہے۔ کہ امت حضور کی فرمانبرداری کر کے خدا کے احکام پر عمل کرے۔ اطاعت رسول سے قرآنی اصولوں پر چلے۔ یعنی جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اقبوا الصلوٰۃ کی تعمیل کی ہے۔ امت بھی اسی طرح کرے۔ لیکن پرویز صاحب انا امت صلوٰۃ کا جو مطلب بتاتے ہیں۔ اُس سے پیغمبری نمونہ کی نماز کا جو مسلمان مساجد میں پڑھتے ہیں۔ صفایا ہو جاتا ہے۔ پرویز صاحب قرآن کو یوں اپنی رائے اور نفس کے مطابق بناتے ہیں۔ 'صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا مفہوم' کی سرخی کے ماتحت لکھتے ہیں :-

الصلوٰۃ صراط مستقیم پر چلنے کا نام ہے۔ وہ صراط جس کے متعلق فرمایا۔ ان ربي علی صراط مستقیم میرے نشوونما دینے والے کا قانونِ ربوبیت۔ خود متوازن راہ چلنا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے تم

بھی چلو۔ مصیبتی اس گھوڑے کو کہتے ہیں۔ جو گھوڑا دوڑ
 میں پہلے نمبر کے گھوڑے کے بالکل پیچھے پیچھے ہو۔
 جو رادھر ادھر کی راہوں میں نکل جائے۔ وہ مصیبتی
 نہیں۔ اسی لئے سورہ قیامت میں نظامِ اسلامی
 سے منہ موڑنے والے کے متعلق فرمایا۔ فلا صدق
 ولا صلۃ ولا حق کذب و تولیٰ۔ کہ وہ
 تصدیق نہیں کرتا۔ اور نہ ہی سلوٰۃ کا پابند ہے۔
 بلکہ تکذیب کرتا ہے۔ اور گریز کی راہیں اختیار کرتا
 ہے۔ دیکھو سلیم! یہاں تصدیق کے مقابلہ میں
 تکذیب ہے۔ اور صلۃ کے مقابلہ میں تولیٰ یعنی
 گریز کی راہیں نکالنا۔ اس لئے مصیبتی وہی ہو گا۔
 جو متوازن راہ (صراطِ مستقیم) پر اپنے نشوونما دینے
 والے کے قانونِ ربوبیت کے عین پیچھے چلتا
 جائے۔ اور ادھر ادھر دیکھے تک نہیں۔ سجدہ
 سے مراد ہی قانونِ خداوندی کی اطاعت ہے۔
 یعنی سجدہ ہر غیر خداوندی قانون کی اطاعت
 سے انکار، اور قانونِ خداوندی کی اطاعت کا مظہر
 ہے۔ اسی طرح سورہ مراسلات میں مجرمین اور
 مکذبین کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ وَ اِذَا قِيلَ
 لَهُمْ ارْجِعُوا لایرْجِعُونَ۔ کہ جب ان سے
 کہا جاتا ہے۔ کہ رکوع کرو۔ تو یہ رکوع نہیں

کرتے۔ یعنی قانونِ خداوندی کی تکذیب اور اس سے
برکشی رکوع سے مانع ہوتی ہے۔ لہذا رکوع کے معنی
قانونِ خداوندی کی عملی تصدیق اور اس کے سامنے
جھکا جانا ہے۔ (مسلم کے نام ص ۲۰۹)

مذکورہ عبارت آپ نے پڑھ لی۔ پرویز صاحب نے جو
کچھ نفلۃ، سجدہ، اور رکوع کے بارے میں لکھا ہے —
کچھ سمجھ آئی آپ کو؟ کیا پتے پڑا آپ کے؟ خاک! اتنا
بتائیے۔ کس طرح نماز پڑھیں گے آپ؟ کتنی رکعتیں پڑھیں
گے آپ؟ کیا پڑھیں گے آپ نماز میں؟ کس طرح سجدہ
کریں گے اور رکوع کریں گے؟ کیا پڑھیں گے سجدہ اور
رکوع میں؟ دیکھا۔ یہ پرویز صاحب کے الفاظ کا تیر پھیر
ہے، آپ کو گراہ کرنے کے لئے۔ اور عبارت کی بھول
بھلیاں ہیں آپ کو نماز رسول سے جھکانے کے لئے! پرویز
صاحب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہوا۔

(۱) الصلوة صراط مستقیم پر چلنے کا نام ہے۔

(۲) نشو و نما دینے والے کے قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلنے

چلنا۔ (یہی نماز پڑھنا ہے)

(۳) گھوڑا دوڑا میں پہلے منبر پر رہنے والے گھوڑے کے

عین پیچھے چلنے والا مصداق ہے۔ اسی طرح قانونِ ربوبیت کے

پیچھے چلنے والا نمازی ہے۔

(۴) سجدہ سے مراد قانونِ خداوندی کی الطاعت ہے۔

(۵) رکوع کے معنی قانونِ خداوندی کے سامنے جھک جانا۔
قرآن مجید میں سات سو بار سے زیادہ اقیمو الصلوٰۃ آئے
ہے۔ کہ نماز قائم کرو۔ پرویز صاحب اقیمو الصلوٰۃ کی تشریح کے
مسلمانوں کو یوں نماز قائم کراتے ہیں۔ الصلوٰۃ صراطِ مستقیم
پر چلنے کا نام ہے، یعنی خدا نے جو قرآن میں نماز قائم
کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس نماز کی تشریح یہ ہے۔ کہ
صراطِ مستقیم پر چلو۔ یہ صراطِ مستقیم پر چلنا ہی نماز پڑھنا
ہے۔ اب سنیئے! صراطِ مستقیم کیا ہے؟ قانونِ ربوبیت کے
پیچھے پیچھے چلنا۔ جس طرح گھوڑا دوڑ میں پہلے نمبر پر رہنے
والے گھوڑے کے عین پیچھے کوئی گھوڑا چلتا ہو۔ بس قانون
ربوبیت کے پیچھے پیچھے چلنے والا نمازی ہے۔
قارئین کرام! پرویز صاحب کے بیان کے مطابق نماز
پڑھیے۔ قرآن میں ہے۔ کہ نماز مسلمانوں پر فرض وقتی ہے
اس لئے صبح کے وقت قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلئے۔ صبح
کی نماز ہوگئی۔ پھر ظہر کے وقت قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلئے
ظہر کی نماز ہوگئی۔ پھر عصر کے وقت قانونِ ربوبیت کے
پیچھے چلئے۔ عصر کی نماز ہوگئی۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کے
وقت قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلئے۔ مغرب اور عشاء کے
نماز ہو جائے گی۔ یہ ہے چودھویں صدی کا امامِ وقت
جو مسلمانوں کو ساری امتِ رسولؐ سے جُدا نہ ہو
نماز کی تعلیم دینے لگا ہے! حضورِ نورؐ کے وقت

لے کر آج تک تمام مسلمان جس طرح مساجد میں نماز پڑھتے آئے ہیں۔ اور جس ہیئت کی نماز پڑھتے ہیں۔ یہ نماز تو حدیث سے ثابت ہے۔ پرویز صاحب بارہ کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حدیث دینا نہیں۔ جب حدیث دین نہیں تو حدیث سے ثابت شدہ نماز بھی دین سے نہ ہوئی۔ پھر ساری امت جو آج تک رسولِ خدا کی بتائی ہوئی حدیث والی نماز پڑھتی رہی ہے۔ وہ کوئی نماز نہ ہوئی۔ دین کی چیز نہ ہوئی۔ ماں نماز۔ دین ہے تو یہ ہے۔ کہ صبح، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے وقت قانونِ ربوبیت کے پیچھے چلا کیجئے۔ پھر آپ نمازی ہیں۔

قانونِ ربوبیت کے متعلق پرویز صاحب لکھتے ہیں :-
خدا کے قانونِ تخلیق کی ایک شق یہ ہے کہ ہر شے میں کچھ امکانی قوتیں ودیعت کر کے رکھ دی گئی ہیں۔ اور ان ممکنہ قوتوں کے نشوونما کے بعد انہیں تکمیل تک پہنچانا، ان اشیاء کا مقصودِ حیات ہے۔ اسے قانونِ ربوبیت کہا جاتا ہے۔ (سلیم کے نام منشا)

یعنی جو امکانی قوتیں انسان کو سونپی گئی ہیں۔ ان قوتوں کے نشوونما کے بعد ان کو تکمیل تک پہنچانا انسان کی زندگی کا مقصود ہے۔ پس انسان کو نظامِ ربوبیت کے ماتحت زندگی گزارنی چاہیے۔ یعنی یہ الفاظ پرویز :-
اس نظام کا نام، نظامِ ربوبیت ہے جس میں ہر فرد

دوسروں کی ربوبیت کی فکر کرتا ہے۔ اس طرح سب کی نشوونما ہو جاتی ہے۔ (اسلم کے نام فہرست مٹ)

قارئین کرام کو پتہ چل گیا۔ کہ بقول پرویز نظام ربوبیت وہ نظام ہے۔ جس میں ہر فرد دوسروں کی ربوبیت کی فکر کرتا رہے۔ اور اس طرح سب کی نشوونما ہوتی ہے۔ نظام ربوبیت کی اس تعریف اور مفہوم کے بعد اب اقیما الصلوٰۃ کی پرویزی نماز پر پھر غور کریں۔

مصلیٰ (نمازی) وہ ہوگا۔ جو متوازن راہ پر اپنے نشوونما دینے والے کے قانون ربوبیت کے عین پیچھے چلتا جائے اور ادھر ادھر تک دیکھے نہیں؟ (بحوالہ مذکور)

پتہ چلا آپ کو نماز قائم کرنے کا۔ کہ آپ دوسروں کی ربوبیت اور پرورش کی فکر کرتے رہیں۔ تاکہ سب بنی نوع انسان کی نشوونما ہوتی ہے۔ یہ ہے نماز قائم کرنا۔ گویا عھد کی کمائی سے بیوی، بال، بچے کا پیٹ پالنا، زیادہ مال ہو تو خویش و اقارب، برادری اور تمام بنی نوع انسان کی پرورش کرنا نماز قائم کرنا ہے۔

اب پڑھے لکھے۔ امیر طبقہ لوگوں کو آسانی حاصل ہو گئی۔ کہ اپنے خویش و اقارب اور کنبہ قبیلہ کی پرورش کرنے ہی نماز قائم کرنا ہے۔ یہ مٹا لوگوں نے خواہ مخواہ مساجد میں پانچ وقت نماز پڑھنے کا ڈھونگ رچا رکھا ہے نماز دراصل انگ پالنا ہے۔ پرویز صاحب نے بہت

اچھی تفسیر کی ہے۔ کہ نماز دراصل ہے ہی یہ۔ کہ رزقِ حلال سے بیوی بچوں کی پرورش اور تربیت کرو۔ اور اس طرح نظامِ ربوبیت کو قائم رکھ کر قانونِ ربوبیت کے عین پیچھے چلو۔ تم نماز پڑھ رہے ہو۔

یہ فائدہ ہے حدیثوں کو دین نہ کہنے کا۔ کہ صلوٰۃ کے جو معنی جی چاہے، پرویز صاحب کریں۔ لوگوں کو بیوقوف بنائیں اور سادہ لوحوں کو گمراہ کریں۔ اگر حدیث کو دین کی حیثیت دیں۔ تو پھر پانچ وقت پیغمبری منونے کے مطابق نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ چونکہ یہ مشینی دور ہے۔ زمانہ سرعت کے ساتھ گزر رہا ہے۔ وقت بڑا قیمتی ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان کی پرورش کرنا نماز پڑھنا ہے۔ داد دو پرویز کی؛ کہ بیک جنبشِ قلم پیغمبرِ رحمت کی پانچ وقتی نماز کا صفیا کر ڈالا ہے۔ اور ساری امت کو بیوقوف اور جاہل بنا دیا ہے۔ جو مسنون نمازیں پڑھتے آئے ہیں۔

اقامت نماز نفسیاتی تغیر ہے | پرویز صاحب قرآن میں ایوں دخل دیتے ہیں :-

لیس البرات تولوا وجوهکم قبل المشرق و الہ مغرب یعنی کشادگی کی یہ راہ نہیں۔ کہ تم مشرق کی طرف منہ کرتے ہو یا مغرب کی طرف منہ کرتے ہو۔ یہ جماعتی نظم پیدا کرنے کا طریقہ ہے۔ جو فی ذاتہ کوئی نتیجہ اپنے اللہ نہیں رکھتا

کہ کیا سبھی آپ کشادگی سے؟

اس کے بعد فرمایا۔ ولکن البر۔ لیکن اصل کشادگی کی
 راہ یہ ہے۔ کہ۔ اس کے بعد قرآنی نظام کے مختلف
 اجزاء کو گنایا گیا ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ واقصوا
 الصلوة و اتوا الزکوٰۃ یعنی یہ ہیں نظام دین کے بنیادی
 عمود، یعنی قانون خداوندی سے ہم آہنگی کے ذریعے نفسیاتی
 تغیر، اور ربوبیت عامہ انسانیت کے نشوونما کے اسباب و
 ذرائع کی فراہمی، یہ ہے اصل کشادگی کی راہ۔ اس کے
 ساتھ ہی اس اقامت صلوة میں ہر فرد کے رخ کا ایک
 خاص سمت کی طرف رکھنا بھی نہایت ضروری قرار دیا گیا
 و حیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطرہ۔ یعنی دین کے پورے
 نظام میں اپنے افکار و اعمال کا رخ قانون خداوندی کے
 ساتھ متوازی رکھنا۔ (سلیم کے نام ص ۲۱۳)

اقیموا الصلوة و اتوا الزکوٰۃ کا ترجمہ اوپر جو پرویز
 صاحب نے کیا ہے۔ اس نے ساری امت کو جاہل بنا کر
 رکھ دیا ہے۔ چودھویں صدی کا امام وقت یوں ترجمہ کرتے
 ہیں۔ اقیبوا الصلوة۔ قانون خداوندی سے ہم آہنگی کے
 ذریعے نفسیاتی تغیر۔ یہ نماز پرویز صاحب نے پیش کی
 کر دو قائم اس نماز کو! کس طرح کر دے؟ اس سے پہلے
 صلاوة کا مطلب آپ پڑھ آئے ہیں۔ کہ مصلیٰ وہ ہو
 جو متوازن راہ پر اپنے نشوونما دینے والے کے قانون ربوبیت
 کے عین پیچھے چلتا جائے۔ پھر ”وحی“ ہوئی قانون خداوندی

سے ہم آہنگی کے ذریعے نفسیاتی تغیر! قارئین کرام! نماز قائم کرنے کے لئے پہلے آپ قانونِ خداوندی کی نوعیت کا پتہ لیجئے۔ پھر اس سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ پھر اس ہم آہنگی سے نفسیاتی تغیر پیدا کیجئے۔ جب آپ کی نفسیات میں تغیر پیدا ہوگا۔ تو پھر آپ اقامت الصلوٰۃ کے فریضہ سے عہدہ برا ہوں گے۔ کچھ سمجھ آئی آپ کو نماز پڑھنے کی؟ ذرا پڑھ کے دکھائیے!

نفس کی نفا نفسی سے خدا کی پناہ۔ یہ ہے پرویز صاحب کا نفسانی ترجمہ۔ جو ساری امت کو اپنی سوچا۔ کسی نے نہ لکھا نہ بتایا۔ اور نہ اس ترجمہ کے مطابق امت میں سے کسی نے نماز قائم کی! افسوس سے

یہ کیا اندھیرے لے دشمن مہر و وفا تجھ سے

ہوس نے کامِ جان پایا محبتِ ترمسار آئی

سجدے اور رکوع کا گمراہ کن مطلب

صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا مفہوم
کی سرخی کے ماتحت پرویز

صاحب سجدے اور رکوع کا مطلب لکھتے ہیں :-

سجدہ ہر غیر خداوندی قانون کی اطاعت سے انکار اور

قانونِ خداوندی کی اطاعت کا مظہر ہے۔ رکوع کے

معنی قانونِ خداوندی کی عملی تصدیق اور اس کے

سلمانے جھک جانا ہے۔ (سلیم کے نام ص ۲۱)

قارئین کرام! جانتے ہیں کہ نماز میں سجدہ اور رکوع کیا

ہوتا ہے۔ کس طرح کیا جاتا ہے۔ اور ساری امتِ رسول نے نماز میں کس طرح سجدہ اور رکوع کیا ہے۔ قرآن میں سجدے اور رکوع کا حکم آیا ہے۔ اور یہ حکم (وحی) جس رسول پاک پر نازل ہوا۔ وہ اسے کیونکر بجا لائے۔ اور سجدے اور رکوع میں کیا پڑھنے کو بتایا؟ آپ سب کو معلوم ہی ہے نا۔ لیکن پرویز صاحب صلوٰۃ کے موضوع کے تحت سجدے کا مطلب بتاتے ہیں۔ "سجدہ ہر غیر خداوندی قانون کی اطاعت کے انکار اور قانونِ خداوندی کا مظہر ہے۔" اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ جو کوئی غیر خداوندی قانون کی اطاعت کا انکار اور قانونِ خداوندی کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ سجدے میں ہی ہے۔ اور ایسے ہی قانونِ خداوندی کی عملی تصدیق کرنے والا اور اس کے سامنے جھک جانے والا رکوع میں ہے۔ پرویز صاحب نے سجدے اور رکوع کے جو معنی کئے ہیں۔ ان کے مطابق سجدے اور رکوع کی ہیئت کیا ہونی؟ کیجئے سجدہ اور رکوع! غور کیا آپ نے۔ کہ نماز کے سجدے اور رکوع کو کس طرح مٹایا اور مسخ کر دیا ہے ظالم نے! سچ پوچھئے تو پرویز اسلام کے ساتھ مذاق کرنے والا ہے اور اپنی لچریات اور اوٹ پٹانگ سے مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ جو دل چاہتا ہے لکھ مارتا ہے۔ جس طرح نفس کہتا ہے ترجمہ کر دیتا ہے۔ حدیث تو بقول اس کے دین ہے ہی نہیں۔ باقی رہا قرآن۔ اس کو اپنی خواہش کے

ساتھ بیان کر کے سادہ دل لوگوں کو بے دین بناتا ہے۔ اب اس کے سجدے اور رکوع کے معنوں پر ہی غور کریں۔ کہ ان معنوں کی رو سے نماز میں کس طرح سجدہ کریں۔ اور رکوع کریں؟ اس وقت دنیا میں جتنی مسلمانوں کی حکومتیں ہیں۔ کیا وہاں پرویز صاحب کا قرآنی نظام قائم ہے۔؟ نہیں! پاکستان میں قرآنی نظام قائم ہے؟ نہیں! پھر اس غیر قرآنی نظام میں بسنے والے مسلمان نہ سجدہ کرنے والے ہوئے۔ اور نہ رکوع کرنے والے۔ انگریزی فقہ کے مسلمان بھی بغیر سجدہ اور رکوع کے چل بے اور رُج کل تمام دنیا کے مسلمانوں کا نہ سجدہ ہے نہ رکوع ہے۔ نہ نماز ہے۔ نماز کے بارے میں بھی پرویز صاحب نے اللہ کے گھوڑے مختلف راہوں میں دوڑائے ہیں۔ نماز کا ایک اور مطلب بیان کرتے ہیں۔

اقامتِ صلوٰۃ تمسک بالکتاب ہے

سورہ اعراف میں دیکھو۔ قانونِ خداوندی کے ساتھ حاصل تمسک کا دوسرا نام اقامتِ صلوٰۃ رکھا گیا ہے۔ والذین بیسکون بالکتاب و اقاموا الصلوٰۃ ما انا لا نضیع اجر المصلحین۔

(متقی وہ ہیں) جو قانونِ خداوندی کے ساتھ پورا پورا

تک رکھتے ہیں۔ یعنی صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں۔
یہی وہ ہمواریاں پیدا کرنے والے (مصلحین) ہیں۔
جن کے اعمال ضرور نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔
(سلیم کے نام ص ۲۱)

یہاں پرویز صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قانونِ خداوندی کے ساتھ
پورا پورا تمک رکھنا اقامتِ صلوٰۃ ہے۔ یعنی جس نے خدا
کے قانون کو مضبوط پکڑ لیا۔ وہ نمازی ہے۔ اب جو مسلمان
روئے زمین پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ کیا وہ قانونِ خداوندی
کے ساتھ پورا پورا تمک کرنے والے ہیں؟ نہیں! کہ بقول
پرویز قانونِ خداوندی یا قرآنی نظام کہیں نہیں ہے۔ پھر کسی
مسلمان کی کوئی نماز نہیں ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کی
بھی کوئی نماز — نماز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بھی قانونِ خداوندی
کے ساتھ پورا پورا تمک کرنے والے نہیں ہیں — یعنی
قرآنی نظام یہاں رائج نہیں۔ اس لئے کسی کی کوئی نماز نہیں
یہ ہے پرویز صاحب کا طلوعِ اسلام —! ڈوب جا
او الحماہ —!

اقامتِ صلوٰۃ بغیر قرآنی حکومت
کے ناممکن ہے

پرویز صاحب لکھتے ہیں
تمک بالکتاب یعنی
قانونِ خداوندی

عملاً اتباع ناممکن ہے۔ جب تک کہ دین کا نظام عملاً جاری
و ساری نہ ہو۔ اور چونکہ اقامتِ صلوٰۃ بھی اسی نظام ہے

سے وابستہ ہے۔ اس لئے اقامتِ صلوٰۃ بغیر تمکن فی الارض
یعنی کسی خطہ زمین میں قرآنی حکومت قائم کئے بغیر ناممکن
ہے۔ (سلیم کے نام ص ۱۲)

پرویز صاحب کہتے ہیں کہ جب تک کسی خطہ زمین (مثلاً
پاکستان) میں قرآنی حکومت قائم نہ ہو، نماز قائم کرنا ناممکن
ہے؛ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا پاکستان میں قرآنی حکومت قائم
ہے؛ جواب نفی میں ہے یعنی نہیں ہے۔ پھر بتائیے کہ
کیا اس خطہ زمین — پاکستان میں نماز قائم کرنا ناممکن
ہے؛ ہرگز نہیں؛ بلکہ ہزار بار ممکن ہے کہ لاکھوں مسلمان
پاکستان میں نماز قائم کرتے ہیں، پھر پرویز صاحب کا
یہ کہنا کتنا لغو، بے ہودہ، اور گمراہ کن ہے کہ جہاں
قرآنی حکومت قائم نہ ہو، وہاں اقامتِ صلوٰۃ ناممکن ہے۔
لفظ ناممکن پر قائل کی جہالت کا ماتم کیجئے۔

غور فرمائیے؛ کہ روئے زمین کے مسلمان نماز پڑھتے
ہیں، لیکن ان کے ہاں قرآنی حکومتیں نہیں ہیں۔ تو پھر
ان کا نماز پڑھنا کس طرح ممکن ہوا؛ بات واضح یہ
ہے کہ روئے زمین کے کروڑوں مسلمان نبی رحمت کی
حدیث والی نماز پڑھ رہے ہیں، اسوۂ رسول کے مطابق
نماز قائم کر رہے ہیں۔ پرویز صاحب کو چونکہ حدیث کے
عداوت اور کد ہے، اس لئے وہ ان نمازوں کو —
نمازیں قرار ہی نہیں دیتے۔ ان کے نزدیک دنیا سے اسلام

کی یہ تمام نمازیں اکارت اور ضائع ہیں۔ ان کے نزدیک
 اُس خطہ زمین میں، اس وقت، وہ نمازیں ممکن اور —
 مقبول ہیں۔ جو پرویز کا ساختہ قرآنی نظام، اس کی خواہش
 کی حکومت ملک میں قائم ہو۔ اور اس حکومت کی تجویز
 کردہ نماز ملک میں رائج کی جائے۔ وہ پرویزی نماز۔ ممکن
 نماز ہوگی۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھ
 کر دکھائی ہوئی۔ حدیث میں آئی ہوئی۔ چودہ سو
 ساں سے مسلمانوں میں رائج اور جاری شدہ نماز
 ناممکن نماز ہے۔ ممکن نماز جاری کرنے والا صرف ماں نے
 ایک ہی لعل جنا ہے۔ جس کا نام پرویز ہے۔

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجہ جنوں

وے گا تمام عقل کے بچھے اوصیٰ تو

غور کریں۔ کہ مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم تیرہ برس تک کفار کے ظلم و ستم سہتے رہے۔ ظاہر
 ہے کہ حضرت انور کی ملی زندگی میں وہاں کوئی خداوندی قانون
 یا قرآنی حکومت نہ تھی۔ لیکن حضور نمازیں پڑھتے تھے۔ صحابہ
 بھی پڑھتے تھے۔ یہ نمازیں وہاں کیونکر ممکن ہو گئیں؟ اگر
 حضرت انور اور صحابہ کی نمازیں قرآنی حکومت کے فقدان
 کے زمانہ میں ممکن ہو گئیں۔ تو آج پاکستانوں، اور تمام
 دنیا کے مسلمانوں کی نمازوں کو ناممکن قرار دینے والا
 نادان اور جاہل نہیں تو اور کیا ہے؟ دراصل شیطانی

پرویز مسنون نماز کا تصور ہی ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور
 اس کی جگہ نماز کا نیا مفہوم اور جدید تصور قائم کر رہا
 ہے۔ الحاد (IRRELIGION) کی اشاعت میں کتنی
 دیدہ دلیری ہے۔

تک بالکتاب ناممکن ہے | پرویز صاحب کی لغویات سے ہے
 تمسک بالکتاب یعنی قانون

خداوندی کا عملاً اتباع ناممکن ہے۔ جب تک کہ دین کا نظام
 عملاً جاری و ساری نہ ہو۔ (بحوالہ مذکور۔ سلیم کے نام نمبر ۲۱)

قدین کرام! پرویز صاحب کہتے ہیں۔ کہ تمسک بالکتاب
 یعنی قرآن پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ جب تک کہ قرآنی

نظام جاری نہ ہو اب غور کریں۔ کہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ،
 یہ خدائی احکام ہیں۔ پاکستان میں قرآنی حکومت نہیں ہے۔

کیا پاکستان کے مسلمانوں کے لئے حج کرنا، زکوٰۃ دینا، روزہ
 رکھنا، اور دوسرے قرآنی ارشادات پر عمل کرنا ناممکن ہے؟

ہرگز نہیں۔ بلکہ ضرور ضرور ممکن ہے۔ کہ سب جہلتے ہیں۔ کہ
 لاکھوں مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں۔ رمضان کے روزے

رکھتے ہیں۔ صاحب نصاب لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ پھر پرویز کے
 کہنے کی کیا قیمت ہوئی۔ کہ تمسک بالکتاب یعنی قرآن پر

عمل کرنا بغیر قرآنی نظام قائم کئے ناممکن ہے! یاد رکھیں
 بات یہی ہے کہ قرآن پر عمل کرنا واقعی ناممکن ہے!

کیونکہ جس طرح مسلمان قرآن پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ

نبویؐ ہے، جو صرف حضور کی زندگی میں ہی ممکن تھا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد ناممکن ہو گیا ہے۔ اب صرف وہی تمسک بالکتاب ممکن ہے۔ جو زمانے کے تقاضے کے مطابق وقت کی حکومت وضع کرے۔ جو قرآن پر عمل کرنے کا طریقہ پروہ بتائے۔ اس پر عمل کرنا ممکن ہے۔ واجب ہے۔۔۔ یہ سب پرانا نظامِ اسلام ہے۔ اسے اب بدلنا ہے۔ زمانے کے تقاضوں کے مطابق بنانا ہے۔ نیا اسلام۔ طلوعِ اسلام۔

— بحم الحاد! (HERESY INCARNATE)

پرویز صاحب حدیث کو | پرویز صاحب کے من گھڑت ترجمے |
دین سے خارج کر کے

صرف قرآن میں ہی دین محصور سمجھتے ہیں۔ لیکن قرآن کے ایجاد بندہ ترجمے، آیات کی تاویلات فاسدہ کر کے، قرآن پر ظلم کرتے ہیں۔ آیات ذیل کا ترجمہ یوں کرتے ہیں :-

والذین یسکون بالکتاب و اقاموا الصلوٰۃ
(منتقی وہ ہیں جو) قانونِ خداوندی کے ساتھ پورا پورا تمسک رکھتے ہیں۔ یعنی صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں۔
(سلیم کے نام ہذا)

قانونِ خداوندی کے ساتھ تمسک رکھنا۔ صلوٰۃ قائم کرنے

ہے۔ یعنی جس نے صلوٰۃ قائم کی اس نے قانونِ خداوندی

سے پرویز صاحب نے قرآن پر عمل کرنے کے طریقے اپنے لٹریچر میں خوب

بتائے ہیں!

کے ساتھ پورا پورا تمسک کر لیا۔ اچھا تو پھر روزہ، زکوٰۃ،
 اور دیگر اوامر کدھر گئے۔ اقامتِ صلوٰۃ کو ہی تمسک
 لکتاب قرار دینا غلط ہے۔ صحیح یہ ہے۔ کہ اقامتِ صلوٰۃ اور
 شک بالکتاب دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ مولانا شاہ
 رفیع الدینؒ لکھتے ہیں۔ اور جو لوگ محکم پکڑتے ہیں کتاب کو
 وہ قائم رکھتے ہیں نماز کو؟

مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں۔ اور جو لوگ کتاب
 کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ — مولانا حافظ
 مذہب احمد خانؒ صاحب لکھتے ہیں۔ اور جو لوگ کتاب کو
 مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اور نماز پڑھتے ہیں؟ مولانا
 شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے چٹک مارا
 ساتھ کتاب کے یعنی عمل کیا موجب اس کے اور قائم رکھا
 نماز کو؟

پرویز صاحب آزاد ہیں۔ جس طرح چاہتے ہیں۔ قرآن کو
 استعمال کرتے ہیں۔ دیکھیے آیت ذیل کا ترجمہ :-

قل امر ربی بالقسط و اتقوا جوہکم عند
 کل مسجد۔ ربوبیت میں توازن قائم کرنے کیلئے
 مذوری ہے کہ تم اپنے ائمال اور انظار کے رخ میں
 صحیح سمت اختیار کرو۔ (سلیم کے نام ص ۱۱۱)

یہ تمک بندیاں اور سینہ زوریاں پرویز صاحب کو ہی زیب
 دینی ہیں۔ ساری امت کے خلاف من گھڑت تزیے کرتے،

ہیں۔ مذکورہ آیت کا ترجمہ ساری امت یوں کرتی آئی ہے۔
 کہہ کہ حکم کیا ہے میرے پروردگار نے ساتھ عدل
 کے کہ توحید ہے اور سیدھا کرو تم اپنے منہوں
 کو نزدیک ہر مسجد کے؛ (موضع القرآن)
 آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کر
 کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھ
 کرو۔ (مولانا اشرف علی)

پرویز صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ وما اصرۃ الا ليعبدوا اولئ
 تمہیں اس کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ بجز اس کے کہ
 تم صرف قانونِ خداوندی کی 'محکومی' اختیار کرو۔ (سلیم کے نام ص ۱۳)
 اس آیت میں پرویز صاحب نے عبادت کا ترجمہ محکومی
 کیا ہے۔ جو سراسر غلط ہے۔ پرویز صاحب! یہ کس منہ سے
 آپ کو بتایا ہے۔ کہ عبادت کے معنی محکومی کے ہیں۔ مسلمان
 سوا سو برس تک انگریزوں کے محکوم رہے ہیں۔ کیا وہ
 انگریزوں کی عبادت کرتے تھے؛ ایسے عامیانه ترجمے کر کے اپنی
 بے علمی کا ثبوت دے رہے ہیں!

پرویز صاحب کا ترجمہ - وحیث ما کنتم فولوا وجوہکم
 شطرہ - دین کے پورے نظام میں اپنے افکار و اعمال کا
 رخ قانونِ خداوندی کے ساتھ متوازی رکھنا۔

پرویز صاحب یہاں ادبیت چھانٹنے کا مقام نہیں
 لوگوں کو الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنسا کر صحیح ترجمہ

سے محروم رکھنا دیانت دار مترجم کو زیب نہیں دیتا۔ مسلمان
ذکورہ آیت کا مطلب کیا سمجھیں گے۔ دیکھئے مولانا اشرف علی
قانونیؒ لکھتے ہیں۔

اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو۔ اپنے چہروں
کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں۔
اور جس مکان میں ہو تم رہنے والے اے مسلمانو! تو
پھیرو اپنے منہ کو کعبے کی طرف۔

مولانا حافظ نذیر احمد خانؒ صاحب لکھتے ہیں۔
اور تم جہاں کہیں بھی ہو (نماز میں) اس کی
طرف اپنا منہ کرو۔

خدا کی غرض اس آیت سے یہ ہے۔ کہ مسلمانو! تم جہاں
کہیں بھی ہو (نماز کرو) جب نماز کا وقت آئے۔ تو منہ قبلہ
کی طرف کر لیا کرو۔

اب پیوریز صاحب کے ترجمے سے کوئی کیا سمجھے۔ دین
کے پورے نظام میں؛ یہ کس عبارت کا ترجمہ ہے؛ اپنے
افکار و اعمال کا رخ؛ یہ ترجمہ کن الفاظ کا ہے؛ قانون
خداوندی کے ساتھ متوازی رکھنا؛ کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے؛

پیوریز صاحب لکھتے ہیں۔ سورہ روم میں دیکھو۔ کیسے
حسین اور بلغ انداز میں اتامنت مسلوۃ کے۔ دونوں گوشوں
کے فطری نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلے فرمایا۔ اتقوا

یعنی قانونِ خداوندی سے پوری ہم آہنگی پیدا کرو۔ اس کے بعد کہا۔ وَاقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ - یعنی اس قانون سے ہم آہنگی کا نتیجہ نظامِ قرآنی کی تشکیں ہوگی۔ اور اس نظام کا فطرہ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انسان جو اس نظام کے بغیر گروہوں اور ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک مرکز پر جمع ہو جائیں

(سلیم کے نام ص ۲۱۳)

آیت مذکور کا ترجمہ کیا سمجھ آپ؟ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَتَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ کے ترجمے کی سمجھ آئی ہے آپ کو یہ ہیں پرویز صاحب کے الفاظ کی تک بندیاں۔ قرآن کو خواہش کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔ آیت مذکور کا قابل اور قابل عمل ترجمہ امتِ محمدیہ نے یوں کیا ہے۔
 وَاتَّقُوا ۙ وَاَقِمُوا الصَّلٰوةَ ۙ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ
 مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيْعًا (پس) اور ڈرو اس سے اور قائم رکھو نماز کو، اور مت ہو شریک لانے والوں سے، ان لوگوں سے کہ ٹکڑے ٹکڑے کیا انہوں نے دین اپنا۔ اور ہو گئے فرقے فرقے۔

اس ترجمے سے تو کوئی بات بھی بنی! اور سمجھ آئی لیکن پرویز صاحب کے "ایجادہ بندہ" سے عامۃ المسلمین سمجھیں گے؟ اور کیا عمل کریں گے؟ پرویز صاحب نے

ترجمے میں نماز کا نام تک نہیں لیا۔ افسوس! مسلمان پرویز
ٹریچر سے کیا دین سیکھیں گے؟

واقاموا الصلوٰۃ والوا لزلکوٰۃ کا ترجمہ: قانونِ خداوندی سے
ہم آہنگی کے ذریعے نفسیاتی تغیر اور ربوبیتِ عامہ (انسانیت
کی نشوونما) کے اسباب و ذرائع کی فراہمی۔

(سلیم کے نام ص ۲۱۳ سطر ۱۱)

چودہ سو سال سے مذکورہ آیت کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا
ہے۔ اور قائم رکھو نماز کو۔ اور دو زکوٰۃ۔ لیکن پرویز صاحب
اقامتِ صلوٰۃ کا مطلب بتاتے ہیں۔ قانونِ خداوندی سے
ہم آہنگی کے ذریعے نفسیاتی تغیر اور ایتائے زکوٰۃ کا ترجمہ
کرتے ہیں۔ ربوبیتِ عامہ کے اسباب و ذرائع کی فراہمی! یہ
پرویز صاحب کی قرآن کے ساتھ سینہ زوری اور اس پر
ظلم ہے۔ اس ترجمے سے تو شرعی نماز اور شرعی زکوٰۃ کا کچھ
پتہ نہیں چلتا۔ پھر نہ تو کوئی مسلمانوں کی طرح نماز پڑھے
گا۔ اور نہ شرعی زکوٰۃ دے گا۔ قانونِ خداوندی کے سب سے
بڑے باطنی پرویز صاحب ہیں۔ جو قرآن کے من مانے ترجمے
کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اور قانونِ خداوندی سے
مذاق کر رہے ہیں۔ کیا یہ مذاق نہیں ہے۔ قرآن سے بغاوت
نہیں ہے؟ کہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کی ہیئت
کو ہی بگاڑ دیا ہے۔ اس کے شرعی مفہوم کو ہی مسخ
کر دیا ہے۔ نماز پڑھنے کے معنی نفسیاتی تغیر اور

زکوٰۃ دینے کے معنی ربلوبیت عامہ کے اسباب کی فراہمی جو دو کام کرے۔ وہ نماز بھی پڑھتا ہے۔ اور زکوٰۃ بھی دیتا ہے اور چودہ سو سال سے ساری امتِ رسول جس طرح نماز پڑھتی چلی آئی ہے۔ اور زکوٰۃ دیتی آئی ہے۔ وہ جہالت اور نادانی میں رہی ہے سے

رگ و پے میں جب اترے زہرِ عظم پھر دیکھئے کیا ہو
ابھی تو شلخی کام و دہن کی آزمائش ہے !!
پرویز صاحب جو بار بار قرآن قرآن پکارتے ہیں۔ اس سے آپ یہ نہ سمجھیں۔ کہ وہ واقعی قرآن کی کوئی خدمت کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں بلکہ وہ قرآن پر ظلمِ عظیم کر رہے ہیں۔ ترجمے اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ اوٹ پٹانگ تشریح اور من مانی تفسیر کرتے ہیں نہ وہ کسی ضابطہ قرآنی کے پابند ہیں۔ نہ ان کو زبان اور لغت کا کوئی لحاظ ہے۔ اور نہ امت کے ائمہ، مفسرین، اور محدثین ان کی نظر میں کچھ وقعت رکھتے ہیں۔ پوری بغاوت کے ساقہ جو منہ میں آتا ہے نکال دیتے ہیں۔

قرآن مجید کی آیت ہے۔ وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ۔ اور (میرے پیارے رسول) اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو۔ پرویز صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ بڑائی اور کبریائی کا ربلوبیت میں ہے۔ یعنی جو معاشرہ یا اجتماعی نظام افراط معاشرہ کی ربلوبیت کا ذمہ وار بنتا ہے۔ وہی واجب التکریم

ہوتا ہے۔ اور تعظیم بھی ان ہی افراد کی ہو سکتی ہے۔ جو اپنی محنت کے باحاصل کو نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے عام کر ہیں۔

اس آیت کا یہ ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہے۔ خدا اس ظالم انسان کو پکڑے۔ جس نے قرآنی آیت کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ آگے ملاحظہ ہو۔

وَتَبَايَعُ فَطَهْرًا۔ اور (اے میرے پیارے رسول) اپنے لپٹوں کو پاک رکھو! یہ ہے صحیح ترجمہ۔

پرویز صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ اپنی دعوت کو ہر قسم کے مذموم عناصر سے دور رکھو! یہ ترجمہ نہیں۔ قرآن کے ساتھ سینہ زوری ہے۔

خدا فرماتا ہے۔ وَالرُّجُزَ فَاهْجُرُوا۔ اور (اے میرے پیارے رسول) بتوں سے الگ رہو!

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ باوجود احتمال نہ ہونے کے یہ امر فرمانا اشارہ ہے بہتمام شان توحید کی طرف کہ ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ معصوم کو بھی باوجود احتیاج نہ ہونے کے اس کی تعلیم کی جاتی ہے تو غیر معصوم تو بدرجہ اولیٰ اسکا مکلف ہوگا۔

سبحان اللہ! کیا نور سے نور مطلب ہے۔ اب پرویز صاحب کی درگسیٹ ملاحظہ ہو! اس تحریک میں شریک ہونے والوں میں رجز نہیں ہونا چاہیے۔ کہ ذمہ داروں کے ہونے

سے ان کے پاؤں میں لغزش آ جائے۔

کیسا خانہ زاد ترجمہ ہے۔

خدا تعالیٰ آخرت کی تیاری کے لئے بندوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ - پھر جو وقت صور بھونکا جائیگا

فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ - پھر جو وقت صور بھونکا جائیگا
فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ - سو وہ وقت یعنی وہ دن

ایک سخت دن ہوگا۔ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ۔ کافروں

ذرا آسانی نہ ہوگی۔

پرویز صاحب لکھتے ہیں۔ فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ - جب

لڑائی کا بگن بجایا جائے گا۔

اس کی تشریح بھی آپ نے اوپر کی ہے۔ نظامِ جماعت

آسانی سے قائم نہیں ہو جائیگا۔ مفاد پرست جماعتیں ان

کی مخالفت میں چاروں طرف سے ہجوم کر کے امنڈ آئیں گی

اور وہ وقت بھی آجائے گا۔ جب اس مخالفت کا میدان

میدانِ جنگ میں کرنا ہوگا۔

یہ ہے شتر بے مہار ترجمہ۔ جو منہ میں آیا اگل دیا۔

سینے! خدا تعالیٰ قیامت کے دن کی خبر دیتا ہے

جنتی دوزخیوں کو پوچھیں گے۔ کہ تم کو دوزخ میں کون سا

چیز لے آئی۔ وہ جواب دیں گے۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ - وَ لَمْ نَكُ

نُطْعِمُ الْيَسْكِينِ - (پہنچا)

وہ کہیں گے۔ ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے، اور نہ
غائب کو (جس کا حق واجب تھا) کھانا کھلایا
کرتے تھے۔ (مولانا اشرف علیؒ)

یہ ترجمہ تو تمام امت کے علماء کا ہے۔ اب پرویز صاحب
کا طبع زاد ترجمہ سنیں اور قرآن کی مظلومیت پر روئیں۔ لکھتے ہیں۔
قَالُوا لِمَ لَمْ تَكُ مِنَ الْمَصْلِيْنَ - کہا ہم ان کے ساتھ شامل
نہ ہوئے۔ جنہوں نے نظامِ صلوٰۃ کو قائم کیا تھا۔ نظامِ صلوٰۃ
کیا ہے۔ اس کے متعلق میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں لیکن
قرآن نے اس تمام تفصیل کو سٹاکر ایک فقرہ میں رکھ دیا
ہے۔ یعنی وَلَمْ تَكُ نَطْعِمُ الْهَسِيكِيْنَ - ہم مساکین کے رزق
کا انتظام نہیں کیا کرتے تھے۔ (سليم کے نام ص ۲۴)

صلوٰۃ قائم کرنا مساکین کو کھانا کھلانا ہے | آپ نے اوپر
پڑھ لیا۔ کہ

پرویز صاحب نے صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ قرآن نے
نظامِ صلوٰۃ کا مطلب اور معنی ایک فقرے میں سٹاکر رکھ
دیئے ہیں۔ اور وہ کیا ہیں۔ یعنی نظامِ صلوٰۃ کیا ہے اور وہ
مساکین کے رزق کا انتظام کرنا۔ گویا مساکین کو کھانا کھلانا
نماز قائم کرنا ہے۔

قرآن مجید پر اتنا ظلم کسی نے آج تک نہیں کیا۔ کہ
مساکین کے رزق کا انتظام کرنا نماز قائم کرنا ہے۔ حالانکہ نماز
بلیغہ چیز ہے۔ اور اطعام مسکین دوسری چیز ہے۔ پرویز صاحب

سے پوچھو۔ کہ ان کے پاس اس مطلب کی کیا دلیل ہے
یقیناً کوئی دلیل نہیں۔ یہ قرآن کی تحریف ہے۔

اس سے آگے پھر یہ ذکر ہے۔ کہ دوزخی - نماز نہ پڑھے
اور مسکین کو کھانا نہ کھلانے کے اقرار جرم کے بعد کہیں -
وَکُنَّا نَحْوُصُّ مَعَ الْخَائِضِیْنَ - اور ہم بحث کیا کرتے تھے۔ بحث
کرنیوالوں کے ساتھ۔ پھر کہیں گے وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ التَّیْمِ
اور جھٹلاتے تھے ہم روزِ جزا کو حَتَّىٰ اٰتٰنَا الْیَقِیْنَ - یہاں تک
کہ (اسی مشغلے میں) ہم کو موت آگئی۔ (پ ۱۴ ع ۱۶)

اب پرویز صاحب مذکورہ دو آیوں کا ترجمہ کرتے ہیں۔
وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ التَّیْمِ - عملاً یہ حالت تھی۔
ہم اسے باور ہی نہیں کیا کرتے تھے۔ کہ اس غلط معاشرہ
کا انجام جس میں مسکین کی روٹی کا انتظام نہیں ہوتا -
ہلاکت و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ہمیں اس پر بالکل
ایمان نہیں تھا۔ (سلیم کے نام ص ۲۷)

یہاں پرویز صاحب نے یوم الدین کے معنی مسکین
روٹی کا انتظام کئے ہیں۔ یہ ترجمہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ سینہ زور
ہے۔ پرویز صاحب بے لگام ہو کر تیرے کئے چلاتے ہیں۔ دنیا والوں
کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آگے حَتَّىٰ اٰتٰنَا الْیَقِیْنَ کے معنی کر رہے
ہیں۔ تا آنکہ یہ حقیقت ٹھوس شکل میں ہماری آنکھوں
سامنے آگئی۔

قرآن کی تکابوٹی کرنے میں پرویز صاحب کا کوئی مفہم

نہیں کر سکتا۔ اگرچہ اس سے پہلے بہت سے فتنہ گر اور ظالم گزر چکے ہیں۔

قرآنی حکومت کے بغیر اقامتِ صلوٰۃ ناممکن ہے

ہر شخص معلمِ قرآن، مُبَیِّنِ فُرْقَانِ سَيِّدِ الْكَوْنِیْنَ وَالشَّقَائِیْنَ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ ہدایت چھو کر انہی خود قرآن سمجھنا اور سمجھانا چاہتا ہے۔ وہ جہالت اور گمراہی کی دلدل میں پھنس کر دین سے لافظ دھو بیٹھتا ہے۔ پرویز صاحب کا بھی یہی حال ہے، کہ وہ آخرت سے بچوٹ ہو کر قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں ٹکے چماتے ہیں۔ قرآن کو اپنی خواہش کے مطابق بنا کر سنتے ہیں، نہ معلوم انہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ نماز سے اچھوڑا سو سال سے تمام امت پڑھتی چلی آئی ہے، کیوں کشیدگی ہے۔ حدیث کو تو وہ دین نہیں مانتے، پھر جو چیز حدیث سے ثابت ہے، وہ بھی دین کی چیز نہ ہوتی، مسلمانوں کی نماز بھی حدیث سے ثابت ہونے کے باعث دینی نماز نہ ہوتی۔ پرویز صاحب میں اگر شرم و میا ہوتی تو وہ قرآن سے نماز کی شکل مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے اور کہتے کہ اس طرح نماز پڑھو، لیکن انہوں نے نہ اس معاملہ (DISHONOUR) صلی اللہ علیہ وسلم کی بے قدری اور بے وقربی شروع کر رکھی ہے، مسلمانوں کی نمازوں کی اس طرح تضحیہ کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی رسمی نمازیں

غور کرو سلیم ! اگر قیامِ صلوٰۃ سے مقصود یہ ہماری رسمی نمازیں ہی ہوں۔ تو ان کے لئے تمکن فی الارض یعنی ملک میں قرآنی حکومت قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ نمازیں تو ہم انگریزوں کی غلامی میں بھی پڑھا کرتے تھے اور آج بھی ہندوستان کے مسلمان اسی طرح پڑھ رہے ہیں۔ پھر یہ

۱۔ پرویز صاحب کے نزدیک مسلمانوں کی مسنون نمازیں رسمی یعنی رواجی ہیں۔ دینی نہیں۔ گویا عبت ہیں۔ وہ دینی نماز اس نماز کو کہتے ہیں جو قرآنی حکومت وضع کر کے مسلمانوں میں پیش کرے۔ ۲۔ پرویز صاحب کے نزدیک دین کی نماز وہ نماز ہے۔ جو قرآنی حکومت کی تجویز کردہ ہو۔ اور قرآنی حکومت کے زیر سایہ مسلمان پڑھیں۔ ۳۔ انگریزوں کے زمانے میں مسلمان جو نمازیں پڑھتے رہے ہیں، پرویز صاحب کے نزدیک وہ بھی رسمی تھیں۔ دینی نہیں تھیں۔ گویا سب مسلمان بے نماز رہے ہیں۔ دیکھا چودھویں صدی کی کیا مفسر قرآن پیدا کیا ہے جس نے ہزار سال تک کی ساری امت کے بے نماز بنا کر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ ہزار سال تک دنیا میں پڑھی قرآنی حکومت نہیں ہوئی ہے۔ پھر اتنے دراز عرصہ کے مسلمانوں کی نمازیں بھی رسمی اور رواج ہی رہیں۔ وہ قیامِ صلوٰۃ نہ کر سکے۔ لہٰذا ہندوستان کے مسلمان بھی بے نمازیں بن گئے۔ وہاں قرآنی حکومت نہیں ہے۔ پرویز صاحب پاکستان کے مسلمانوں کو یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ رسمی یعنی رواجی نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ دینی نہیں۔

ہی سوچو۔ کہ قرآن نے اقامتِ صلوٰۃ کا فطری نتیجہ استخفاف فی الارض بتایا ہے۔ ہماری ان نمازوں سے ہمیں کب استخفاف لاء سورہ بقرہ میں دیکھو۔ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا لازمی نتیجہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ ان لوگوں پر جو نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کو قائم کریں گے۔ کسی قسم کا خوف و حزن نہیں ہوگا۔ ذرا غور کرو کہ کیا ہماری

قرآن کی وہ آیت کیوں نہیں سمجھی جس میں بتایا گیا ہے کہ اقامتِ صلوٰۃ سے ہم کو استخفاف فی الارض ملے گا، یعنی نماز پڑھو گے تو قرآنی نظام قائم ہو جائے گا۔ ہزار سال سے دنیا کے تمام مسلمان نماز پڑھتے آتے ہیں۔ انہیں کہاں پر وہ نبوی نظام قرآنی ملا؟ اگر نہیں ملا۔ تو ساری امت بے نماز رہی ہے؟ پرویز صاحب! کسی عالم سے قرآن پڑھیے۔ دین سیکھیے۔ پھر تبلیغ کیجئے۔ اس طرح مسلمانوں کو وہم، شکوک اور شبہات میں ڈال کر ان کے دین و ایمان کو خراب نہ کیجئے۔ اپنے ساری عمر دفتر میں کام کیا ہے۔ آپ دفتری آدمی ہیں۔ اب پنشن لے کر کوئی اور مناسب حال مابی (Hobby) اختیار کریں۔ تلعب بالدين (To REGARD RELIGION A MERE PLAY) کا مشغلہ (PASTIME) چھوڑ دیں۔ کچھ بیشک نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے والے موحد مومنوں کو خوف و حزن قیامِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ خوف اور حزن پہنچتا ضرور ہے بلکہ دنیا تو گھر ہی ڈر اور غم کا ہے۔ لیکن وہ نماز اور زکوٰۃ ادا کر نیوالوں کو دبا نہیں لیتا۔ بلکہ دب جاتا ہے۔ اور مومن بنوے اللہ کی راہ پر برابر چلے جاتے ہیں۔ پرویز صاحب کی یہ سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ کہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مسلمانوں پر خوف اور حزن آ رہی نہیں سکتا (باقی رہے)

نمازیں اور اڑھائی فیصدی والی زکوٰۃ یہ نتیجہ پیدا کر رہی ہے کہ ہمیں کسی قسم کا خوف اور حزن نہ ہو۔ صلوٰۃ کے متعلق سورہ عنکبوت میں بین الفاظ میں ہے۔ کہ ان الصلوٰۃ تنصرون عن الفحشاء و المنکر۔ یقیناً بلا شک و شبہ صلوٰۃ فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ سلیم اس حتم اور یقین کو سامنے رکھو۔ جس کے ساتھ یہ کہا گیا ہے۔ کہ صلوٰۃ فحشاء اور منکر سے روک دیتی ہے۔ اور پھر اس کے بعد دیکھو کہ کیا ہماری موجودہ نمازیں یہ نتیجہ پیدا کر رہی ہیں۔ (سلیم کے نام سے)

(بقیہ حاشیہ ۱۰۱) اور اگر نمازیں پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے خوف و حزن آتا ہے۔ وہ نمازیں اور زکوٰۃ رسمی ہوگی۔ دینی نہ ہوگی۔ چنانچہ پرویز صاحب نے یہ صاف کہہ دیا ہے کہ ہماری نمازیں اور اڑھائی فی صدی والی زکوٰۃ یہ نتیجہ پیدا کر رہی ہے؟ یعنی نمازوں اور زکوٰۃ سے خوف اور حزن دور نہیں ہو رہا ہے۔ لہذا یہ نمازیں۔ نمازیں نہیں اور یہ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ نہیں! پرویز صاحب کے خیالی تلکے ہیں۔ سماؤں کو نمازوں سے بدظن کرنے کے لئے!

۱۰ اور اگر وقت کی حکومت (مرکز ملت) پرویز صاحب کے مشورہ سے

نمازوں کی تعداد اور پڑھنے کی صورت وضع کرے۔ اور وہ وضعی نماز لوگ پڑھیں تو کیا فرشتے بن جائیں گے، بالکل معصوم ہو جائیں گے؟ پرویز صاحب بتا رہے ہیں کہ حکومت نے رشوت لینے کو سخت جرم قرار دے رکھا ہے۔ پھر لوگ کیوں یہ رشوت لیتے ہیں۔ اور بھی بہت سے بڑے کاموں مثلاً شراب، چوری، اغوا، وکیتی وغیرہ سے "مرکز ملت" نے لوگوں کو منع کیا ہوا ہے۔ پھر ان جرائم سے لوگ کیوں ازکابا کرتے ہیں؟ ایسے ہی اگر حکومت کی وضعی (باقی رہتا ہے)

پرویز صاحب کی مذکورہ تحریر کا تجزیہ۔

(۱) تمکن فی الارض یعنی قرآنی حکومت قائم کئے بغیر نماز۔ نماز نہیں۔ محض رقم ہے۔

(۲) قرآن نے اقامتِ صلوة کا نتیجہ استخفاف فی الارض، (قرآنی حکومت) بتایا ہے۔

پرویز صاحب کی متضاد باتیں | ناظرین! غور کریں۔ پرویز صاحب کی دونوں باتیں

متضاد ہیں۔ اگر یہ باتیں قرآن کی ہوتیں۔ تو ان میں تضاد نہ ہوتا۔ باتیں آپ بناتے ہیں۔ اور قرآن کے ذمہ لگاتے ہیں۔ کہتے ہیں تمکن فی الارض قائم کئے بغیر نماز نہیں۔ مطلب یہ ہوا۔ کہ پہلے تمکن فی الارض قائم کرو۔ پھر نماز پڑھو۔ وہ نماز۔ نماز ہوگی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اقامتِ صلوة کا نتیجہ تمکن فی الارض ہے۔ یعنی نماز پڑھو تاکہ تمکن فی الارض قائم ہو۔ اب پرویز صاحب سے پوچھئے کہ دونوں کاموں میں سے پہلے کون سا کام کریں۔ تمکن فی الارض، قائم کریں اور پھر نماز پڑھیں۔ یا پہلے نماز پڑھیں اور بعد میں

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰۵) نماز لوگ پڑھیں گے۔ تو وہ نمازیں کس طرف لوگوں کو نشان اور منکر سے روک دیں گی؟ پرویز صاحب! مسلمانوں کے عقائد اور اعمال میں شکوک اور سفہات پیدا کریں۔ ان کے سامنے وہ نمازیں بھی پیش کریں۔ جن کے پڑھنے سے مسلمان فرشتے بن جائیں۔ آپ کی تمام تبلیغ اور دعوت تخریبی ہی تخریبی ہے۔ تعمیری نہیں

تمکن فی الارض قائم کریں ؟ اور اگر وہ کہیں۔ کہ پہلے نماز قائم کرو۔ تاکہ نتیجہ میں تمکن فی الارض قائم ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ بقول ان کے بغیر تمکن فی الارض کے نماز قائم کرنا ممکن ہی نہیں پھر کس طرح نماز قائم کریں۔ اور اگر پرویز صاحب کہیں۔ کہ پہلے تمکن فی الارض قائم کرو۔ تاکہ اقامتِ صلوٰۃ ممکن ہو تو جواب یہ ہے۔ کہ بقول ان کے اقامتِ صلوٰۃ کا نتیجہ تمکن فی الارض ہے۔ اس لئے بغیر اقامتِ صلوٰۃ کے تمکن فی الارض قائم کرنا ناممکن ہے۔

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا

جو یہ ٹانگا تو وہ ادھر جاوہ ٹانگا تو یہ ادھر

سائٹیفک اسلام | دیکھا۔ کتنا سائٹیفک اسلام پیش کیا ہے پرویز صاحب نے ؟ مسلمانوں کی

نمازیں بے کار اور رسی ہیں۔ اس لئے کہ ان سے تمکن فی الارض یعنی قرآنی حکومت قائم نہیں ہوئی۔ قرآنی حکومت کس طرح قائم ہوگی ؟ اقامتِ صلوٰۃ سے ! کیسے قائم کریں وہ نماز ؟ انتظار کرو۔ پرویز صاحب پر "وحی" نازل ہوئے۔ وہ امامِ وقت بن لیں۔ پھر ان کی وضعی نماز پڑھنا۔ وہ نماز پڑھتے ہی قرآنی حکومت منصفہ شہود پر آجائے گی۔

دیدنی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را !

چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

نمازوں سے استخفاف فی الارض ! | پرویز صاحب ایک

مفروضہ خود گھڑتے ہیں۔ پھر اسے قرآن کی طرف نسبت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی نمازوں کا استخفاف کرنے کے لئے اوپر لکھتے ہیں۔ قرآن نے اقامتِ صلوٰۃ کا فطری نتیجہ استخفاف فی الارض بتایا ہے؛ لیکن استخفاف فی الارض کے متعلق آیت نہیں لکھی۔ صرف زبانی کام جہلایا ہے۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔ سورہ حج میں دیکھو۔ کس قدر واضح، الفاظ میں کہا گیا ہے۔ کہ جب ہم ان لوگوں کو جو قرآنی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن فی الارض عطا کریں گے۔ تو وہ الصلوٰۃ کو قائم کریں گے۔ اور الزکوٰۃ کا انتظام کریں۔ (سلیم کے نام ص ۱۱)

یہاں بھی پروریز صاحب نے آیت نہیں لکھی اپنی مرضی کا ترجمہ لکھ دیا ہے۔ عادتہ المسلمین کیا جائیں۔ کہ آیت کیا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ اور پروریز صاحب کیا مطلب بتاتے ہیں؟

اب ہم سورہ حج کی پوری آیت لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔
 الَّذِينَ إِذْ مَكَثْتُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ
 وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَنُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ
 الْمُنْكَرِ ۗ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (پس)

یہ لوگ (یعنی مشرک شروک کے مسلمان ہیں تو مظلوم لیکن) اگر حاکم وقت بنا کر، ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں۔ تو (اچھے ہی اچھے کام کرنے)

یعنی، نمازیں پڑھیں گے۔ اور زکوٰۃ دیں گے۔ اور
 (لوگوں کو) اچھے کام کے لئے کہیں گے اور بُرے
 کاموں سے منع کریں گے اور سب چیزوں کا انجام کار
 خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ (مولانا حافظ نذیر احمد خان دہلوی)
 وہ لوگ کہ اگر قدرت دیں ہم ان کو بیچ زمین
 کے (تو) قائم رکھیں نماز کو، اور دیں زکوٰۃ کو اور
 حکم کریں ساتھ بھلائی کے اور منع کریں نامعقول
 سے اور واسطے اللہ کے ہے آخر سب کاموں کا۔
 (شاہ رفیع الدین)

یہ لوگ ایسے ہیں۔ کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت
 دے دیں۔ تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی،
 کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور (دوسروں کو بھی) نیک
 کاموں کے کرنے کو کہیں۔ اور بُرے کاموں سے،
 منع کریں۔ اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے
 اختیار میں ہے۔ (مولانا اشرف علی)

آیت کا مطلب آپ نے سمجھ لیا۔ کہ اللہ تعالیٰ شروع
 شروع کے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کے متعلق اپنے علم
 غیب سے خبر دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ ایسے مخلص اور نیک
 ہیں۔ کہ اگر ہم نے ان کو زمین کی حکومت عطا کر دی۔ تو
 حاکم اور بادشاہ ہو کر خدا کے باغی اور سرکش نہیں بن جائیں
 گے۔ خدا کی زمین میں فساد اور بربادی نہیں پھیلانے لگے

بلکہ خود بھی نمازیں پڑھیں گے۔ زکوٰۃ دیں گے۔ اور دوسروں کو بھی نیک کاموں کا حکم دیں گے۔ اور بُرے کاموں سے منع کریں گے۔ یعنی خدا کے عابد، نیک بندے بنے رہیں گے اور دوسروں کو بھی اسلام کی تبلیغ کریں گے۔

لیکن پرویز صاحب اس آیت کی تہیید اور ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ کہ اقامت صلوة بغیر تمکن فی الارض یعنی کسی خطہ زمین میں قرآنی حکومت قائم کئے بغیر ناممکن ہے۔ سورہ حج میں دیکھو۔ کس قدر واضح الفاظ میں کہا گیا ہے۔ کہ جب ہم ان لوگوں کو جو قرآنی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں تمکن فی الارض عطا کریں گے۔ تو وہ الصلوة کو قائم کریں گے اور الزکوٰۃ کا انتظام کریں گے۔

یہاں پرویز صاحب نے حدیث سے ثابت شدہ نمازوں سے نفرت دلانے کے لئے اور ان کو محض رسمی قرار دینے کے لئے دھوکے اور فریب سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں اقامتِ صلوة قرآنی حکومت قائم کئے بغیر ناممکن ہے۔ یہ پرویز صاحب کا ہذیان (Raving) ہے۔ مذکورہ آیت میں جن مسلمانوں کے متعلق خدا نے کہا ہے۔ کہ اگر ہم نے ان کو حکومت دی۔ تو تخت و تاج کے مالک ہو کر بھی یہ اللہ کے ہی رہیں گے۔ یعنی آج عزیت اور افلاس میں ہی نمازیں نہیں پڑھ لے رہے ہیں۔ بلکہ بادشاہ بن کر بھی یہ نماز قائم رکھیں گے۔ اور زکوٰۃ دیں گے اور دنیا میں اسلام پھیلائیں

گے۔ پھر یہ لوگ واقعی خدا کی خبر کے مطابق بادشاہ بنے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ تو ان مسلمانوں کو استخلاف فی الارض حاصل ہوا۔ تو کیا ان مسلمانوں نے استخلاف فی الارض (حکومت) حاصل کرنے کے بعد ہی نماز قائم کی تھی۔ پہلے تیس برس تک (حضورؐ کی حیات اقدس میں) نماز نہیں پڑھتے تھے؛ ضرور پڑھتے تھے۔ تو پھر پرویز صاحب کا یہ کہنا ہزیان نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ بغیر استخلاف فی الارض کے نماز قائم کرنا ناممکن ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیثی نمازوں کو بے وقعت بنانے اور پڑھے لکھے شریف لوگوں کو ان سے نفرت دلانے کے لئے پرویز صاحب قرآن کے نام پر یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ کہ بغیر قرآنی حکومت قائم کئے اقامتِ صلوٰۃ ناممکن ہے۔ اور ناممکن ثابت کرنے کے لئے سورہ حج کی آیت کے حوالے سے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ آیت اوپر درج کر دی گئی ہے۔ پرویز صاحب سے پوچھئے۔ اس کے ترجمے میں آپ نے جو یہ لکھا ہے۔ "جب ہم ان لوگوں کو جو قرآنی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں" یہ کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ یہ کس لفظ کا ترجمہ نہیں۔ نفس کی شرارت ہے۔ غرض مذکورہ آیت کا یہ ترجمہ بیان کرنا کہ قرآنی حکومت کے بغیر اقامتِ صلوٰۃ ناممکن ہے۔ مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے۔ — حدیث سے ثابت شدہ نمازوں سے باز رکھے

کی سعی ناکام ہے۔ اور یا بے علمی اور جہالت ہے سے

رہبر بنے ہیں راہزن یارب تری دہائی !!

منزل پہ ٹٹ رہا ہوں تاروں کی روشنی میں

اچھا اگر بھولوں پرویز صاحب بغیر قرآنی حکومت کے اقامت

صلوٰۃ ناممکن ہے۔ تو یہاں پاکستان میں قرآنی حکومت تو ابھی

قائم نہیں ہے۔ پھر ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو کیا

نماز نہیں پڑھنی چاہیے؟ اور انتظار کرنا چاہیے۔ کہ جب قرآنی

حکومت ہوگی۔ اس وقت نماز پڑھیں گے۔ کچھ تو کہیے۔ کہ

چودھویں صدی کے یہ مفسر قرآن کیا کہہ رہے ہیں سے

تیرے فریب وعدہ سے گھبرا گیا ہوں میں

وعدہ وہ کر سکونِ تمنا کہیں جسے !

نمازوں کے متعلق شک و شبہ پیدا کرنا | پرویز صاحب کی

تحریر آپ اوپر پڑھو

آنے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ سورہ بقرہ میں دیکھو۔ اقامتِ صلوٰۃ

اور ایٹائے زکوٰۃ کا لازمی نتیجہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ لا خوف

علیہم ولا ہم یحزنون۔ کہ ان لوگوں پر جو نظامِ صلوٰۃ و

زکوٰۃ قائم کریں گے۔ کسی قسم کا خوف و حزن نہیں ہوگا۔ ذرا

سورہ بقرہ کی وہ آیت کیوں نہیں لکھی؟ گوں مول بات کرنی دین کے معاملہ

میں نامناسب ہے۔ بغیر آیت لکھے اس کا حوالہ بھی خود ہی دینا۔ خود ہی من گھڑت

ترجمہ کرنا اور آپ ہی نتیجہ نکال کر موام کے سامنے رکھنا اپنے دعوے اور

موقف کو کمزور کرتا ہے۔

غور کرو۔ کہ کیا ہماری نمازیں اور اڑھائی فی صدی والی زکوٰۃ یہ نتیجہ پیدا کر رہی ہے۔“

پرویز صاحب حدیثوں سے ثابت شدہ نماز اور زکوٰۃ کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑھے ہوئے ہیں۔ تقریباً چودہ سو سال سے جو اسوۂ رسول امت ہیں راجح ہے۔ عبادات کے جس طریقہ محمدیؐ پر امت عامل ہے۔ پرویز صاحب اس کو بدلنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی نظر سے نماز اور زکوٰۃ کی وقعت گرانے اور نماز میں شک و شبہ پیدا کرنے کی غرض سے کہتے ہیں۔ کہ جب نمازوں کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے خوف اور حزن دور نہیں ہوتا۔ تو وہ نمازیں اور زکوٰۃ کس کام کی۔ اگر نمازیں صحیح ہوتیں۔ تو مسلمانوں کو خوف و حزن نہ ہوتا۔ لہذا موجودہ نمازیں اور اڑھائی فی صدی والی زکوٰۃ بے نتیجہ۔ بے ثمر ہے۔ پرویز صاحب کا یہ گمراہ کن مفروضہ خالص طبع زاد ہے۔

ہم اس سے پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ کہ نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور دوسرے نیک کام کرنے سے یہ الزام نہیں آتا۔ کہ صالح اور نیک آدمیوں کو دنیا میں کسی قسم کا خوف اور حزن (GRIEF) نہ ہو۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ سونی صدی آخرت سے متعلق ہے۔ کہ نیک اعمال کرنے والوں کو آخرت میں کچھ رنج و ملال اور خوف و غم نہ ہوگا۔ باقی رہا دنیا کی زندگی کا حال۔ تو اس عالم کون و فساد

میں انبیاء، صلحاء اور اولیاء اللہ کو ضرور غمزدہ و خوف و حزن
 ہم و غم اور رنج و ملال پہنچا ہے۔ لیکن یہ رنج و ملال اور
 مصائب و آرم ان کے پائے ثبات کو نہیں ہلا سکے۔ تکالیف
 اور مصائب کے سیلاب اٹھ کر آئے اور مقربانِ بارگاہ
 ایزدی کی چٹانِ ایمان سے ٹکرا ٹکرا کر مٹ گئے۔ ان پر
 خوف و حزن کی آندھیاں چلیں۔ بادل گرجے، بجلیاں پھیں،
 لیکن اقامتِ صلوة، ایتائے زکوٰۃ، اقتتالِ اوامر اور یاد
 اپنی کی بدولت ان والوں کو عبادت سے غافل اور مست
 نہ کر سکیں!

انبیاء علیہم السلام اور خوف و حزن

یہ بات قرآن کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ قرآن
 مجید کے اندر متعدد انبیاء علیہم السلام کا ذکر موجود ہے کہ
 وہ خوف و حزن سے تازیت دو چار رہے۔ شبلی نے
 میں ان پر کیا جیتی۔ یہاں تک کہ بہت سے انبیاء راہ
 خدا میں شہید کر دیئے گئے۔ اور ان انبیاء کے جانشینوں
 کو بھی اعلیٰ کلمۃ الحق کے "جرم" میں موت کے گھاٹ
 اتار دیا گیا۔ دنیوی امور سے ان علیہم السلام کی تیرہ سالہ
 زندگی دنیا کے ساتھ ہے۔ کہ جس قدر سیدالاسلامین
 اللہ علیہم السلام کو حزن و غم نے کیرت رہا۔ اور یہ لوگ
 آپ پر ایمان لائے۔ اللہ کے اندر ان کو جاننے کے

لائے پڑے رہے۔ جس قدر تکالیف اور مصائب اور رنج و
 ملال جناب سرور کائنات اور آپ کے صحابہؓ کو پہنچا ہے۔
 قیامت تک کسی کو اس کا تصور بھی نہیں آ سکتا۔ ظاہر
 ہے کہ رسولِ خدا اور صحابہ سے بڑھ کر نماز پڑھنے والا اور
 خیرات کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ پھر حضورؐ اور صحابہ
 پر ہم و غم اور مصائب ضرور آئے۔ خود خدا کہتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ - (پ) ہم تم کو ضرور ضرور
 خوف کے ساتھ آزمائیں گے۔ معنی تم پر خوف کی حالتیں
 ضرور آئیں گی۔ چنانچہ آئیں۔ پرویز صاحب کتنے قرآن سے
 بے علم ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ ان لوگوں پر جو صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو
 قائم کریں گے۔ دنیا میں کسی قسم کا خوف و حزن نہیں
 ہوگا۔ کیا ہماری نمازیں اور اڑھائی فی صدی والی زکوٰۃ یہ
 نتیجہ پیدا کر رہی ہیں؟

دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام جو خدا کے پیغمبر ہیں۔
 کیا کہتے ہیں :-

إِنَّمَا أَشْكُوا بَثْنِيَّ وَحُزْنِيَّ إِلَى اللَّهِ - (پ) ع

سوائے اس کے نہیں کہ میں اپنی بے قراری اور

غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں :-

پرویز صاحب! دیکھئے! یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام

کو حزن پہنچا ہے، جسکا شکوہ اللہ سے کرتے ہیں۔ کہتے

ان حضرت یعقوب علیہ السلام کی نماز اور دیگر اعمال

معاذ اللہ بے ثمر ہی رہے۔ کہ وہ اپنی نمازوں اور زکوٰۃ کے نتیجہ میں حزن سے نہ بچے۔

غور کریں، نیک اور عابد لوگ جب بہشت میں داخل ہوں گے، تو کہیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ (پہلے)

اور بہشتی کہیں گے۔ سب تعریف واسطے اللہ کے

ہے۔ جس نے دُور کیا ہم سے حزن یعنی غم۔

معلوم ہوا۔ یہ بہشتی لوگ۔۔ نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ

دینے والے اور دوسرے نیک اعمال کرنے والے دنیا میں حزن میں تھے۔ جب ہی تو بہشت میں جا کر خدا کا شکر کرتے

ہیں۔ کہ حزن (غم) سے نجات پائی۔ معلوم ہوا۔ کہ لاخوف علیہم

ولا هم یحزنون۔ پورا پورا آخرت سے متعلق ہے۔ ضروری

نہیں کہ بہشتیوں کو دنیا میں غم نہ پہنچے۔ اب پرویز صاحب

کا یہ مفروضہ کتنا باطل نکلا۔ کہ اقامت معلوۃ اور ایسے زکوٰۃ

کا لازمی نتیجہ قرآن نے لاخوف علیہم ولا هم یحزنون بتایا

ہے۔ یاد رہے کہ قرآن نے نہیں بتایا ہے، بلکہ پرویز صاحب

نے آپ گڑا اور وضع کیا ہے۔ اور دیدہ دلیری اور بے خوفی

سے قرآن کے ذمہ لگایا ہے۔ قرآن نے ہرگز نہیں بتایا۔ کہ

نمازیوں اور نیک لوگوں کو دنیا میں رنج اور غم نہیں پہنچے گا۔

کچھ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد

میں شریک ہونے کے لئے سواری لینے آئے۔ انہوں نے پاس

سواری وغیرہ نہ بھتی۔ آپ نے فرمایا۔ تم واپس گھروں کو چلے جاؤ۔ وہ لوگ غم اور حزن میں ڈوب کر گھروں کو لوٹے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَوَلَّوْا وَاَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يَنْفِقُوْنَ . (نپ ۱۸)

وہ لوگ لوٹ گئے۔ اور ان کی آنکھیں بہتی تھیں آنسوؤں سے بسبب غم کے کہ ان کے پاس، خرچ کے لئے کچھ نہ تھا۔

پرویز صاحب! یہاں بھی صحابہؓ کو حزن پہنچا۔ حالانکہ نماز قائم کرنے والے تھے! اور سنیے۔

وَ اَوْحَيْنَا اِلَىٰ اِمْرَاةِ مُوسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَنْقِطِيْ فِي الْيَمِّ وَاَلَا تَمْنَانِيْ وَاَلَا تَحْذَرِيْ
اِنَّا سَادُوْا اِلَيْكَ وَجَاعِلُوْا مِنَ الْاٰهْسَابِيْنَ

(نپ ۴)

اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا۔ کہ تم ان کو دودھ پلاؤ۔ پس جب ڈرے تو اس پر، پس ڈال دے اس کو دیا میں اور مت ڈر اور مت غم کھا تحقیق ہم پھرنے والے ہیں اس کو تیری طرف، اور کرنے والے ہیں اس کو رسولوں سے۔

پرویز صاحب! یہاں موسیٰ کی والدہ کے لئے خوف حزن کے الفاظ آئے ہیں۔ تو کیا فرق ہے آپ کا

کے نیک اعمال کے متعلق ؟

جنگ احد میں صحابہؓ کو خدا کہہ رہا ہے - فَأَثَابَكُمْ غَمًّا

پس پہنچا تم کو غم " (پطع ۷)

اب صحابہؓ کی نمازوں کا کیا بنا پرویز صاحب ! کہ ان

کو غم پہنچا ؟

تین صحابہؓ جو جنگ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے، ان

کے غم کے متعلق خدا کہتا ہے، صَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَمْرَضُ

بِنَا رَأْسَيْتُ وَمَاقَتْ عَلَيْهِمُ اَنْفُسُهُمْ - تنگ ہو گئی

ان پر زمین باوجود کشادگی کے، اور تنگ ہو گئیں ان پر

جائیں ان کی " (پطع ۳)

پرویز صاحب، ان کی نمازوں اور اڑھائی فیصدی والی

زکوٰۃ کا کیا بنا ؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا ہے، وَ قَتَلْتَ نَفْسًا

فَذَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ - اور مارا تھا تو نے ایک جان کو، پس

نجات دی ہم نے تم کو غم سے " (پطع ۱)

پرویز صاحب ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غم پہنچا، کیونکہ

ان کی نمازوں کا کیا انجام ؟

حضرت یونس علیہ السلام کو خدا کہتا ہے، فَاسْتَجَبْنَا لَكَ

وَ نَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ - پس قبول کیا ہم نے دعا سے یونس

کے اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے " (پطع ۱۰)

پرویز صاحب ! حضرت یونس کو دنیا میں باوجود نمازیں

پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے غم پہنچا۔ انکی نماز اور زکوٰۃ کا کیا بنا؟
 خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ
 السلام کو رسول بنا کر فرعون کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں پیغمبر
 خدا سے عرض کرتے ہیں۔ قَالَ سَاءَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اِنَّكَ يَفْرُطُ
 عَلَيْنَا۔ کہا دونوں نے، اے رب ہمارے تحقیق ہم ڈرتے

ہیں یہ کہ وہ زیادتی کرے ہم پر! (پلے ۱۱)

پرویز صاحب! خدا کے دو پیغمبر کہتے ہیں۔ خداوند! ہم
 خوف کھاتے ہیں۔ کہیے ان کی نمازوں کا کیا بنا! پرویز صاحب
 یہ حدیثیں بیان نہیں ہو رہی ہیں۔ قرآن ہے! اور قرآن
 میں اور بہت سی آیات ایسی ہیں۔ جن میں انبیاء اور نیک
 بندوں کے خوف اور غم کا ذکر ہے، اس دنیا کی زندگی میں
 معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو قرآن آتا ہی نہیں۔ جو یہ مولیٰ
 مولیٰ اور عام باتیں بھی آپ نہیں جانتے۔ اور مسلمانوں
 نمازوں اور ان کی زکوٰۃ کو محض اس لئے رسمی کہتے ہیں
 کہ باوجود نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ان کو خوف اور
 حزن کیوں پہنچتا ہے۔

پرویز صاحب کے خیال والے ایک آدمی ہمارے پاس
 آئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں زکوٰۃ دینے کے لائق ہوں۔
 کس طرح دوں کہ میرے ایک ہمایہ جو بڑے نیک، سادہ
 اور دیندار آدمی ہیں۔ ہمیشہ زکوٰۃ دیتے آئے ہیں۔ لیکن
 باوجود ہر سال زکوٰۃ دینے کے ان کا جوان لڑکا فوت ہوا

ہے۔ زکوٰۃ نے ان کو کیا فائدہ پہنچایا؟ پرویز صاحب بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ ہماری نمازیں اور اڑھائی فی صدی دانی زکوٰۃ یہ نتیجہ پیدا کر رہی ہے۔ یعنی کیا نماز اور زکوٰۃ مسلمانوں کے خوف و حزن روک رہی ہے۔

عَد کتنی ظلمت ہے فضاؤں کے جلو میں رقصار

تیرہ سو سال سے اُمت کی حالت

یہ تو آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ پرویز صاحب اقامتِ صلوٰۃ بغیر قرآنی حکومت قائم کئے ممکن نہیں سمجھتے۔ پھر قرآنی حکومت کے قیام کے بغیر مسلمانوں کی نمازیں، زکوٰۃ اور دیگر عبادات بھی رسمی اور غیر دینی ہوئیں۔ اب سوال ہے کہ نزولِ قرآن کے زمانہ سے لے کر آج تک کبھی قرآنی حکومت دنیا کے کسی ملک پر قائم ہوئی ہے یا نہیں؟ پرویز صاحب نے یہ بھی فتویٰ دے دیا ہے کہ صرف رسولِ خدا سے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایسا نظام تشکیل ہوا تھا۔ اس کے بعد آج تک نہیں ہوا۔ ان کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

اس لئے سلیم! قوم میں بسیرہ پیدا کرنے کے لئے اگر نظام (قرآنی حکومت) کی ترویج ضروری ہے۔ پس میں اذکارِ فکرِ احتیاج سے بے گناہ ہوں جاؤں۔ اور اللہ اعلم بالصواب

ولا ہم یجزون کی فضا عام ہو جائے۔ ہم نے یہ نظام دیکھا نہیں، لیکن تاریخ بتاتی ہے، کہ یہ نظام حضور رسالت مآب کے ہاتھوں تشکیل ہوا۔ اور حضرت عمر کے زمانے میں پروان چڑھا۔ پھر یہ نظام باقی نہ رہا۔ لیکن لوح زمانہ پر اس کی یادگار اب تک منقوش ہے۔ رسیم کے نام سے۔

پرویز نے لڈیا ہی ڈبوری | قارئین کرام! دیکھ لیا آپ نے کہ پرویز صاحب نے صاف کہا

دیا ہے کہ حضور نے نظام کی تشکیں فرمائی۔ اور حضرت عمر نے پروان چڑھایا۔ پھر یہ نظام قائم نہ رہا۔ یعنی حضرت عمر کے وقت سے لے کر آج تک قرآنی نظام قائم نہیں ہوا۔ تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ تیرہ سو سال کے تمام مسلمانوں کی نماز نامکن، رسی، رواجی اور بے نتیجہ رہی ہے۔ اور ایسے ہی اٹھائی فی صدی والی زکوٰۃ بھی بے اثر۔ گویا پرویز

(لے حاشیہ) پرویز صاحب دنیا میں کوئی فرد فکر احتیاج سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ تمدنی اور سماجی زندگی میں باہمی اشتراک اور تعاون سے وقت گزرتا ہے

حضرت شیخ سعدی کا ارشاد آپ کو یاد نہیں ہے۔ آنا کہ غنی تر اند محتج تر اند !
یعنی حضور نے نظام کی شکل بنائی۔ عملاً تکمیل نہ کی۔

کہ حضرت عمر نے نظام کو پروان چڑھایا۔ مکمل کیا۔ نظام کابس چلتا۔ تو یہ بھی کہہ دینا۔ کہ حضور قرآن امت کو صرف اس لئے دے گئے تھے۔ کہ ہاتھوں لاکھ پرویز تک پہنچ جائے۔ اور وہ اس کی تشریح کر کے قرآنی نظام قائم کرے اور درمیان کی تیرہ سو سالہ امت قرآن نا آشنا رہے۔

نے ساری امت کے اعمال کو رسمی اور رٹکارا قرار دے دیا ہے۔ صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ہزاروں ائمہ دین - محدثین، فقہاء، اولیاء اللہ اور تیرہ سو سال کے تمام صاحبینِ ظلمت میں رہے ہیں۔ نہ ان کی نمازیں درست، نہ زکوٰۃ اور نہ دوسری عبادات بر محل۔ پھر یہ سب فتوے بازی - محض قیاس آرائی ہے۔ نچیلی نکتے ہیں۔ کوئی ثبوت قرآن سے ہرگز نہیں! باطل نہیں!

پروردگار صاحبِ نکتے ہیں۔ اسی

قرآنی نظام پر وزیر بناؤ گے

قرآنی نظام کی طرف دعوت

فکر میری زندگی کا مقصود ہے۔ چونکہ عام مسلمانوں کی نگاہوں سے اس کا تصور یکہ ادھیل ہو چکا ہے۔ اس لئے اسے از سر نو سامنے لانے کے لئے بڑی کاوش درکار ہے۔ جب

۱۷ چالیس برس قرآنی نظام قرآنی نظام پھارتے ہوئے گزر گئے۔ لیکن ابھی تک آپنے یہ نہیں بتایا۔ کہ قرآنی نظام کے بموجب نمازیں کتنی ہیں۔ نماز کی ہیئت کیا ہے۔ اس میں پڑھنا کیسا ہے۔ اس کا طریقہ کیا ہے۔ من کے کہنے ہیں اس میں کیا ہے۔ اس کے مناسک کیا ہیں۔ زکوٰۃ کس کس منیر پر دینی آتی ہے۔ مال کا انصاف کیا ہے۔ روزہ کی تعریف اور اس کے مسائل، پیرا اخلاقیات، عمرانیات، سیاسیات، عبادات، اور تعزیرات کی تفصیل برائے قرآن کیا ہے۔ آخر وہ قرآنی نظام جھے آپ عمداً نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ہے کیا؟ پروردگار صاحب! میدانے قلم کے رقص ورامش کا نام قرآنی نظام نہیں ہے۔

اس کا تصور عام ہو جائے گا۔ تو پھر اسے عملاً متشکل کرنے
 کا دلولہ بھی پیدا ہوگا۔ (سلیم کے نام ص ۲۳)
 تیرہ سو سال سے ساری امت کو قرآنی نظام نہیں سوتے
 جس سے امت محروم رہی ہے۔ اے پرویز صاحب عملاً متشکل
 کریں گے۔ نہ نو من میں آئیگا، نہ رادھا ناچے گی! ابھی تک
 تو پرویز صاحب مسلمانوں کو قرآنی نظام والی نماز نہیں بتا
 سکے اور کیا کریں گے سے

ہے سبزہ زار ہر درودیوار غم کدہ!

جس کی بہار یہ ہو پھر اس کی خزاں نہ پوچھ

اسلامی نظام کبھی قائم نہیں ہوا | پرویز صاحب کی گوہر
 افشانی آپ پیچھے

پڑھ آئے ہیں۔ کہ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ یہ نظام حضور
 رسالت مآبؐ کے ہاتھوں متشکل ہوا۔ اور حضرت عمر کے زمانے
 میں پروان چڑھا۔ یہ تو سلیم کے نام لکھ کر اسے گمراہ کیا۔
 لیکن پھر خیال کیا۔ کہ اسلامی نظام تو میرے سے میں نے
 بنانا ہے۔ اس کا سہرا تو میرے سر ہے۔ کیوں کہا جائے
 کہ اسلامی نظام کبھی قائم ہوا ہے۔ چنانچہ پھر ایک فرضی

اے پرویز صاحب! آپ نے لکھا ہے۔ یہ نظام حضور رسالت مآبؐ کے ہاتھوں
 متشکل ہوا۔ اور آپ اب اسے عملاً متشکل کریں گے۔ گویا حضور نے اس نظام
 کی صرف شکل پیش کی ہے۔ اور پرویز اس کو عمل میں لائے گا۔

خطِ طلوعِ اسلام میں چھاپ کر یہ لکھ مارا: جس کا ذکر
قرآنی فیصلے میں ہے۔

اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا۔ اس کے بعد
ختم ہو گیا۔ اگر یہ نظام صداقت پر مبنی تھا۔ اور اس میں
آگے بڑھنے کی صلاحیت تھی۔ تو یہ ہمیشہ کے لئے کیوں
قائم نہ رہا۔ اور آج تک کہیں بھی قائم نہیں ہوا۔
(قرآنی فیصلے)

قارئین کرام غور کریں۔ کہ قرآن مجید رسولِ خدا ﷺ سے اللہ
علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ صحابہ کی زندگی میں اترا۔ حضور ﷺ نے
اس پر عمل کیا۔ اور صحابہ کے طریقے کے مطابق صحابہ نے
بھی عمل کیا۔ اسلامی نظام کے بین مطابق وہ دور ہمالیوں
گزرا۔ لیکن دودھ دہن پرویز پڑھے لکھے۔ انگریزی جانتے
والے۔ مہذب اور کلچرڈ مسلمانوں کو "طلوعِ اسلام" کے
فریضے یہ کہہ کر یا کہلوا کر رسولِ خدا ﷺ سے اللہ علیہ وسلم کے

نہ پرویز صاحبِ طلوعِ اسلام میں فرضی خط چھاپ کر مسلمانوں کو محمدی
اسلام سے بدظن کرتے ہیں۔ اگر خط واقعی کسی نے لکھا تھا تو اس کا نام دور
پورا پتہ دیا ہوتا۔ ایسے خطوط خود نوشت ہوتے ہیں۔ اور انہیں لوجھالوں کے
دل کی آواز ظاہر کر کے گوں گوں دیا جاتا ہے۔ برائے نام تردید بھی کر
دی جاتی ہے۔ اور تائید بھی۔ تاکہ مائیکر اسلام کے بارے میں شوک پیدا
ہوں۔ چنانچہ اس فرضی خط کا مضمون ان کے اپنے الفاظ میں بھی موجود ہے۔

لائے ہوئے اسلام سے بدظن کرتا ہے۔ کہ اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا۔ وہ چند دنوں کے لئے قائم ہوا۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قائم ہوا وہ کیسا تھا؟

اگر یہ نظام صداقت پر مبنی تھا۔ اور اس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت تھی۔ تو یہ ہمیشہ کے لئے کیوں قائم نہ رہا۔ اور آج تک کہیں قائم نہیں ہوا۔

گویا چند دنوں کے لئے جو اسلامی نظام حضور اکرم کی زندگی میں قائم ہوا۔ وہ صداقت پر مبنی نہیں تھا۔ اگر صداقت پر مبنی ہوتا۔ تو آگے بڑھتا۔ ہمیشہ کے لئے قائم رہتا۔ تو بقولِ پرویز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی مبنی بر صداقت قرآنی نظام نہیں بنا سکے۔ پڑھے لکھے مسلمانوں! پرویز کی داد دینے والے بھولے بھائیو! خدا را غور کرو! کیا آپ کا ایمان اور انصاف یہ ماننے کو تیار ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآنی نظام مبنی بر صداقت نہ بنا سکے۔ یوں کہیے۔ کہ قرآن پر عمل نہ کر سکے۔

ذہبیہ حاشیہ ص ۱۳۳) دیکھتے ہیں۔ یہ نظام حضور رسالت مآب کے ہاتھوں متشکل ہوا۔ اور حضرت عمر کے زمانے میں پروان چڑھا۔ پھر یہ نظام باقی نہ رہا سلیم کے نام سے اور یہی چیز فرضی خط میں موجود ہے۔ "اسلامی نظام چند دنوں کے لئے قائم ہوا۔ اس کے بعد ختم ہو گیا" (قرآنی فیصلے)

صحابہ کی زندگی بھی صحیح قرآنی نظام کے مطابق نہ گزری۔
اب بھی آپ پر ویزہ کو اپنے زمانے کا سب سے بڑا گمراہ اور
خود سر نہ مانیں۔ تو آپ کے انصاف پر حرف اُٹے گا۔ کیا
آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے رسول
مانتے ہیں؟ ہاں آپ ضرور مانتے ہیں۔ پھر آپ یہ بھی
مانتے ہیں۔ کہ قرآن حضور الٰہی پر اترا تھا، ہاں ضرور اترا
تھا۔ پھر آپ یہ بھی ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآنی کی سمجھ
اس کا مفہوم، مطلب اور نظام بنانے کا طریقہ اور توفیق سب
کچھ خدا نے آپ کو عطا کر رکھا تھا۔ ٹھیک، لیکن پرویز
کہتا ہے۔ کہ چند دنوں کے لئے جو نظام قائم ہوا۔ وہ
یعنی برصداقت نہ تھا۔ اس میں لئے بڑھنے کی صلاحیت
نہ تھی۔ اور آج تک کہیں بھی قائم نہیں ہوا۔ آپ اپنے
ایمان اور انصاف سے پوچھ کر بتائیں۔ کہ حضورؐ بھی اگر
قرآن کو نہ سمجھ سکے۔ قرآنی نظام یعنی برصداقت نہ بنا
سکے۔ تو اور کون بنائے گا؟ آپ کہیں نہ کہیں۔ لیکن پرویز
پکار پکار کر کہتا ہے۔ کہ قرآنی نظام اب میں بناؤں گا۔
یعنی برصداقت نظام نہ حضورؐ بنا سکے۔ نہ صحابہؓ نہ ساری
امت میں سے آج تک کوئی اور بنا سکا۔ اب پرویز
بنائے گا۔

بدن چکا ہے، بدلتا ہے، اور بدلے گا
بہت سے رنگ یہ چرخ ستیزہ کار ابھی

تیرہ سو سال پہلے کا دورِ وحشت | فرضی خط کے ہاتھوں زہر
ہماہل کا ایک اور چھلکتا

جام لیجئے :-

آپ اپنی قوم کے دامن کو پکڑ کر آج سے تیرہ سو
سال پہلے کے دورِ وحشت کی طرف گھسیٹ رہے
ہیں۔ (قرآنی فیصلے)

پڑھے لکھے مسلمان بھائیو! آپ خوب جانتے ہیں اور آپ
کا ایمان بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ کہ سب زبانوں سے
بہتر زمانہ جناب سیدالکونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ہی تھا۔ جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔ رحمتِ عالم
اپنے عمل سے اس کے نور کو پھیلا رہے تھے۔ آپ کے
جاں نثار صحابہؓ اسوہٗ پاک کی مشعلیں اٹھائے دیار و امصار
کی ظلمتیں مٹا رہے تھے۔ بدی مٹ رہی تھی اور نیچی بڑھ رہی
تھی۔ صدیوں سے کفر، شرک، بے حیائی، بدکاری، اغوا، ڈکیتی
چوری، خیانت، جھوٹ، فریب، زنا، شراب خوردی جو لوگوں کی
رگ رگ میں رچی ہوئی تھی۔ رحمت للعالمین کے دور
مبارک میں، سب کا ایصال ہو گیا۔ جو لوگ پہلے جہنم کے

سے یہ مذکور فرضی خط کا حصہ ہے۔ کہ خط لکھنے والے کا کوئی نام اور پتہ نہیں
بالواسطہ اپنی ہی عبارت کو دھرایا ہے۔ اور "طلوع اسلام" پڑھنے والے نوجوانوں کے
دل کی دھڑکن اور آواز سے تعبیر کیا ہے۔

گڑھے پر کھڑے تھے۔ جیسا کہ قرآن کہتا ہے۔ **كُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ (پکی) تم دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے۔** یعنی دوزخ میں گرنے ہی والے تھے۔ صرف موت آنے کی دیر تھی۔ **فَانقَذَٰكُمْ مِّنْهَا۔** پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا۔ یہ حضورؐ ہی کے دور ہمایوں کا ذکر قرآن کر رہا ہے۔ کہ جو لوگ جہنم میں باکل گرے ہی چاہتے تھے۔ وہ بہشتی بن گئے۔ یہ سوا لاکھ صحابہؓ ہی تو تھے۔ جو حضورؐ سے قبل دوزخ کنارے پر تھے۔ پھر ان ہی کے متعلق خدا نے فرما دیا۔ **رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔** خدا ان پر راضی ہو گیا۔ یہ ہے حضورؐ النورؐ کا دور ہمایوں۔ پاک زمانہ قرآنی نفاذ اور سیدالانبیاء کے کردار کا دور۔ لیکن اس دور مقدس کو پرہیز دوس وحشت کہتا یا کہلونا ہے۔ کہ آپؐ اپنی قوم کے دامن کو پکڑ کر آج سے تیرہ سو سال پہلے کے دور وحشت (THE PERIOD OF SAVAGNESS) کی طرف گھسیٹ رہے ہیں۔

مجم اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرتے۔ صرف مسلمانوں سے اتنی اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ آپؐ ہی فیصلہ کریں۔ کہ جو شخص حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانے کو دور وحشت کہتا یا کہلونا ہے۔ اس کا کچھ بھی متعلق — خدا سے، اس کے رسولؐ سے، قرآن سے، مسلمانوں سے

لہذا اس صلوح اسلام کے قارئین کے تاثرات جو پوزیٹیو مزیدوں کا نتیجہ ہیں۔

سے باقی رہ جاتا ہے ؟ افسوس !

شیشے سے بغل میں پنہاں ہے !

اور پھر بھی دعوے ہے پارسائی کا !

نبوت محمدؐ کی منسوخی | ماجی اسلام پرویز صاحب نے ایک اور زہر آلود مشروب پیش کیا ہے کہ

تاک ختم نبوت کے معنی ساری امت نے یہی سمجھے ہوئے ہیں

کہ حضور سرور کائنات کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبی

کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ کی نبوت کا مہر نیروز تا نور نیرتین

ضیا بار رہے گا۔ قیامت تک حضور کی نبوت ہی کام دے

گی۔ لیکن پرویز نے جو معنی ختم نبوت کے کئے ہیں۔ آپ سر

کہ سرپیٹ کر رہ جائیں گے۔ سینے۔ حضور کی ختم نبوت

کے معنی یہ ہیں۔ کہ جس حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہو گئی۔ اور اس کے

نبوت محمدیہ جاری ہوئی۔ اسی طرح حضور کی نبوت حضور

وفات پر ختم ہو گئی۔ نبوت کے حکم احکام ختم ہو گئے۔

اس کی جگہ مرکز مدت نے لے لی۔ ہر زمانے کا مرکز ملت

(حکومت) رسول اللہ کا کام کرے گا۔ نظام کے دماغ

داد دو۔ کہ اس نے ختم نبوت کا وہ مطلب بتایا ہے جب

پر عزازیں بھی محو جبرت ہے۔

پھر قرآن نا آشنا پرویز صاحب قرآن سے کوئی ثبوت

کوئی دلیل نہیں لاتے۔ خود ہی دماغ سے مفروضہ ، نظر

خیال ، تصور گھڑ لیتے ہیں۔ اور سادہ دل تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے خانہ ساز اصطلاحوں کے ساتھ ، الفاظ کی بندش سے پیش کر دیتے ہیں۔ اور درمیان میں قرآن ، قرآن۔ نظام قرآن ، مرکز ہدایت کے الفاظ قاری پر رعب ڈالنے کے لئے لے آتے ہیں۔ اور زخرف القول (PLATED WORD) کا سراب (THE MIRAGE) دکھا کر تشنگانِ ہدیٰ کو الحاد کے متعفن آبِ کیر کی حریفوں سے جاتے ہیں۔

رسول کی ذات میں شخصیت اور تصویریت دونوں یکجا ممزوج ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ نبوت شخصیت کی مظہر ہوتی ہے۔ اور رسالت ایڈیالوجی کی نقیبہ ، نبی اکرم کے بعد نبوت (شخصیت) ختم ہو گئی۔ اور رسالت (ایڈیالوجی) باقی رہ گئی۔ اس لئے اب انقلابات کا مدار رسالت پر تھا۔ نہ کہ شخصیتوں پر۔ ایڈیالوجی حروف و نقوش کی شکل میں محض مجرد تصور ہوتی ہے۔ اس کی عملی صورت نظام کہلاتی ہے۔ لہذا یوں کہہ لو۔ کہ ختم نبوت کے بعد اشخاص کی جگہ نظام نے لے لی۔ اب دنیا میں افراد کی اہمیت نہیں رہی۔ اہمیت نظام کی ہو گئی۔

لے شخصیت اور تصویریت ، رسالت اور ایڈیالوجی کی بناءً زاد اسطراحیوں پر دیز صاحب کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں۔ قرآن نے ایسا کوئی نظریہ پیش نہیں کیا یہ رب جبرے سنت کے قتل اور اسوہ حسنہ کی تدفین کے لئے عالم اجناس نے پیش کئے ہیں۔ لے نظام کو چلائے گا کون ؟ لے امیرالمومنین یا امام وقت کی کوئی اہمیت نہیں۔

جو نظام بہتر ہوگا۔ امامت اسی کے حصہ میں آئے گی۔ نبوت ختم ہوگئی۔ لیکن رسالت^۲ صحیحہ قرآن کی شکل میں قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ (اسلم کے نام ص ۲۳۵)

پیراگراف مذکور آپ نے پڑھ لیا۔ دیکھا پرویز صاحب نے

اسوہ رسول^۳ (MODEL OF THE HOLY PROPHET) کردار مجرد کائنات کو مٹانے کے لئے آپ ہی چند اصطلاحیں وضع کر لی ہیں۔ رسول کے معنی شخصیت اور تصوریت کا امتزاج کہاں لکھا ہے؟ اور رسالت تصوریت کی نفی ہوتی ہے۔ یہ قرآن کی کون سی آیت ہے؟ بات بات پر قرآن، قرآن کا نعرہ لگانے والوں کو اتنی شرم نہیں آتی۔ کہ لوگوں کو گمراہ کرنے صحت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے باغی بنانے کے لئے قرآن کو بیچ میں کیوں لاتے ہیں؟ قرآن سے قطع نظر — اور قطع تعلق کر کے خود اپنی رائے سے کیوں نہیں کہتے۔ کہ دامن رسالت چھوڑ دو۔ نبوت محمدیہ سے منہ موڑ لو۔ اور پرویز کو شارح قرآن مان کر اس کو "نبوت" پر ایمان لے آؤ۔ یہ فریب کارانہ اصطلاحیں

لے لیں کہو۔ کہ رسول خدا کا قول، فعل، سنت اور اسوہ حسنہ ختم ہو گیا۔ جب رسالت کے معنی قرآن کے لئے لے لے۔ تو پھر حضور کی نبوت، رسالت کا نام کیوں بیٹھتا ہو۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے۔ کہ ہم حضور نبوت اور رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(DELUSIVE TECHNICALITIES) اور جھوٹی شمار
 جمعیں (FALSE ASSURANCES) بنیاد ہے۔ الحاد
 کے گھروندوں کی ، جہاں دہریت ، لامذہبیت ، اور اشتراکیت
 کو پتہ دینی ہے۔ اور پھر اس ایمان رہا "برہمن" کے تعدیہ
 سے مسلمانوں کے ایمان کو متعفن کرتا ہے۔ ان کی دلیا
 ڈبونی ہے۔

دورِ ملاحدہ کی داغ بیل | پرویز صاحب سمجھ چکے ہیں۔
 کہ جب تک مسلمانوں کی جان

مال اور دنیا و بائبہا سے پیارے رسول حضرت محمد
 علیہ وسلم کے قول و فعل اور اسوۂ حسنہ کو ختم نہ کیا جائے
 قرامطہ اور ملاحدہ کا دور پاکستان میں نہیں آ سکتا۔ اس
 لئے وہ رات دن اس کوشش میں ہیں۔ کہ اسوۂ رسول
 کو مٹانے اور آشوب کرنے کے لئے ملک کا ملازمت پیشہ
 اور کاروباری طبقہ ، امراء اور افسیاء ، رؤساء اور حکام کو
 ساقہ ملایا جائے۔ ان کو یہ بات ذہن نشین کرا دی
 جائے۔ کہ حدیث اور سنت داخل دین نہیں۔ یہ سنت ،
 سنت ، صرف ملا لہگوں نے شور مچا رکھا ہے۔ دراصل
 قرآن ہی واجب العمل ہے۔ اور قرآن پر عمل کرانے کے
 لئے حکومت انقاری ہے۔ جس طرح چاہے۔ وقت لے تقانے
 کے مطابق تشریح کرے۔ اور مسلمان اس پر عمل کریں۔ اس
 غرض کے ماتحت پرویز صاحب خدا رسول سے آزاد ہو کر

اپنی رائے سے نظریے وضع کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

غور کریں کہ یہ کس قدر خطرناک بات ہے۔ کہ نبوت ختم ہو گئی ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت کے لئے شارح قرآن تھے۔ جو جزئیات قرآن کی حضور نے بنائیں وہ ان ہی کے وقت کے لئے واجب العمل تھیں جب آپ کی وفات ہو گئی۔ تو نبوت بھی ساتھ ہی فوت ہو گئی۔ نبوت کے احکام آگے نہیں چل سکتے۔ جزئیات رسولؐ، وفات رسولؐ کے بعد واجب العمل نہیں ہیں۔ گویا حضورؐ کی وفات کے ساتھ ہی نبوت، جزئیات نبوی، حضورؐ کے قول، فعل، سنت، حدیث، اسوہ، کردار، ارشاد، فرمان سب کی وفات ہو گئی ہے۔ یہ معنی ہیں ختم نبوت کے جو پرویز نے اوپر کے پیراگراف میں بتائے ہیں۔ اور ساتھ ہی بڑی چالاکی، ہوشیاری اور پورے رندانہ انداز میں یہ کہا ہے۔ لیکن رسالت محمدیہ قرآن کی شکل میں قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ مطلب یہ کہ رسالت محمدیہ قرآن کا نام ہے۔ یہ قرآن قیامت تک ملحدوں کی طبع آزمائی کے لئے باقی رہے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے ہٹا دو۔ براہ راست سمجھ لیں گے قرآن کو! سے

وحشت روا، عناد روا، دشمنی روا
ہل چل روا، خردش روا، سنسنی روا

اسلام کے لہو کو پیو اذین عام ہے
القصہ جو بھی چیز ہے ناکردنی روا

دینِ ہمہ اوست

مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ دینِ اسلام حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اس طرح کہ قرآن
حنوہ پر نازل ہوا اور حضور نے قرآن پر عمل کر کے دکھایا۔ حنوہ
کا یہ عمل بالقرآن ہی دینِ اسلام ہے۔ نبی رحمت کو جدا کر کے آپ
قرآن سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت انور کو درمیان سے
بلیغہ کر کے اگر آپ یا کوئی امتی چھوٹا یا بڑا — امام وقت یا
مرکزِ ملت قرآن پر عمل کرنا چاہے۔ تو وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور
یہ بات خدا نے قرآن میں ہی فرمائی ہے۔ کھولنے پارہ ۱۱۷۔ اور

دشہ حاشیہ صفحہ ۱۳۱ معلوم ہوا کہ قرآن رسول ہے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہونے
زناد کے نزدیک محض چھٹی رسالہ، چھٹی امت کو دے دی اور چیلے گئے۔ نہ اسے کھولا
درپٹھا، نہ سنایا، نہ سبھایا، نہ عمل کر کے دکھایا۔ رسالت محمدیہ کو قرآن و پیڑ پیوڑ
نے حضرت انور کا تعلق امت سے منقطع کر دیا ہے۔ وفات کے بعد انور امت
کے رسول نہیں رہے۔ قرآن رسول ہے۔ سبھی آئی آپ کو پر پیڑ کے اسلامی نظام کی۔
کہ اس طرح اسلام کی جہڑیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ حالانکہ ان باتوں کے لئے اس کے
پاس قرآن سے کوئی دلیل نہیں ہے نہ اس نے پیش کی ہے۔

تیسرا رکوع - ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ یُصَلِّ بِہَا کَثِیْرًا۔
 خدا تعالیٰ قرآن کے ساتھ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ
 ایک پرویز ہی نہیں۔ جس قدر پرویز بھی رسول خدا کی تعلیم
 و تفہیم سے بے نیاز ہو کر قرآنی نظام بنائیں گے۔ وہ گمراہ ہو
 جائیں گے۔ ملک کے ہزاروں دماغ - مرکز ملت بن کر قرآن
 کی تشریح کریں گے۔ اس کی جزئیات متعین کریں گے۔ سب
 کے سب راہ سے بٹک جائیں گے۔ سنت سے بے نیازی،
 ان کی ضدالت کا باعث بن کر رہے گی۔ پس مسلمان بھائیو!
 حضور انور سید العرب و العجم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی ذات ہی دین اسلام سمجھو۔ جس طرح قرآن پر
 عمل کئے بغیر نجات نہیں۔ اسی طرح قرآنی عمل کے لئے طریقہ
 محمدی کے بغیر قبولیت نہیں۔ پس حضرت انورؐ کی اطاعت،
 فرمانبرداری، محبت، اور آپ سے دلی لگاؤ اور قلبی تعلق کو
 ہی اسلام اور ایمان جانو۔ حضور کی سنت قرآن کا راستہ دکھاتی
 اور قرآن پر عمل کراتی ہے۔ پس اپنی جان مل، عزت آبرو،
 اولاد، کنبہ، قبیلہ، ملک اور وطن سے سنت کو عزیز اور
 محبوب جانو۔

پرویز صاحب نے دنیا میں آنے کا ایک ہی مقصد سمجھ
 رکھا ہے۔ کہ حضورؐ کی سنت اور حدیث، آپکے قول اور فعل
 کو دین سے خارج قرار دیں۔ اور وہ اس اس کوشش میں ہیں
 کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان میں ایسا دستور اور نظام بن جائے جس

میں سنت کو داخل دین نہ سمجھا جائے۔ یعنی قانون کی رو سے سنت دین سے خارج قرار دی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمان بھائیو! یاد رکھو کہ آپ اس کفر کو کبھی برداشت نہ کریں۔ سوچیں کہ جو ملک لاکھوں مسلمانوں کی قربانی اور کروڑوں کی خانہ بربادی سے بنا ہے۔ اس ملک کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہ ہے۔! پھر وہ ملک اسلامی جمہوریہ کہلا سکتا ہے؟ اور اس ملک میں رہنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟ یاد رکھیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ملت مردہ ہے

حرف بے صوت اندریں عالم بدیم

از رسالت مصرعہ موزوں شدیم (اقبال)

یعنی ہم جہان میں حرف بے صوت تھے۔ حرف تو تھے لیکن اس میں کوئی آواز نہ تھی۔ حرف مردہ تھا۔ پھر یہ رسالت ہی کا فیضان تھا۔ کہ حرف مردہ مصرعہ موزوں بن گیا۔ اور اس کی موزونیت سے جہان آراستہ ہو گیا۔ اُمَّةٌ وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ۔ اس کو ایسا عداں، وسط اور موزونیت ملی کہ تمام جہان میں اس نے کلمہ حق کی شہادت دی۔ یہ زندگی رسالت ہی سے ملی۔ پس رسالت کے بغیر امت مردہ ہے۔ زندگی اسکی اسوۂ رسول ہے۔ "مسلمانو! فنا فی الرسول ہو جاؤ۔"

سنت پر مٹ جاؤ۔ سارے قرآن پر عمل ہو جائے گا! خدا راضی ہو جائے گا۔

افسوس! پرویز صاحب ویسے تو قرآن قرآن پکارتے ہیں لیکن جو کچھ وہ لکھتے ہیں اس کے لئے قرآن سے کوئی

مسلمانوں کے اسلام کو قرآن سے کوئی واسطہ نہیں؟

دیں نہیں دیتے۔ دراصل وہ اپنا ایجاد کردہ اسلام مسلمانوں کے آگے پیش کرتے ہیں۔ جس کی کوئی سند سوائے زبانی جمع خرچ کے ان کے پاس نہیں ہے۔ غور کریں۔ کہ تیرہ سو سال سے مسلمان توحید و رسالت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کو مانتے اور ان پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اور حضور کے وقت سے لیکر آج تک یہی دین دنیائے اسلام میں مروج ہے۔ لیکن پرویز صاحب ساری امت کے اس تیرہ سو سالہ دین کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ یہ دین زمانہ قبل از قرآن کا ہو تو ہو۔ اسے قرآنی دین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

لیکن اس تیرہ سو سالہ عرصہ میں مسلمانوں کا سارا زور اسی میں صرف ہوتا رہا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کو قرآن سے پہلے زمانے کے مذہب میں تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ اور آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے وہ زمانہ

قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو۔ قرآنی دین سے

اسکا کوئی تعلق واسطہ نہیں؛ (سیم کے نام ص ۲۵۲)

مسلمان بھائیو! سن لیا آپ نے پرویز صاحب کا ارشاد

ناصواب۔ کہ تمام دنیا کا مروج اسلام۔ تیرہ سو سالہ اسلام

۔ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہے۔ جو لوگ اس خوش

فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ پرویز صاحب خوب اسلام پھیلا رہے

ہیں۔ ان کو سمجھ آگئی ہوگی۔ کہ بقول پرویز تیرہ سو سال سے

مسلمان زمانہ قبل از قرآن کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ ان

کے مذہب کو قرآن سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور یہ تو آپ

جانتے ہیں۔ کہ قرآن سے قبل کا زمانہ۔ زمانہ جاہلیت کہلاتا ہے

اس زمانہ میں کفر اور شرک کا مذہب رائج تھا۔ تو مسلمان تیرہ

سو سال سے زمانہ جاہلیت کا مذہب اختیار کئے ہوئے ہیں۔

ان کی نمازیں، روزے، حج، زکوٰۃ، صدقات، خیرات، جمعہ، عیدین

قربانی اور سب نافعہ عبادات زمانہ جاہلیت کی یادگار ہیں۔ ان کو

قرآنی دین سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ ہے پرویز صاحب کا طلوت

اسلام۔ بے خبر پرویز صاحب کو اتنی بیزت نہیں آتی۔ کہ تیرہ

سو سال سے ساری امت تو دور جاہلیت کے مذہب پر چس

رہی ہے۔ ان کو بھی تو مسلمانوں کے سامنے کوئی قرآنی دین اور

مذہب پیش کرنا چاہیے تھا۔ کہ وہ کیا ہے؟

پڑھے مکے مسلمان بھائیو! کیا آپ کا ایمان اور انصاف اس

بات کی شہادت دیتا ہے۔ کہ تیرہ سو سال سے تمام امت رسول

زمانہ جاہلیت کے مذہب پر چل کر گمراہ ہی مر گئی ہے اور اس وقت اتنی کروڑ اسلامیانِ عالم سب کے سب گمراہ ہیں۔ جاہلیت کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ ان کو قرآن کے سا کوئی واسطہ نہیں؟ آج ایک ہی انوکھا مجتہد پیدا ہوا ہے جو اسد کو طلوع کر رہا ہے۔ اس پر جو "وحی" انزی ہے وہ قرآنی دین ہے۔ اور غضبِ خدا کا، قرآن - قرآن پکارا۔ والا اپنے دعووں اور قولوں پر قرآن مجید سے کوئی دلیل نہیں لاتا ہے۔ قرآن کے نام سے اپنی یا وہ گوئی کی تفتین کر رہے۔ گویا قرآن سے بھی خود مر رہے۔

پروردگار صاحب کھتے ہیں
مذہب نے جس خدا

خدا رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا

کو کائنات سے ماوراء عرش پر بٹھا رکھا ہے۔ وہ واقعی ہے، کسی انسان کے رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اس رزق ہونے کے دعویٰ کے باوجود اس کی خدائی میں کروڑوں بندے بھوکے سوتے اور لاکھوں انسان فاقوں سے مر رہے ہیں۔ اس کے اس بلند آہنگ اعلان کے باوجود کہ "من دآیتہ فی الارض الا علی اللہ سازقھا۔ زمین پر کوئی چلنے والا ایسا نہیں۔ جس کے رزق کی ذمہ داری خدا پر ہو۔ آج ادھی دنیا کو پیٹ بھر کر روٹی نصیب نہیں ہو رہی لہذا انسانوں کے خود ساختہ مذہب کے پیدا کردہ خدا پر ایمان لانے اور اس کے دعویٰ پر توکل رکھنے سے وہ یقین کیسے

ہذا نہیں ہو سکتا۔ جو انسان کو احتیاج کی فکر سے بخوف
لو دے۔ (سلیم کے نام ص ۲۲۲)

پرویز صاحب حدیث کے مندر تو ہیں ہی۔ وہ قرآن سے
دور سر بھی ہیں۔ اوپر آپ ان کا وعظ سن چکے ہیں۔ کہ
مذہب نے جس خدا کو کائنات سے ماوراء عرش پر بٹھا رکھا
ہے۔ وہ واقعی کسی انسان کے رزق کی ضمانت نہیں
دے سکتا ہے۔

تاریخ کرام! قرآن میں آتا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَیْنَ
الْعَرْشِ - (پ ۴۷) اللہ نے عرش پر قرار پکڑا ALLAH
MOUNTED THE THRONE تمام صحابہؓ، تابعینؓ،

مع تابعینؓ، ساری امت کے اماموں، مجتہدوں، محدثوں اور
مالموں نے مذکورہ آیت کا یہ مطلب بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
عرش پر ہے۔ (اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے) لیکن پرویز
صاحب قرآنی آیت سے مذاق کرتے ہیں۔ یا اسکا انکار کرتے

ہیں۔ "مذہب نے جس خدا کو کائنات سے ماوراء عرش پر بٹھا
رکھا ہے۔" پرویز صاحب کے منہ میں جو آتا ہے۔ نکال دیتے
ہیں۔ ان کے لئے کوئی ضابطہ، کوئی قانون، کوئی دستور، کوئی

قاعدہ۔ کوئی لغت درکار نہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ وہ (عرش والا
خدا) واقعی کسی انسان کے رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا۔
ہم کہتے ہیں۔ وہ ضمانت دے سکتا ہے اور اس نے ضمانت

دے رکھی ہے۔ کہ پرویز صاحب کو (ان کے روسی نظام رپورٹ

کے بغیر، رزق دے رہا ہے۔ پرویز صاحب کی والدہ اور والد
 کو رزق دیا۔ پرویز صاحب کی ساری نسل کی اس نے ربوبیت
 فرمائی۔ اور ساری اولاد آدم کو رزق پہنچا رہا ہے۔ سارا
 جہان اس کی رزاقی کا قائل ہے۔

پھر پرویز صاحب کی قرآن سے (مخافتہ) ملاحظہ ہو۔ کہتے ہیں
 "اس کے بلند آہنگ اعلان کے باوجود کہ وما من
 دابۃ فی الارض الا علی اللہ سازقھا۔ زمین پر
 کوئی چلنے والا ایسا نہیں۔ جس کے رزق کی ذمہ داری
 خدا پر نہ ہو۔ آج ادھی دنیا کو پیٹ بھر کر روٹی

نے وہ کسی کو فقور اور کسی کو بہت رزق دیتا ہے۔ یہ اس کی مرضی ہے۔
 فرماتا ہے۔ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ دیکھو (۱۲) جس کی روٹی
 چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے۔ اور جس کی چاہتا ہے (پنی تلی کر دیتا ہے)۔ لیکن
 پرویز اس بات کا قائل نہیں ہے۔ وہ پاکستان میں روسی نظام طعام چاہتا
 ہے۔ کہ سب کو ایک جیسا رزق ملے۔ اور یہ نظریہ قرآن کے خلاف ہے۔ اور
 خداوندی ہوتا ہے۔ فَإِنَّمَا فَضَلُ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (۱۳) دیکھو
 اور خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں برتری دی ہے۔ آگے
 فَمَا لِلنَّيِّنِ فَضْلٌ مِّمَّا آتَاكُم بِرِزْقِنَا فَمِنْهُمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَمَنْ
 فِيهِمْ سَوَاءٌ وَط (۱۴) تو جن کو زیادہ (روزی) دی گئی ہے (وہ) اپنی
 لوٹا کر اپنے زیر دستوں کو نہیں دے دیا کرتے۔ کہ روزی میں ان سب کا
 برابر ہو! معلوم ہوا کہ خدا رزق میں سب کو مساوی نہیں کرنا چاہتا۔

نصیب نہیں ہو رہی !

بعض کو بعض پر رزق میں برتری
اپر دیز صاحب کے کہنے
کا مطلب یہ ہے کہ

خدا نے دعویٰ کیا ہے کہ سب کی روزی اس کے ذمہ ہے۔
پھر کیا وجہ ہے کہ بعض لاکھ پتی ہیں اور بعض پتی تلی
روزی پاتے ہیں اور بہت مجبو کے رہتے ہیں ؟ اسکا جواب
قرآن میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ جَٰ ذٰلِكَ
الَّذِيْنَ فَضَّلُوْا بِرِزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَهَٰذَا فِيْهِ سَوَآءٌ ط اَفْبِغِيْةٌ اَللّٰهُ

يَجْجِدُوْنَ - ۲ (پہا ۱۶)

اور خدا نے تم میں سے بعض کو بعض پر روزی میں
برتری دی ہے۔ (یعنی زیادہ روزی دی ہے) تو جن
کو زیادہ (روزی) دی گئی ہے۔ وہ (اپنی) روزی لوٹا
کر اپنے زیر دستوں کو نہیں دے دیا کرتے کہ روزی
میں ان (سب) کا حصہ برابر ہو۔ تو کیا یہ لوگ خدا
کی نعمتوں کے منکر ہیں ؟

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کا نظام اختلاف

حالت پر مبنی ہے۔ خدا نہیں چاہتا کہ تمام اولاد آدم سب امور
میں یکساں ہو۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بادشاہ بھی ہوتا ہے
اور رعایا بھی۔ محتاج بھی اور محتاج ایہ بھی۔ کوئی کثرت سے

اولاد رکھتا ہے۔ کوئی اولاد کے منہ کو ترستا ہے۔ کوئی مکان پر
 ہوتا ہے اور کوئی کرایہ دار، کوئی پہلوان کوئی کمزور، کوئی پر
 رو اور کوئی سیاہ فام وغیرہ۔ یہ اختلافِ حالت کوئی اختیار
 چنیر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جس کو طو
 و کرنا اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ دلیل ہے اللہ رب العزت
 کی حکومت کی، اس کے تصرف کی۔ اس کی مرضی اور منت

کی! اور غلام انسانوں کی بے بسی اور عاجزی کی!
 لیکن قرآن نا آشنا پرویز کہتا ہے۔ کہ دنیا میں جو سب

کو ایک جیسی روتی اور یکساں رزق نہیں مل رہا ہے۔ اس

کی وجہ یہ ہے۔ کہ مذہب نے (مسلمانوں نے) جس خدا

کائنات سے ماوراء عرش پر بٹھا رکھا ہے۔ وہ واقعی کہ

انسان کے رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ یعنی اس عقیدے

کی بنا پر انسانوں کو رزق یکساں نہیں مل رہا ہے۔ یا لوگ

غریب، مفلس اور بھوکے ہوتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ عرش پر ہے

یہ عقیدہ غلط ہے۔ خدا کا یہ تصور باطل ہے۔ خدا کا یہ مطلب

اور مفہوم نادرست ہے۔

انبیائے کرام اور مصائب

پر ویز صاحب! آدم علیہ السلام

سے لیکر حضور سرور عالم

اللہ علیہ وسلم تک ہزاروں انبیاء دنیا میں آئے۔ کیا ان
 نبیوں کو بھوک، تکلیف، رنج، غم، اور مصائب نہیں
 ان کی امت کے صلحاء و فقاہ اور رنج و عنایت سے

نہیں ہوئے؟ ضرور ہوئے۔ دیکھئے! قرآن میں آتا ہے :
 صَبَّحَهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَشَرُّهُمُ الْبَاقِ حَتَّىٰ يَقُولَ
 الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصُرَ اللَّهُ إِلَّا
 إِنَّ فَقرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ۝ (سپتھ ۱۰)

ان (نبیوں اور مومنوں) کو سختیاں پہنچیں، اور
 تکلیفیں (بھی پہنچیں) اور سخت جھنجھوڑے گئے۔
 یہاں تک کہ پیغمبر اور ایمان والے جو ان کیساتھ
 تھے، چلا آئے کہ اللہ کی (موعود) امداد کب ہوگی
 یاد رکھو۔ اللہ کی امداد (بس) نزدیک ہے۔

پر دینر صاحب! دیکھا کہ خدا کے رسولوں اور مومنوں کو دنیا
 میں تکلیفیں، مصیبتیں، جھوک اور فقر و فاقہ پہنچتا ہے۔ کیا ان
 کا بھی خدا پر پورا یقین نہیں تھا؟ اگر آپ کہیں نہیں! تو
 آپ کی جگہ (Lunatic Asylum) دارالجنوں ہے کہ آپ
 دماغ کے مرین ہیں۔ یا آپ کی مدوح کو تندر کا عارضہ ہے۔
 اور اگر آپ مائیں، کہ انبیاء و صلحاء پر مصائب و نواصب آئے
 تو تسلیم کریں۔ کہ دنیا میں انسانوں پر ایک حالت نہیں رہتی
 وہ تازیت، مال و دولت اور عیش و آرام میں خوش و خرم
 نہیں رہ سکتے۔ اختلاف حالت لازمی ہے۔ فقر و غنا، فرح و
 غنا، دکھ سکھ، سرسیر کے یوں و نہار انسانوں ہی کے
 لئے ہیں۔ کوئی ایسا نظام دنیا میں آج تک پیغمبروں،
 سے بھی قائم نہیں ہوا۔ کہ جہاں انسان ساری زندگی کھائے

پینے، پینے کی ضرورت اور تکلیفوں، مصیبتوں اور بیماریوں کے
 پہنچنے سے مبرا ہے ہوں۔ یہ نبط (Insanity) اولاد آدم
 میں صرف آپ ہی کو ہوا ہے۔ کہ خدا کو صحیح مفہوم سے
 ماننے والوں کو دنیا میں دکھ، درد، رنج، غم، فقر، فاقہ اور
 روٹی کا غم نہیں پہنچتا !

پروردگار صاحب! سینے! جہاں خدا نے
مومنوں کا امتحان زمین پر سب چنے والوں کے رزق
 کی ذمہ داری سپنے پر لی ہے۔ وہاں اس نے یہ بھی
 کہا ہے :-

وَلَسَبَلُونَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ
 مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِيرِ
 الصَّابِرِينَ ۗ الْذِيئَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا
 إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝ (پا سہ)

اور دیکھو! ہم تمہارا امتحان کریں گے، کسی قدر
 خوف سے، اور فاقہ سے اور مال اور جان اور
 پھلوں کی کمی سے اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں
 کو (خوشنودی خدا کی) خوشخبری سنا دو۔ یہ لوگ
 جب ان پر مصیبت آپڑتی ہے۔ تو کہتے ہیں
 ہم تو اللہ ہی کے ہیں۔ (ہم کو جس حال میں
 چاہے رکھے) اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے
 والے ہیں۔

ایک انگریز نو مسلم محمد مارما ڈیوک پکھتال (MOHAMMAD MARMA DUKE RICHTHAL) آیت مذکورہ یوں ترجمہ کرتے ہیں۔

AND SURELY WE SHALL TRY YOU
WITH SOMETHING OF FEAR AND HUN-
-GER, AND LOSS OF WEALTH AND
LIVES, AND CROPS; BUT GIVE GLAD TIDINGS
TO THE STEDFAST, WHO SAY, WHEN A
MISFORTUNE STRIKETH THEM, LO!
WE ARE ALLA'S AND LO! UNTO
HIM WE ARE RETURNING.

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم ضرور ضرور تم کو خوف سے، فانی سے، اور مال اور جان اور پہلوں، فصلوں کے نقصان سے آزمائیں گے۔ تمہارا دنیا میں ضرور امتحان لیں گے پھر اسے

لے انگریز نو مسلم محمد مارما ڈیوک پکھتال نے سارے قرآن مجید کا لفظ صحیحین کے معانی اور اہماں کے مطابق عربی زبان اور قواعد کی نہایت پابندی سے صحیح ترجمہ کیا ہے جو لائق ستائش ہے۔ سین افسوس پرور یہ صاحب قرآن کا شانہ ساز ترجمہ کرتے ہیں۔ ان کے لئے عربی زبان، لغت، گرامر کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو دلی میں آکسہ مکہ ملتے ہیں۔ اور جو مطلب چاہتے ہیں گیسٹ، لیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے پتھے پر دین صاحب کے ترجمے کا نمونہ دیکھ چکے ہیں۔

میرے رسول رحمت! تم ان لوگوں کو میری طرف سے خوشخبری
کی بشارت سنا دو۔ جو مصائب آنے پر صبر کرتے ہیں۔ اور
کہتے ہیں۔ ہم اللہ کا مال ہیں۔ اور اللہ ہی کے پاس جانے
والے ہیں۔

پرویشہ کی ناوانی | قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ قرآن مجید
میں خدا نے اپنے بندوں، نبیوں، مومنوں

اور صالحین کو مصائب و حوائج، فقر و فاقہ اور مال و جان،
اور اثمار و ارزاق کی کمی سے امتحان لینے کی خبر دی ہے۔ اور
صدیوں کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ لیکن پرویز
صاحب کہتے ہیں۔ کہ کائنات سے ماوا، عرش پر بیٹھا ہوا خدا
کسی انسان کے رزق کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اس کی
خدائی میں لاکھوں انسان بھوکے لپتے ہیں۔ وہ اس کی وجہ
یہ بتاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے خدا کو سمجھا ہی نہیں۔ اگر
سمجھ کر اس پر ایمان لیتے۔ تو کسی کو بھوک، فقر، فاقہ، رنج، غم
اور غم اندوز نہ پہنچتا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا رسولوں، نبیوں
اور مومنوں نے بھی خدا کو نہیں پہچانا، پہچان کر اس پر ایمان
نہیں لائے؟ کہ وہ بھی مصائب و حوائج اور فقر و فاقہ سے
دوچار ہے ہیں؟ اور اس کے ارشاد کے مطابق کہ ہم
کو مصائب و نوائب اور فقر و فاقہ سے آزمائیں گے کیا ایمان
اور صالحین کی آزمائش نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے۔ پرویز صاحب
کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔ جو کہتے ہیں کہ خدا

صحیح طور پر ماننے والوں کو دنیا میں کوئی مصیبت ، دکھ ، فقر ،
فاقر نہیں پہنچ سکتا۔ اور جہالت کا یہ حال ہے کہ بہشت کی
زندگی کے متعلق آیات کو دنیاوی زندگی پر چسپاں کرتے ہیں
ان لک الا تجوع فیہا ولا تعری ولا تک ولا تظہر فیہا ولا
تضئوا۔ اس میں نہ تو بھوکا رہے گا ، نہ ننگا پیاسا رہے گا۔ نہ
دبا مکان کے ، دھوپ میں ۔

نادان پرویز صاحب مذکورہ آیت کو جو بہشت کی زندگی
کی آیت قرار ہے۔۔۔ دنیا کی زندگی پر چسپاں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں
"جو ان قوانین کی اتباع کرے گا۔ تو نہ اس کی
کوششیں بے نتیجہ رہیں گی۔ اور نہ اُسے بھوکا ،
پیاسا ، لباس اور سردی ، گرمی کی تکالیف اٹھانی
پڑیں گی۔ لا خوف علیہم ولا ہم یحزون۔ انہیں احتیاج
کا خوف دامنگیر نہیں ہوگا" اسلم کے نام ۲۲۶

رسولوں اور نبیوں سے بڑھ کر بھی کوئی قوانین انہی کی
اتباع کر سکتا ہے ؟ کوئی نہیں۔ کیا پرویز صاحب بتا سکتے
ہیں کہ رسولوں کو دنیا میں بھوک ، پیاس اور سردی گرمی کی
تکلیفیں کیوں اٹھانا پڑیں ؟ رسولوں کے فرمانبردار مومنوں نے
بھوک ، پیاس اور سردی گرمی کی زحمتیں کیوں کھیلیں۔ کیا
انبیاء اور مومنوں کو احتیاج کا خوف دامنگیر نہیں ہوا ؟
یہ دوسری بات ہے کہ وہ لوگ خوف پر غالب آ گئے ہیں
قَدْ لَبِئْتُمْ هَذَا يَا قَوْمِ أَوَّلًا لَمَّا قَلَّ إِلَيْكُمْ رِزْقُكُمْ فَبَدَّلْتُمْ
قَالَ لَبِئْتُمْ هَذَا يَا قَوْمِ أَوَّلًا لَمَّا قَلَّ إِلَيْكُمْ رِزْقُكُمْ فَبَدَّلْتُمْ

میں اسی خوف و حراس ہی کا تو بیان ہے۔ پرویز صاحب !
 ہوش کے ناخن لیجئے اور قرآن میں دست اندازی نہ کیجئے۔ آپ
 بے علم ہیں۔ جو دنیا کی زندگی اور بہشت کی زندگی کا فرق نہیں
 جانتے۔ اور جاہل ہیں جو آیات کو بے محل جڑتے ہیں اگر آپ نے
 کسی استاد سے قرآن پڑھا ہوتا۔ تو قرآن پر یوں ظلم نہ کرتے۔
پرویز کے نزدیک خدا کا مفہوم اور غریبی کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں

نے خدا کو عرش پر بٹھا رکھا ہے۔ ان کے نزدیک یہ خیال اور
 عقیدہ غلط ہے۔ اور اسی غلط عقیدے کی بنا پر لاکھوں انسان
 بھوکے مرتے ہیں۔ پرویز صاحب کے نزدیک خدا کا مفہوم ملاحظہ ہو
 لیکن خدا کے تصور کا ایک مفہوم وہ ہے۔ جسے خدا
 نے خود متعین کیا ہے۔ اور جو سلیم ! قرآن کے حروف
 و نقوش میں جگمگ کرتا دکھائی دیتا ہے اس

لے کہاں متعین کیا ہے۔ وہ آیت کیوں نہیں لکھی؟ پرویز صاحب کو خدا کا خوف
 نہیں آتا ہے۔ کہ اپنی گھڑی ہوئی بات کو خدا کے ذمہ لگاتے ہیں۔
 لے وہ قرآن کے حروف اور نقوش کہاں ہیں۔ ان کو لکھا کیوں نہیں؟ اپنی
 بات خدا پر افرا کرتے ہیں۔ خرا کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہیں۔

(لے حاشیہ ص ۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام احتیاج کے خوف سے جناب الہی میں عرض کرتے
 ہیں۔ رَبِّ اِنِّیْ لَمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرِ فَقِیْرٌ لِّیْ مِیْرَیْ پُرُوْرٍ دِکَاْرٍ (۱۳) وقت
 جو نعمت بھی تو مجھ کو بھیج دے میں اسکا (سخت) حاجتمند ہوں۔ (پتلاخ ۶)

تصور کی رو سے ان مقامات پر خدا سے مفہوم ہے۔
 وہ نظام جو اس کے متعین فرمودہ ابدی قوانین کی
 بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ (سلیم کے نام ص ۲۲۶)
 پرویز صاحب نے خدا کا مفہوم بتایا ہے۔ یعنی خدا کے کہتے
 ہیں؛ اس نظام کو کہتے ہیں۔ جو اُس کے ابدی قوانین کی بنیادوں
 پر قائم ہوتا ہے۔ جب یہ نظام قائم ہو جائیگا۔ اس وقت خدا
 موجود ہوگا۔ جب ایسا نظام نہیں تو خدا کا وجود بھی نہیں۔!
 یہ ہے قرآنی ریسرچ! خدا کی پناہ اس جہالت سے۔ غور کریں۔
 کہ خدا کو عرش پر ماننے سے خلقت بھوکے مرنے سے اور قرآنی
 نظام کو ماننے سے خلقت بھوکے نہیں مرے گی۔ فقر، فاقہ، رنج
 وکھ، مصیبت، تکلیف، اور غم اندوہ نہیں پہنچیں گے۔ ہم پرویز
 صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ آدم کی اولاد میں ہزاروں انبیاء
 آئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی قوانین خداوندی کی
 بنیادوں پر کوئی نظام بنایا ہے یا نہیں؟ دوسرے پیغمبروں،
 کے علاوہ حضرت محمد رسوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بھی ایسا نظام بنایا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں بنایا۔ تو اسلام دین
 حق ہے ہی نہیں۔ قصہ ختم ہوا۔ اور اگر بنایا تھا۔ تو اس نظام
 کے ماتحت زندگی گزارنے والوں کو دنیا میں تکلیفیں — اور

مصیبتیں کیوں آئیں گی
 منہ ناشگفتہ کو در سے مت دکھا کہ یوں
 بوسے کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بنا کہ یوں

دین اسلام میں انتشار

پرویز صاحب نے چند کتابیں لکھ کر اور خانہ ساز طلوعِ اسلام نکال کر دین اسلام میں انتشار (ANARCHY) اور فتنہ و فساد (DRAWL AND MISDEED) پھیلایا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور انارکی کیا ہو سکتی ہے کہ پونے، چودہ سو سالہ تمام امت کا معمول بہ اسلام پرویز صاحب کے نزدیک یکہ غلط ہے۔ وہ قرآن - قرآن پکارتا اور قرآن کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن برعکس ہند نام زنی کافر کے مطابق بیس کا قرآن وان، مہبط وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآن (حدیث) کا انکار کر کے اپنی رائے سے قرآن کی تشریح مسلمانوں کے آگے پیش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اس تشریح کو مانو اور اس پر عمل کرو۔ گویا قرآن اترا ہی اس شوخ پر ہے۔ نہ رسول خدا کی پیش کردہ نماز درست

سے پرویز کہتا ہے۔ غم میں مجوسیوں کے ہاں پرستش کی رسم کو نماز کہا جاتا تھا۔ لہذا صلوٰۃ کی جگہ نماز نے لے لی (قرآنی فیصلے) مطلب یہ کہ مسلمانوں کی مروج نماز کو مجوسیوں (پارسیوں) کی پرستش کہتا ہے۔ اور غضب یہ کہ خود قرآنی نماز مسلمانوں کو بتاتا نہیں۔ کہ دن میں کتنی نمازیں ہیں۔ ان کی صورت کیا ہے۔ ان میں کیا پڑھنا ہے۔ ان کے اوقات کیا ہیں؟

ہے۔ نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ روزہ، نہ قربانی اور نہ دوسرے
مسنون اعمال!

قربانی ضیافتوں کے جانور ہیں

قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر انور
انور کے دور ہمایوں تک تمام نبیوں اور ان کی امتوں میں
مشرعا مروج رہی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔
وَ يَكُلُّ أُمَّتَنَا جَعَلْنَا صَافِكُمْ لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ

لے کہیں لکھتا ہے۔ کہ زکوٰۃ ربوبیت عامہ کے اسباب فراہم کرنا ہے۔ اور قرآن فیصیحے
میں لکھتا ہے جو اسلامی خدمت مسلمانوں پر عائد کرے اس کیس کی کوئی تکلیف ہے۔
متعین نہیں کی گئی۔ لہذا قرآن میں حج کا مہینہ بتایا ہی نہیں گیا۔ لہذا قرآن کے
تفسیکیدار کے نزدیک حج بھی ایک کانفرنس ہے۔ جب جہاں تک میں مقرر کر رہی۔
لہذا روزہ، صوم کے معنی ہیں خاموشی لہذا جو مطلب یا کی اور ضروری بات کرنا ہے۔
اور لا یعنی باتیں نہیں کرنا ہے۔ وہ خاموشی آدمی ہے۔ وہ روزہ دار ہے کیونکہ لغت
میں صوم کے معنی خاموشی بھی ہیں۔ باقی رہی ہر امر کی شرعی اہمیت۔ تو اس سے
پر دیز کو کوئی سرکار نہیں۔ کیونکہ یہ اصطلاح میں مسلمانوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی مقرر کردہ ہیں۔ جو ان کی زندگی تک کے لئے ہی تھیں۔ وفات پر وہ عام
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مندرج ہو چکی ہے اور قرآن کا مشاہدہ کرنے کیلئے
پر ویز نے جنم لیا ہے۔

عَلَيْ مَا سَرَفَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ (پک ۲۷)
 اور واسطے ہر امت کے (جو تم سے پہلے گزری ہے)
 مقرر کیا ہم نے قربانی کرنا، تو یاد کریں نام اللہ کا
 اور اس کے جو دیئے ہم نے ان کو مویشی چار
 پایوں سے۔“

قرآن کے ثابت ہوا۔ کہ ہر امت پر قربانی کرنا شرعی حکم
 رہا ہے۔ ایسے ہی امت محمدیہ کیلئے بھی ہر سال قربانی کرنا سنت
 ہے۔ اور امت سارے تیرہ سو سال سے قربانی کرتی چلی آئی ہے
 لیکن پرویز اس قربانی کے بھی خلاف ہے۔ اور قربانی پر جو
 روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اسے ضائع کرنا لکھتا ہے۔ کہتا ہے۔
 ”ذرا حساب لگائیے کہ اس رسم (قربانی) کو پورا کرنے
 میں اس نزیب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع
 ہوتا ہے؟“ (قرآنی فیصلے)

قرآن نا آشنا پرویز نذیب اپنا چاہتا ہے۔ اور اس کو قرآن کے ذمہ

قربانی ضیاع مال ہے؟

لگاتا ہے۔ آپ نور فرمائیے۔ کہ کیا یہ قرآنی فیصلہ ہے کہ قربانی پر جو
 ہر سال روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ وہ ضائع جاتا ہے۔ اپنی لہجرات کو
 قرآن کی طرف منسوب کرنا اپنی دیانت، شرافت، اخلاق اور
 دین و ایمان سے لافٹ دھونا ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد آپ اور
 پڑھ آئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہر امت کیلئے قربانی مقرر کی
 رکھی تھی۔ جسے لوگ بشری چیز سمجھ کر بجا لاتے تھے۔ لیکن پرویز

قرآنی کو رسم کہتا ہے۔ حالانکہ رسم نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرعی چیز ہے۔ اور پھر نظام قربانی کے خرچ کو ضیاعِ مال کہتا ہے کتنی دیدہ دلیری اور فساد فی الدین ہے۔ اور قرآن کی صریح مخالفت ہے۔ پڑھے لکھے مسلمان بھائیو! سوچو۔ کہ پرویز صاف طور پر قرآن کے خلاف تعلیم دے رہا ہے۔ حدیثوں کا منکر تو ہے ہی ساقہ ہی قرآن کا بھی مخالف ہے۔ کہ آیاتِ خداوندی کے مقابلہ میں اپنی نئے چلاتا ہے۔ من مانے معنی کرتا اور نفسانی تشریح لکھتا ہے۔ ذبانی اسے خدا کا کلام ماننا ہے۔ لیکن صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے ہٹا کر قرآن کو اپنی خواہش پر چلاتا ہے۔ رحمتِ عالم سے قرآن کی تفسیر اور معانی نہیں پوچھنا۔ غیر نہیں کیا آپ نے کہ قرآن کے واضح ارشادِ قرآنی کو ضیاعِ مال سے تعبیر کرتا ہے۔ اور حج پر ذبح کئے جانے والے جانوروں کو ضیاع کے جانور کہتا ہے۔ لکھنا ہے۔

قرآن کریم میں بس جانور ذبح کرنے کا ذکر حج کے ضمن میں آیا ہے۔ عرفات کے میدان میں جب یہ تمام نمازگاران ملت ایک لاکھ لاکھ ٹھٹھ کریں گے تو اسکے بعد منیٰ کے مقام پر دو تین دن تک ان کا اجتماع ہے گا۔ جہاں یہ باہمی بحث و محبت سے اس پروگرام کی تفصیلات طے کریں گے۔

لے لاکھ ٹھٹھ کریں گے اور قرآن میں کہاں ہے؛ خدا نے قرآن پر ظلم نہ کرو مجھوں کی اکثریت عام لوگوں کی ہوتی ہے۔ وہ کیا لاکھ ٹھٹھ لرتے ہیں؛ (۱۰ صفحہ ص ۱۰)

مذاکرات کے ساتھ باہمی ضیافتیں بھی ہوں گی۔ ان دعوتوں میں مقامی لوگ بھی شامل کر لئے جائیں گے۔ امیر بھی، عزیز بھی۔ اس مقصد کے لئے جو جانور ذبح کئے جائیں گے۔ قربانی کے جانور کہلائیں گے۔ (قرآنی فیصلے)

خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ہر ایک امت کے لئے قربانی کرنا مقرر کیا ہے۔ لیکن پروردگار کتاب اللہ العظیمہ کے خلاف کہتا ہے۔ کہ جو جانور ضیافتوں میں ذبح کئے جائیں۔ وہ قربانی کے جانور ہیں۔ ظاہر ہے کہ ضیافت میں کوئی ضروری نہیں۔ کہ جانور ہی ذبح کئے جائیں۔ بغیر گوشت کے دوسری چیزوں سے بھی ضیافت ہو سکتی ہے۔ لیکن قربانی تو لازمی اور ضروری طور پر جانور ہی کی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ کہنا کتنی جہالت اور گمراہی۔ کہ ضیافت کے جانوروں کو قربانی کہا جاتا ہے۔ پس پروردگار قرآن۔ قرآن پکارنا محض لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ وہ لوگوں کو بجائے قرآن سکھانے کے ملحد بنانا چاہتا ہے۔ صبح شب

(۱۵۳ حاشیہ ص ۱۵۳) منیٰ میں بحث و تمحیص کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے اس افتراء کو بے پروا کرنے سے چوہہ سوسال سے حج ہو رہا ہے۔ حاجی لوگ عرفات میں اور منیٰ میں لائحہ عمل اور بحث و تمحیص سے پروردگار کی تفصیلات طے کرتے ہیں؟ قرآن کے حوالے سے اس پروردگار اور بحث و تمحیص کو کیوں نہیں جتلتے۔

۱۵۴ معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور دعوتوں کے مقصد کے لئے ہیں۔ خدا کا حکم قربانی کے لئے نہیں ہے۔ پروردگار اسلام میں کتنا انتشار اور خلفہ پھیلا رہا ہے۔

دیگر کہیں نظر نہیں آتی۔

پرویز صاحب شاید بھول کر کہہ چکے ہیں۔ کہ قربانی صرف مکہ میں ہی ہے۔ لیکن اس قربانی کو بھی محض ایک رسم قرار دیتے ہیں۔ اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں مانتے۔ لکھتے ہیں۔ اسی طرح حاجیوں کی وہ قربانیاں جو وہ آجہل کرتے ہیں۔ محض ایک رسم کی تکمیل رہ گئی ہے۔ ایک ایک حاجی پانچ پانچ سات سات دنے انفرادی طور پر فوج کرتا ہے۔ (قرآنی فیصلے)

دیکھا! مکہ میں حج کے موقع پر منیٰ میں جو شرعی قربانی دی جاتی ہے۔ پرویز اس کو محض ایک رسم قرار دیتا ہے۔ یہ سینہ زدوی نہیں تو اور کیا ہے۔ کتاب کا نام رکھا ہے: "قرآنی فیصلے" اور کتاب لبریز ہے اپنی ہذلیات اور لغویات سے۔ اگر اس کتاب کے مندرجات قرآنی آیات سے مدلل ہوتے۔ تو پھر یہ کتاب رسم یا مسہی ہوتی۔ لیکن افسوس اس کتاب میں اپنی ہی ہذلیات اور ہذیان ہے۔ پھر اس تعلیم کے زمانے میں وہ کون عقل کا اندھا ہوگا۔ جو پرویز کے ذاتی خیالات اور افسانہ رجحانات کو قرآن کا نام لے گا۔ اور انہیں قرآنی فیصلے، مانے گا!

حج میں قربانی کا ذکر | حج میں قربانی کرنا ایک شرعی امر ہے

ارشاد خداوندی ہوتا ہے:
 وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ يَا بَالِغَةَ الْعِلْمِ

هَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۗ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ
 لَهُمْ ۖ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ
 عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَاكْلُوا
 مِنْهَا وَأَطْمِئِنُوا بِالْبَأْسِ الْفَقِيرِ (پس آیت ۱۱)

اور لوگوں میں حج کے لئے پکار دو۔ کہ لوگ تمہاری
 طرف (دوڑے چلے) آئیں گے۔ (حج کے لئے) پیادہ
 بھی اور دہلی اونٹنیوں پر بھی آئیں گے۔ ہر راہ دور
 سے۔ تاکہ اپنے (دین اور دنیا کے) فائدوں کے لئے

آموجود ہوں۔ اور اللہ کا نام لیں ایام مقررہ (یعنی
 قربانی کے ایام) میں ان چار پایوں پر جو اللہ نے ان
 کو عطا کئے ہیں۔ پس کھاؤ ان میں سے تم بھی،
 اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو بھی۔

جناب محمد مارما ڈیلوک پکھتال اس آیت کا ترجمہ یہ
 کرتے ہیں :-

AND PROCLAIM UNTO MANKIND THE
 PILGRIMAGE. THEY WILL COME UNTO
 THEE ON FOOT AND ON EVERY LEAN
 CAMLE; THEY WILL COME FROM EVE-
 -RY DEEP RAVINE, THAT THAY MAY
 WITNESS THINGS THAT ARE OF
 BENEFIT TO THEM, AND MENTION

THE NAME OF ALLAH ON APPOINTED
DAYS OVER THE BEAST OF CATTLE
THAT HE HATH BESTOWED UPON-
THEM, THEN EAT THERE OF AND
FEED THERE WITH THE POOR
UNFORTUNATE.

ایک انگریز نو مسلم تمام امت محمدیہ کے ترجمہ کے مطابق
آیت مذکورہ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اور صاف لکھتے ہیں۔ کہ اللہ کا
نام ذکر کرو، حج کے ایام مقررہ میں (منی کے اندر) ان چار
پایوں پر جو خدا نے تم کو عطا کئے ہیں۔ گویا وہ حج میں قربانی
کی شرعی حیثیت مانتے ہیں۔ لیکن پرویز صاحب اس قربانی
کو بھی محض ایک رسم قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح حاجیوں کی وہ قربانیاں جو وہ آجکل کرتے
ہیں۔ محض ایک رسم کی تشکیل ہیں۔ (قرآنی فیصلے)

مذکورہ آیت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ قربانی حضرت
براہیم علیہ السلام کے وقت سے حج میں مقام منیٰ پر ہی جاری

رسم پرویز مسلمانوں کی نیزہ سو سالہ نماز کو شرعی اور دینی نماز قرار نہیں دیتا
ہے۔ بلکہ محض ایک رسم کہتا ہے۔ لکھتا ہے۔ "جب کچھ عرصہ کے بعد یہ
انظام درہم برہم ہو گیا۔ تو صلوة ایک رسم بن کر رہ گئی ظاہر ہے کہ اس صلوة کی
رسم کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ (قرآنی فیصلے)

ہے۔ چار ہزار سال سے یہ عبادت بجا لائی جا رہی ہے۔ اور سرور کا نام
 نے اس پر عمل کر کے اسے تاجورہ امرا فیل شرف دوام بخش
 ہے۔ اور بدستور ساڑھے تیرہ سو سال سے اس پر عمل ہوتا
 ہے۔ لیکن پاکستان میں ایک انوکھا علامہ پیدا ہوا جو اسے
 ایک رسم قرار دیتا ہے۔ اور خارج از دین بتاتا ہے اور کہتا
 ہے۔ ذرا حساب لگائیے۔ کہ اس رسم (قربانی) کو پورا کرنے
 میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع
 ہوتا ہے۔ (قرآنی فیصلے)

پروفیز کو سال کے سال قربانی کے روپیہ کے ضائع ہونے
 نے بے چین کر رکھا ہے۔ لیکن روز لاکھوں روپیہ جو پکڑ
 دیکھنے پر برباد ہوتا ہے۔ جس سے قوم کے اخلاق بگڑ رہے
 ہیں۔ روزانہ لاکھوں روپیہ کی شراب پی جاتی ہے۔ لاکھوں روپیہ
 کا تمباکو پھونکا جاتا ہے۔ روز بے شمار روپیہ رشوت کے نام
 میں جھونکا جاتا ہے۔ لاتعداد روپیہ کا اور اسراف مسلمانوں
 غربت اور افلاس میں اضافہ کر رہا ہے۔ قوم کے اس ضیاع
 عظیم سے پرویز کے بدن پر جوں تک نہیں رہتی۔ وہ
 سے مس نہیں ہوتا۔ البتہ راتوں کی نیند اور دن کا چین جس
 چیز نے حرام کر رکھا ہے۔ وہ قربانی کے روپیہ کا ضیاع ہے
 شاباش مبلغ اسلام! خوب خدمت کر رہے تو اسلام کی
 آئینہ کیوں نہ دوں کہ تمہارا کہیں جے
 ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جے

پرویز کا تعارف

گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے آپ پرویز سے متعارف ہو چکے ہیں کہ وہ نہ صرف

شکرِ حدیث ہی ہے۔ بلکہ اس نے قرآن کے من مانے معنی اور تفسیر بالرائے کر کے تیرہ سو سالہ اسلام کی پوری پوری مخالفت کی ہے۔ اس کے نزدیک اخیوالصلوٰۃ اور اتوا الزکوٰۃ کے معنی مفہوم اور مطلب ساری امت سے جدا اور مختلف ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، خیرات، قربانی، تلاوت قرآن — سلام کے مسلمات، معتقدات، اور ارکان پرویز کے نزدیک بزرگائی ہے۔ وہ صاف لکھتا ہے۔

مسلمانوں سے پوچھئے۔ جو ان بیڑوں کو ہزار برسوں سے اپنے سینے سے لگائے پیر رہے ہیں ؟
(قرآنی فیصلے)

مطلب صاف ہے کہ ہزار برسوں سے جس اسلام کو مسلمان اپنے سینے سے لگائے پیر رہے ہیں، یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ نئی سب کچھ نادر ہے۔ ہاں پرویز کا خاندان ساز اسلام جو ظلموں کا ماں ہے۔ صرف یہ ہی دین ہے۔ اس کو مانو! اخیسوں! درد کا دماغ موت سے کر کے مسیحا بنتے ہیں۔ دراصل پرویز صاحب لکھتا ہے کہ لادینی پھیلانا چاہتے ہیں۔ کہ لوگ نام کے مسلمان بن جائیں۔ مذہب ان کا پرائیویٹ معاملہ رہے۔ زکوٰۃ، نماز، اور دوسرے اسلامی ارکان کا جس طرح انہوں نے استحقاق اور استہزاء کیا ہے۔ وہ آپ ہیچ پرٹھ آئے ہیں۔

پرویز صاحب نے جو کچھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ محض ان کا ذاتی خیال ہے۔ اس ذاتی خیال اور سرائے کو وہ دین اسلام کہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ اس کتاب کے گذشتہ صفحے میں اچھی طرح پڑھے آئے ہیں۔ اس سے آپ بخوبی واقف ہو چکے ہوں گے۔ کہ پرویز صاحب کون ہیں۔ ان کا مبلغ کیا ہے؟ اور وہ کون سا اسلام پیش کر رہے ہیں۔ پرویز صاحب کے اس تعارف کے بعد اب ہم حدیث محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور حجیت پر قلم اٹھاتے ہیں۔ تاکہ آپ نہ صرف حدیث کی حجیت اور اہمیت پر ایمان لائیں بلکہ قرآن کی تشریح اور مطلب خیزی کے نور سے بھی آپ کا سر روشن ہو! حدیث کے دین ہونے اور اس کی حجیت و اہمیت کے دلائل سے پہلے سطور ذیل ذہن نشین فرمائیں۔

متن اور تشریح

متن (THE TEXT) کے معنی ہیں کتاب کی اس عبارت، بغیر شرح اور حاشیے کے؛ اور شرح (Commentary) کے معنی ہیں کھولنا، کشادہ کرنا، گہرے مطلب کو بین کرنا؛ پڑھے لکھے لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ متن کی شرح بھی ہوتی ہے۔ متون حدیث، متون فقہ، متون منطق، متون کلام، متون صرف و نحو، اور متون طب وغیرہ کی شروح

ہیں۔ جن سے متون کی گرہ کشائی ہوتی ہے۔ عمیق اور گہرے مطالب اور ادق معانی کی چٹائیں پانی بن کر بہ نکلتی ہیں۔ فن سے تشنگانِ علم سیراب ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی واضح رہے۔ کہ متن کی شرح کرنا ہر کہہ و مہمہ کا کام نہیں ہے۔ بلکہ بڑے جان جوکھوں کا کام ہے۔ شرح کرنے کے لئے شارح کا امام علم ہونا ضروری ہے۔ پھر شرح کے لئے اندسے اور ضابطے ہیں۔ گرامر کا لحاظ، زبان کی پابندی، ہر ہر لفظ پر دلائل، اور شواہد لانا، محققات اور منقولات پر پوری، ری نظر ہونا۔ متن جس فن سے متعلق ہو، شرح اسکی مناسبت سے کرنا وغیرہ۔ از بس ضروری ہے۔ اگر کوئی کسی کتاب کے متن کی شرح، شرح کے ضابطوں کی حدود پھاند کر کرے۔ تو اس کو اوٹ پٹانگ اور یاد گوئی کہیں گے۔ وہ متن کے ساتھ مذاق کرنے کے باعث عوام کا مذاق بنے گا۔

اسم الفار اکسیر جسم ہے | اسم الفار ایک مشہور زہر ہے اے سنگھیا
اسم۔ مرگ موش۔ قتال، زہر آدم، شک
بلاک وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ یہ زہر اکسیر جسم ہے۔ تمام

پرویز صاحب کو شرح کرنے کیلئے دنیا میں کوئی کتاب نہیں ملی۔ انہوں نے قرآن پر تصانیف کرنا شروع کر دیا ہے۔ ضابطوں سے بے نیاز ہو کر من مانے معنی اور نفسانی شرح کے قرآن پر تم ڈھا رہے ہیں۔ سنا ہے کہ وہ سائے قرآن کا ترجمہ بھی کرینگے جب وہ بے اہل نفسانی ترجمہ چھپا۔ تو خدا جانے اسے پڑھنے والوں کا کیا حشر ہوگا۔

امراض بارده ، بلغمیہ ، و ریاحیہ میں از حد مفید ہے۔ فالج ، بقوہ
 رعشہ ، تشنج ، استرخام اعصاب ، پرانی کھانسی ، ضیق النفس
 میں بے حد موثر ہے۔ مقوی معدہ ، دافع ریاح بارده
 استسقاء ہے۔ زائد رطوبات کو خشک کرتا ہے۔ قوت باہ
 امساک میں بالخاصہ مشہور ہے۔ وجع المفاصل ، عرق النساء
 درد کمر ، آتشک جذام ، بہق ، برص اور قردح مزمنہ میں
 تریاق ہے۔ خون صاف کرتا ہے۔ بھگند اور ناسور کو دور کرتا
 ہے !

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ سم الفار میں مذکورہ فوائد
 اثرات پائے جاتے ہیں۔ لیکن سم الفار کو جو ایک خطرناک
 مہلک زہر ہے۔ دوا کی شکل میں کھانے کے قابل بنانا، متاع
 خوراک مقرر کرنا، طریقہ استعمال بنانا، دوران استعمال احتیاط
 اور پرہیز رکھنا، یہ سب باتیں بھی نہایت ضروری ہیں۔ طب
 قاعدے اور ضابطے کو بالائے طاق رکھ کر اگر کوئی منکر جہد
 کہے۔ کہ سم الفار چھ ماہے باریک پس کر علی الصبح دودھ
 سیر کے ساتھ کھایا کریں۔ ایک ہفتہ میں جوانی عود کر آئے
 تو آزاد خیالی کی اس "تفسیر بالرائے" پر عمل کر نیوالا پہلی خواب
 میں ہی راہی ملکِ عدم ہو جائیگا۔ یاد رہے۔ کہ سم الفار کو
 کھانے کے قابل بنانے اور اس کے اکیبری اثرات سے مفید
 ہونے کے لئے طبی قاعدوں پر عمل پیرا ہونا از بس ضروری ہے
 چنانچہ کتب طب میں اسکے استعمال کے صدقہ قاعدے بھی

موجود ہیں۔ سم الفار کا صلابہ، سم الفار کی تدبیر، سم الفار کا تشویہ
 شگفت سم الفار، جوہر سم الفار، عرق سم الفار، روغن سم الفار
 اب اگر آپ موجد اور ماہر کی ہدایات کے مطابق سم الفار
 کو صلابہ یا تدبیر یا تشویہ، شگفت، جوہر، عرق یا روغن کی
 صورت میں بنا کر بنائی ہوئی مقدار خوراک سے استعمال کریں گے
 تو اس کے حیرت انگیز اثرات سے مستمتع ہوں گے۔

اس مثال سے یہ بات سمجھ لیں کہ متن قرآن کی تشریح
 جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، وہی
 آپ کے ایمان و روح کی صحت اور سلامتی کی ضامن ہو سکتی
 ہے۔ کیونکہ قرآن خدا کا کلام ہے جس ذاتِ اقدس پر وہ
 نازل ہوا ہے۔ وہی اس کا مطلب بنا سکتی ہے۔ غیر نبیوں
 کے کلام کی تشریح غیر نبی کر سکتے ہیں۔ اللہ کے کلام کی تشریح
 اللہ کا نبی ہی کر سکتا ہے۔ غیر نبی نہیں کر سکتا۔ وہ نہیں
 جانتا کہ خدا کی مراد الصلوٰۃ، الصوم، الزکوٰۃ، الحج وغیرہ سے کیا
 ہے۔ اور ان اور ان جیسے دوسرے نادر امور پر کیونکر عمل کرنا
 ہے۔ نبی اکرم نے قرآن کی تشریح خدا کی وحی اور اس کے انشاء
 سے بنائی ہے۔ جو عین منشاء خداوندی ہے۔ اور خدا اسی
 تشریح کے مطابق امت سے قرآن پر عمل کروانا چاہتا ہے
 لیکن پردہ سادب کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآنِ احمیث، کوئی ضروری نہیں
 وقت کی ضرورت کے مطابق پردیز کی تشریح قرآن پر

عمل کرنا لازم ہے۔ کہ مرگ موش کی چھ ماشہ کی پھنکی نہار منہ
لیا کرو۔ ایمان اور روح موت کی نیند سو جاہیں گے۔

اپ جلتے ہیں۔ کہ موجد جو دوائی خلق
خدا کے نفع کیلئے پیش کرتا ہے۔ وہ

پرچہ ترکیب استعمال

اس کے ساتھ پرچہ ترکیب استعمال بھی دیتا ہے۔ آپ کسی انگریزی
دوا فروش کی دکان پر چلے جائیے۔ وہاں آپ کو سٹیکروں ادویہ
ملیں گی۔ ہر دوائی کی شیشی پر اس کا فارمولا، اس کی مقدار
خوراک اور طریق استعمال لکھا ہوگا۔ اس دوائی کے استعمال کرنے
والے پر پرچہ ترکیب استعمال کی پابندی لازمی ہوگی۔ اگر وہ کہے کہ
مجھے موجد کے پرچہ ترکیب استعمال کی کوئی ضرورت نہیں میں خود
اپنی بات سے اس دوائی کو استعمال کروں گا۔ تو آپ خوب جانتے
ہیں۔ کہ اس خود سرمرینن کا کیا حشر ہوگا۔ یہی مثال پرویز صاحب
کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید جو نسخہ کیا ہے۔ میں اس
کے استعمال کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بنائے ہوئے پرچہ ترکیب استعمال کی پابندی ضروری نہیں
سمجھتا۔ بلکہ میں اس کے استعمال کے لئے خود پرچہ ترکیب استعمال
تجویز کروں گا۔ اب آپ سوچیں۔ کہ پرویز پرچہ ترکیب
استعمال پر عمل کرنے کا کیا نتیجہ ہوگا: حضور انورؐ کی جیشیہ
تو یہ ہے

نخل کر حرا سے سوئے قوم آیا : اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
میں خام کو جس نے کندن بنایا : کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

نسخہ کیمیا (قرآن مجید) خدا کے ہاں سے لائیں تو حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور خدا اسی نسخہ میں
حکم دے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ج (پس ۴)

اور جو کچھ کہ (قرآن پر عمل کرنے کے لئے) دے تم
کو رسولؐ پس لے لو اس کو!

یعنی نسخہ کیمیا کے استعمال کرنے کیلئے پرچہ ترکیب استعمال
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لو۔ کیونکہ قرآن
مفسور پر اترا ہے۔ اور اس کا پرچہ ترکیب استعمال خدا نے
آپ کو ہی بنایا ہے۔ لیکن پرویز کہتا ہے۔ اس نسخہ کیمیا
کا پرچہ مجھ سے لو۔ پیر جو شخص سرور عالم سے استغناء برت
کر پرویزی پرچے پر عمل کرے گا۔ اس کا انجام اُس آدمی کی
طرح ہوگا۔

جو کوئین (Quinine) ایک نخت ایک ٹولہ کھا جائے۔

جو ٹنکچر ایوناسٹ (TINCTURE ACONITE) پوری

اونس پی جائے۔

جو مورفین کلاہڈروکلورائیڈ (MORPHINE HYDRO CHLORIDUM) ایک لاکھ

ٹہ اس کی مقدار خوراک ایک سے دس گرین ہے۔ اس زہری مقدار خوراک دو سے
پانچ بوند ہے۔ یہ بیش یعنی میٹھا تیبا ہے۔ اسے پھونگ بھی کہتے ہیں۔

کہ افیون کا جوہر ہے۔ سفید چکدار، باٹم سفوف، مسکن اہم، منوم اور نخر ہونا
ہے۔ اس کی مقدار خوراک $\frac{1}{2}$ سے $\frac{1}{4}$ گرین تک ہے۔

جو سٹرکینین (STRYCHNINE) ساٹھ گرین پھانک لے۔
 ظاہر ہے کہ امام طب اور موجد ڈرگ کی ہدایت سے بے نیاز
 ہو کر جو خانگی پرچہ کے مطابق نسخہ استعمال کریگا۔ وہ موت کی
 آغوش میں چلا جائیگا۔ ضرور ہلاک ہو جائے گا۔ اسی طرح جو
 نسخہ قرآن کو صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ہدایت سے لاپروا ہو کر استعمال کرے گا۔ اس کا ایمان
 ہلاک ہو جائے گا۔ وہ کبھی نجات نہ پائے گا۔

اگر باو زرسیدی تمام بو لہبی است

دنیا میں سینکڑوں علوم و فنون
 انسانوں نے بنائے اور تجویز کئے

پرویز کی زولید فکری

ہیں۔ پھر ان فنون کے اصولوں کی شرحیں اور جزئیات بھی ہیں
 جن کو ساری دنیا مانتی ہے۔ اور پرویز صاحب بھی ان میں
 دخل نہیں دیتے۔ مثلاً علم طب ہے۔ ویدک ہے۔ ایلوپیتھی
 ہومیو پیتھی ہے۔ جغرافیہ، تاریخ، جیومیٹری، الجبرا، حساب، صرف نحو

یہ جو ہر کچھ ہے۔ بے رنگ و بو باریک قلمیں، ذائقہ نہایت تلخ، محرک
 تھاع اور جزل ٹانک ہے۔ اس کی مقدار خوراک پہلے گرین سے پہلے گرین
 لکھ پرویز صاحب دنیا کے کسی علم و فن میں دخل نہیں دیتے۔ وہ
 دیتے ہیں۔ تو صرف قرآن میں دخل دیتے ہیں کہتے ہیں حضرت محمد رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر قرآن کا مطلب مجھ سے پوچھو! حدیث میں
 نہیں ہے !!

منطق، نفسیات، کلام، فلسفہ، اخلاق، فن تعمیر کے ہزاروں اصول، سائنس کے ہزاروں شعبے، ہر شعبہ کے لاکھوں قواعد۔ پرویز صاحب ان سب کے آگے ہر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ کیا مجال جو بولیں۔ پرویز صاحب کو کہیے کہ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ جراثیم کروبیہ (گول جراثیم) پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ مائکرو کاکائی (MICROCOCCI) ڈیپلو کاکائی (DIPLO COCCI) ٹیٹرا کاکائی (TETRA COCCI) سٹریپٹو کاکائی (STREPTO COCCI) سٹیفی لو کاکائی (STEPHYLO-COCCI)۔ یہ پانچ قسم کے گول جراثیم ورم اور پیپ پیدا کرنے والے ہیں۔ پرویز صاحب کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔ کہیں گے ٹھیک ہے۔

پرویز صاحب کو کہیے کہ انسانی دریافت یعنی علم تشریح کا لہنا ہے کہ آپ کے چہرے میں چودہ ہڈیاں ہیں۔

نیزل بونز (NASAL BONES) دو۔ سوپریئر میگزیری بونز (SUPERIOR MAXILLARY BONES) دو۔ بیکری مل بونز (LACRIMAL BONES) دو۔ میڈیولونز (MALAR BONES) دو۔ پے لیٹ بونز (PALATE BONES) دو۔ انفریئر ٹربی نیٹ بونز (INFERIOR TURBINATED) دو۔ وومر (VOMER) ایک۔ انفریئر میگزیری بونز (INFERIOR MAXILLARY) ایک۔ کل چودہ ہوئیں۔ پرویز صاحب فوراً کہیں گے۔ ہاں بے شک ہیں۔

پرویز صاحب کے لئے اگر کوئی ڈاکٹر صدیوں پہلے ہی تحقیق کے مطابق نسخہ تجویز کرے گا۔ تو یہ ہرگز اذیت نہیں

کریں گے۔ فوراً استعمال کر لیں گے۔ اگر کوئی انجکشن لگانے سے
 گا۔ تو پرویز صاحب کبھی نہ کہیں گے۔ ڈاکٹر صاحب! درید کی بجائے
 زیر جلد لگائیے۔ اور زیر جلد لگانے والے کو کبھی انٹرامسکولر
 کا مشورہ نہ دیں گے۔ بلکہ امانا و صدقنا کہیں گے۔

پرویز صاحب صدیوں قبل کے اطباء۔ بقراط، ارسطو،
 ثاؤ فرس طس، ویسفوریدوس، پلاٹینی، جالینوس، ذکریا رازی،
 ابو علی سینا، ابوریحان، شیخ داؤد انطاکی، ابن البیطار وغیرہ
 کی تحقیق، تشریح، اور جزئیات و اصول پر حرف نہیں لاتے
 وہ میتھی اولس، ہونارڈس، کلوسی اوس، ڈاکٹر پوسٹ، ڈاکٹر
 بیری، جی او فرانی، ڈاکٹر گیبرٹ کی دریافتوں، اور ان کے اقوال کو
 نہ دل سے مانتے ہیں۔ پرویز صاحب مہارشی چرک کی چرک سنگھت
 اور ششرت کی ششرت سنگھتا، مادھو اچاریہ کی مادھونندان، بھاد
 مشر کی بھاڈ پرکاشس، شانگ دھر کی شانگ دھر، اور نہری
 کی راج نگھنٹو۔ علم ویدک کی ان کتابوں کے مندرجات
 کو مانتے ہیں۔ اور سنکھیا، کچہ، بچھناگ، باا، رسکیور، وارچک
 جوزمائل وغیرہ کو اس لئے منہ نہیں لگاتے ہیں۔ کہ ویدوں سے
 کہا ہے۔ اگر کھاؤ گے۔ تو مر جاؤ گے۔ گویا ویدوں کی زبان
 پورا اعتبار ہے۔ اور یہ بھی تسلیم ہے۔ کہ یہ کتابیں صدیوں
 لکھی ہوئی درست ہیں۔

پرویز صاحب تاریخ پر اعتبار کر کے بابر، ہمایوں، جہانگیر
 شاہجہان، اورنگ زیب، اور ان کے وزراء کو مانتے ہیں۔ ہندو

کی ہزاروں برس کی تاریخی ہستیوں اور باتوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں
 جغرافیہ کی رو سے وہ ہر ایک ملک کا رقبہ، آبادی، دریاؤں کی
 لمبائی اور پہاڑوں کی اونچائی بھی مانتے ہیں۔ گرامر میں فاعل،
 مفعول، جار، مجرور، مذکر، مؤنث، واحد، تثنیہ، جمع، مبتداء
 خبر وغیرہ بھی قبول کرتے ہیں۔ وہ ہر قسم کے مروج پہیائوں، اور
 وزنوں کو مانتے ہیں۔ یورپ کے فناؤں، منکروں، ادیبوں -
 فلاسفوں، کی تصدیق کرتے ہیں۔ ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کے
 اصولوں، تحقیقوں، ایجادوں، اور تشریحوں کی تصدیق کرتے ہیں
 دنیا کے ہزاروں برس کے تاریخی واقعات اور لاکھوں اکابر کی
 باتوں کو مانتے ہیں۔ وہ نہیں مانتے تو صرف حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات (حدیث)
 نہیں مانتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ حضرت انور کی بات (حدیث) داخل
 دین نہیں۔ حضور کی تشریح قرآن رسنت کی ضرورت نہیں معلوم
 ہوتا ہے۔ کہ پرویز کو قرآن دانی کا "ٹاک سیمیا" ہو گیا ہے
 جو کہتا ہے۔ مسلمانوں سے پوچھتے۔ جو ان چیزوں کو ہزار برس
 سے اپنے سینے سے لٹائے پھر رہے ہیں؟ یعنی ہزار برس سے
 مسلمان جو رسول رحمت کی تشریح قرآن پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ
 گمراہی ہے۔ اب پرویز کی تشریح قرآن ہی قرآنی نظام بنائے گی۔
 "سکونزم" کے مرثیوں کا ہڈیاں اس طرح مسلمانوں کو پریشان کر
 رہا ہے۔ ان کے "ٹاک ایفیکٹ" کی بہت سی علامتہ
 آپ پیچھے دیکھ آئے ہیں۔ مگر ملاحظہ ہو۔

آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے۔ وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو۔ قرآنی دین سے اس کا کوئی تعلق واسطہ نہیں! (سلیم کے نام ص ۲۵۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور سنت کے مطابق ہزار نیرہ سو برس سے مسلمان جو نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے تمام اعمال بجا لا رہے ہیں۔ یہ مذہب قبل از قرآن یعنی جاہلیت کے زمانہ کا مذہب ہے۔ اس کو قرآن سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ پرویز کی تشریح قرآن کے مطابق نہیں۔ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کے مطابق ہے۔ اب قارئین کرام آپ ہی فیصلہ کر لیں۔ کہ پرویز کون ہے؟ اور وہ اسلام کا جو نیا ایڈیشن پیش کر رہا ہے۔ وہ کیا ہے؟

جدا سنت ہو قرآن سے تو رہ جاتی ہے پرویزی

سنت دراصل وہ نور ہے۔ جس کی تابانی میں قرآن پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔ اور اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ جب سنت کو دین سے خارج کر دیا۔ تو پیچھے رہ گیا۔ قرآن! اب اسے موم کی ناک بنا کر جدھر چاہو موڑ لو۔ اس کے جو معنی چاہو کر لو۔ جو تشریح نفس کہے بیان کرو۔ اسے کھلونا سمجھ کر اس سے کھیل کوئی پوچھنے والا نہیں! کوئی ٹوکنے والا نہیں۔ غرض اسے مرفح شاہجہان بنا کر دنیا کو گمراہ کرو۔ یہی حال پرویز صاحب

ہے۔ اگر سنت اور حدیث کو مانیں۔ تو پھر قرآن کے ساتھ من
مانی نہیں کر سکتے۔ کہ قرآن لانے والی ذات اقدس نے فرمایا
ہے۔

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْسِهِ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ مَا امشكوة كتاب العلم
حضرت ابن عباس روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے
اپنی رلے سے قرآن میں کچھ کہا۔ تو اسے اپنا حکمانا
اگ میں کرنا چاہیے۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآن
سے استغناء برت کر اپنی مرضی، خواہش اور رائے سے من
مانی تشریح کرنے والا جہنمی ہے۔ اس انتباہ سے الحاد کا دروازہ
بند ہو گیا ہے۔ کوئی قرآن کے نہ من مانے معنی کر سکتا ہے
نہ تفسیر! یہ حضورؐ نے اس لئے فرمایا کہ قرآن موم کی ناک
نہ بنا لیا جائے۔ کہ جدھر چاہا موڑ لیا۔ بلکہ ساری امت کو
اطاعت رسولؐ کی نکلیں ڈال دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ
ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کی تشریح حضور انورؐ سے اپنی مرضی
کے مطابق آپ کرانی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ - (پکاء ۱۲)

اور ہم نے تم پر قرآن اتارا ہے تاکہ جو احکام لوگوں

(کی ہدایت) کے لئے ان کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تم ان کو اچھی طرح سمجھا دو۔

اس ارشادِ خداوندی کے مطابق حضورؐ نے سنتِ قرآن کی تشریح کر دی۔ اور امت کو قرآن کا مطلب سمجھا دیا۔ پھر ارشاد ہوا۔ اَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ تم رسولؐ کی اطاعت کرو۔ یعنی حضورؐ کی تشریحِ قرآن پر عمل کرو۔ پس جب تک سنت کو حجت فی الدین نہ مانا جائے گا۔ اس وقت تک قرآن پر عمل نہ کیا جاسکے گا۔ پرویز صاحب قرآن کا مشہ کرنے کے لئے سنت اور حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ سنت ترک ہو تو قرآن میں کجروی کی راہ کھلے۔ الحاد کے دروازے وا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَدَّرُوا الدِّينَ يُلْمِدُونَ فِيْ اَسْمَائِهَا سَيُجْزَوْنَ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۴ ۱۲)

اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو۔ جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔

پرویز صاحب پر اس آیت کی بالراست زد پڑتی ہے۔ کہ وہ قرآن میں کجروی کرتے ہیں۔ اس کے مقررہ معنوں اور تفسیر کو جو پونے چودہ سو سال سے امت میں جاری اور ساری ہے بدلتے ہیں۔ یہ بدلتا ہی قرآن کو طرہاً اور کج کرنا ہے۔ یہی

یہ رسولِ خدا کی تشریحِ قرآن سے منہ موڑ کر اپنی خواہش اور رائے سے قرآن کے معنی اور تشریح کرنا کجروی کہلاتا ہے۔

پرویزی ہے۔ پس جب سنت قرآن سے جدا ہوئی تو پرویزی رہ گئی۔

زمین کیا آسماں بھی تیری کج بینی پر روتا ہے
غضب ہے سہ قرآن کو چھپا کر دیا تو نے

خطاب بہ پرویز

نماز کیا ہے؟ | تارین کرام! قرآن مجید میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات اور دوسرے اسلامی اوامر کا

ذکر آیا ہے جس کو پرویز صاحب بھی مانتے ہیں اور ہر مسلمان ان ارکان کو تسلیم کرتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ خدا نے ان چیزوں کا حکم دے کر ان پر عمل کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ عمل کو اپنانے اور آپ کا اتباع کرنیکا ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میرے احکام پر اس طرح عمل کرو جس طرح میرے رسول نے کیا ہے۔ لیکن پرویز صاحب (جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں) اس بات کے قائل نہیں ہیں وہ قرآن کی تشریح رسول کو نہیں مانتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ حضور کی تشریح اور ان کا عمل بالقرآن ان کے وقت کے لئے ہی عفا۔ قرآن کی تشریح ہر زمانے میں وقت کے تقاضوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ اور ساری امت رسول جو پونے چودہ سو سال سے احکام قرآن کو بطریق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مان کر

عمل کر رہی ہے۔ پرویز کے نزدیک وہ اسلام پر نہیں چل رہی ہے۔ ہزار تیرہ سو سال سے جس چیز کو وہ سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ قبل قرآن کی جاہلیت پر عمل پیرا ہے۔ اب ہم پرویز صاحب سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ نیک نیتی اور شرافت سے قرآن، قرآن پکارتے ہیں۔ اور صرف اسے ہی واجب العمل کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک حدیث اور سنت دین نہیں ہے تو مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب صرف قرآنی آیات سے دیں :-

(۱) قرآن مجید میں بار بار اقیما الصلوٰۃ کا حکم آیا ہے۔ کہ نماز قائم کرو۔ بتائیے! الصلوٰۃ کیا ہے؟

(۲) اسے کس طرح قائم کریں؟

(۳) یہ نماز دن رات میں کتنی بار قائم کریں؟

(۴) اس کے اوقات کیا ہیں؟

(۵) ہر وقت کب شروع ہوتا ہے۔ اور کب ختم ہوتا ہے؟

(۶) ہر نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؟

(۷) ہر رکعت میں کیا کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب لغت میں نماز کے معنی | صلوٰۃ کے معنی لغت میں یہ ہیں :-

نماز، دعا، رحمت، درود بر رسول و فرشتگان، و ہوا اس
یوضع موضع المصدر تقول منه صلات صلوٰۃ لا يقال تصایتہ تص
نماز گزاروں، درود گفتن و راست کردن عصا و چوب بہ آتش
نماز گزار، وصلی الفرس اذا جاء مصلیا و ہوالذی یتلور السابق لان را

عند صلواتہ ، صلواتہ بالفتح سنگ پہن ، صلی بریان کردن گوشت ۔
(صرح)

دعا۔ و آمرزش و رحمت و نماز از منتخب و در صراح نوشتہ نماز
و دعا از بندہ و رحمت از خدا تعالی و درود بر رسول و فرشتگان
و در شرح نصاب صلوة ماخوذ است از صلوات کہ بمعنی سرین است
چون نماز کنندہ در سجود سرین بر میدارد۔ این فعل را صلوة
گفتند و بمعنی لغوی صلوة تحریک الصلوات نوشتہ اند یعنی
جنبانیدن ہر دو سرین و معنی نماز منقول است ازین معنی۔
(غیاث اللغات)

صلی صلوة او صلوة ، نماز پڑھنا ، دعا کرنا ، عبادت کرنا ،
صلی بیلے صدیا ، بھوننا ، کباب کرنا ، تلنا ، آگ میں رہنا ، آگ
کے عذاب کو برداشت کرنا ، تصلی ، آگ تاپنا ۔ (معجم العربیہ)
الصلوة ، دعا ، نماز ، تسبیح ، رحمت ، گوشت بھوننا ، شکار ،
کے لئے جہاں لگانا ، آگ کی گرمی برداشت کرنا ، معاملہ کی
سختی برداشت کرنا ، لاکھٹی کو آگ سے تپا کر سیبھی کرنا ، آگ
تاپنا ۔
(المنجد عربی اردو)

پرویز صاحب ! بتائیے۔ کہ نماز کے اتنے معنوں میں سے
آپ کون سا معنی اختیار کریں گے۔ اور جو معنی آپ اختیار کریں
گے۔ آپ کے پاس اس معنی کو خاص کرنے کی کیا دلیل ہے؟
اپنی اپنی مرضی سے نماز کی تشریح | پرویز صاحب ! ایک شخص
مذکورہ معنوں میں سے

صلوٰۃ کے معنی نماز اختیار کرتا ہے۔ اور نماز کے معنی لغت میں پرستش، خدمت، اطاعت، بندگی، عبادت، خدمت گاری، فرماں برداری، نیاز، عاجزی، انکار، سجدہ، جہم سائی ہیں۔
(فیروز اللغات)

تو جو نماز کے معنی خدمت جان کر بنی نوع انسان کی خدمت کرنے لگ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ یہی نماز ہے۔ خدمت خلق کرنا نماز پڑھنا ہے۔ اور مشہور شعر بھی ہے۔

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں !

کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

بس انسان کا انسان کے کام آنا عبادت ہے اور یہ عبادت

نماز ہے۔ پرویز صاحب آپ اس کو کس طرح منع کر سکتے ہیں

کہ تمہارا ایسا کرنا نماز نہیں ہے؟

ایک شخص والدین کی، استادوں اور بزرگوں کی اطاعت

کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہی نماز پڑھنا ہے۔ آپ اسکو کیسے

کہہ سکتے ہیں کہ تو نمازی نہیں ہے؟

ایک شخص بڑی عاجزی اور انکاری سے زندگی گزارتا ہے

اور کہتا ہے کہ نماز ہے ہی عاجزی اور انکار! بس میں نماز

میں ہوں۔ کہیے۔ کیا وہ فریضہ نماز سے سبکدوش ہو گیا؟

ایک شخص دن میں چند مرتبہ سجدہ کر دیتا ہے اور کہتا ہے

نماز دراصل سجدہ ہی ہے۔ کہیے! کیا وہ نماز قائم کر چکا؟

ہاں یہ بھی فرمائیے کہ مذکورہ تمام صورتیں چونکہ نماز کے معنی

لہذا کسی کو کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ کوئی ان سورتوں کے اختیار کرنے
 والے کو کہے۔ کہ وہ نمازی نہیں ہے؟

نماز کے معنی دعا کرنا ہے۔ اگر کوئی بڑے غطوص سے اپنے اور
 عام لوگوں کے حق میں خدا سے عافیت کی دعا کرتا ہے۔ اور کہتا
 ہے۔ کہ یہی نماز ہے۔ کہے۔ کیا وہ نمازی ہے؟

نماز کے معنی رحمت یعنی رحم (MERCY) کے ہیں۔ لہذا
 خدا کی مخلوق پر رحم کرنا نماز پڑھنا ہے۔ کیا ایسا آدمی نماز نہیں
 پڑھتا؟

صلوٰۃ کے معنی رسولِ خدا پر درود بھیجنا ہے؛ ایک شخص
 اللہم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ — کہتا ہے۔ کیا وہ نماز کا فرض بجا لا
 چکا؟ صلوٰۃ کے معنی بکری کو آگ پر سیدھا کرنا ہے۔ کیا وہ
 شخص جو بیڑھی بکری کو آگ پر سیدھا کرے نماز پڑھتا ہے؟
 صلوٰۃ کے معنی گوشت بھوننا بھی ہے۔ کیبے کباب بنا پوائے
 دکان دار جو سارا دن گوشت بھونتے رہتے ہیں — نماز
 پڑھتے ہیں؟

صلوٰۃ کے معنی تدا بھی ہیں۔ حلوائی جو پوریاں تکتے رہتے
 ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں؟

صلوٰۃ کے معنی آگ تاپنا بھی ہے۔ سردی میں رات بھر لوگ
 کوٹے دھکتے، اور آگ تاپتے ہیں۔ کیا ان کا یہ نماز پڑھنا
 ہے؟

صلوٰۃ کے معنی جنابانیدین پر درود بھیجنا یعنی دونوں ہاتھوں سے

ہانا بھی ہے۔ کیا وہ لوگ جو ایک سرین کے بل بیٹھے بیٹھے تھک جاتے ہیں۔ تو پھر دوسرے سرین پر ہو جاتے ہیں۔ یہ سرین ہلانے والے اگر کہیں۔ کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ تو پرویز صاحب کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ نمازی نہیں ہیں؟

نماز کے معنی شکار کے لئے جاں لگانا۔ شکاری جو مچھلیوں وغیرہ کے لئے جاں لگاتے ہیں۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں!

نماز کے معنی آگ کی گرمی برداشت کرنا بھی ہے۔ سارا دن جو لوگ آگ کے آگے کام کرتے ہیں۔ لوبار، حلوائی، ویڈیونگ کا کام کرنے والے اور دیگر متعدد دستکار لوگ واقعی آگ کی گرمی برداشت کرتے ہیں۔ وہ سینے پر ہاتھ مار کر کہہ سکتے ہیں کہ ہم سارا دن نماز ہی پڑھتے ہیں۔ کیونکہ نماز کے معنی ہیں آگ کی گرمی برداشت کرنا!

نماز کے معنی ہیں۔ معاملہ کی سختی برداشت کرنا۔ قرض خواہ اپنے مقروض کے پاس جا کر بڑی سختی سے تقاضا کرے۔ اور گالی گلوٹح پر اتر لے۔ معاملہ کی اس حد درجہ کی سختی پر مقروض صبر کرے اور اس سختی کو برداشت کرے۔ اور پھر کہہ دے۔ کہ میری نماز ہو گئی۔ کوئی اس کو کس دیں سے کہہ سکتا ہے۔ کہ تیری نماز نہیں ہوئی؟

نماز کے ایک معنی عبادت کے بھی ہیں۔ ہر کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ سب نیک کام عبادت ہی ہیں۔ لہذا جو نیک کام بھی کہہ

جائے۔ وہ عبادت بن کر نماز ہو جاتی ہے۔ پس ہر نیک کام کرنے والا نماز پڑھتا ہے۔

صلوٰۃ کے کس معنی پر عمل ہو | پرویز صاحب اگر آپ مسلمان ہیں اور دین اسلام کے ساقہ طہطا

نہیں کر رہے ہیں، تو قرآن کی آیت سے بتائیے کہ بروئے نعت جو اتنے معنی نماز کے اوپر بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے کون سے معنی اقیوا الصلوٰۃ پر عمل کرا سکتے ہیں؟

قارئین کرام! مسٹر پرویز کے پتے خاک بھی جواب نہیں۔ اور

آج تک اس نے کوئی جواب دیا ہی نہیں۔ اس نے صلوٰۃ کے متعلق کئی طرح کی یا وہ گوئی بیان کی ہے۔ جیسا کہ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ قرآن کے حوالے سے اس نے الصلوٰۃ کے کوئی معنی، کوئی مفہوم اور اس کے قائم کرنے کی کوئی صورت اجتہاد نہیں بتائی۔ صرف طبع زاد خرافات کہیں پکھ اور کہیں پکھ بھیری ہے۔ جس پر آج تک کسی نے عمل ہی نہیں کیا۔ اور نہ عمل ہو ہی سکتا ہے۔ یہ بات بالوضاحت ہم گذشتہ اوراق میں لکھ آئے ہیں۔

پرویز اسلام کے اس نقشے کو نہیں دیکھتا، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ نے اپنے خون سے رنگ بھرا ہے۔۔۔ ملنا پاتا ہے۔ اور اسلام سے (REVOLT) ریویولٹ (بغادنتہ) کر کے اس پر لڑتے ہیں۔ (LINE OF REVOCATION) کیپٹن پاتا ہے۔ اس نے

بارہا کہا ہے۔ کہ مسلمانوں سے پوچھئے۔ جو ان چیزوں کو ہزار برس سے سینے سے لگائے پھر رہے ہیں! اس نے لکھا ہے کہ آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے۔ وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو۔ قرآنی دین سے اس کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے!

کوئی ان سے پوچھے۔ کہ تیرہ سو سال سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی نماز تو زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہے۔ دین نا آشنا! تم نے آج تک قرآنی نماز کا نقشہ ہی مسلمانوں کو بتایا ہوتا۔ قرآن کی آیتوں سے مسجدوں میں پڑھی جانے والی نماز کی ہیئت ہی بیان کی ہوتی!

قارئین کرام! کیا اب بھی آپ کو یقین نہیں آیا۔ کہ یہ شخص دین صحیح کو محرف کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ اور قرآن قرآن پکار کر۔ قرآن کی آڑ میں دین کا صفایا کر رہا ہے۔ تیرہ سو سال مقدمات اسلام سے مسلمانوں کو پرے ہٹا رہا ہے۔

اس سے پوچھئے۔ کہ صلوٰۃ کے معنی قانون ربوبیت کے چھ چلنا۔ قرآن میں کہاں لکھا ہے؛ صلوٰۃ کے معنی ربوبیت کے اسباب فراہم کرنا۔ قرآن میں کہاں لکھا ہوا ہے؛ گھوڑوں میں اول درجے کے عین بیچھے دوڑنے والا گھوڑا۔ نمازی ہے۔ معنی قرآن میں کہاں لکھے ہوئے ہیں؛ جب کہیں بھی نہیں ہیں۔ تو اس ظالم انسان کو کہیئے۔ کہ تم کو رسالت کی گدی

کس نے بٹھایا ہے۔ جو تجھے یہ وحی ہو رہی ہے۔ افسوس! سارے
 جہان میں شور مچا رکھا ہے۔ کہ حدیث اور سنت دین نہیں۔
 دین نہیں، دین نہیں، اور کجروہ کی بے دلیل بات جو منہ سے
 نکلے دین ہے۔ سوچو تو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات
 دین نہیں۔ اور پرویز کی بات۔ ایجاد بندہ دین ہے۔
 لے صور اسرائیل ابھی شور مچا دے

قارئین کرام! صلوة کے جتنے معنی آپ نے اوپر پڑے ہیں۔
 بے شک وہ ٹھیک ہیں۔ اور زبان عرب میں اپنے اپنے موقع
 اور محل پر بولے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لفظ صلوة قرآن میں بھی
 آیا ہے۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ صلوة قائم کرو۔ یہاں صلوة کے کیا
 معنی ہیں۔ اور اس صلوة کو کس طرح قائم کرنا ہے۔ یہ بات
 کوئی شخص سوئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 نہیں جانتا۔ یعنی صرف حضرت بنتی مرتبت ہی خدا کی وحی اور
 انعام سے جانتے ہیں۔ کہ صلوة کس طرح قائم کرنی چاہیے اور
 قرآن میں اس کے معنی کیا ہیں؟ چنانچہ مفسر القرآن اللہ
 علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صلوة یہ ہے۔

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ كَيْ تَشْرَحَ رِاسَالَنَا

نیت کے ساتھ ہاتھوں کو قبلہ کی طرف منہ کر کے اُٹھائیں اور
 دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں یا کانوں تک اٹھائیں پھر دامن

ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر ان کو سینے پر باندھیں۔

(بخاری شریف، بلوغ المرام)

ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ (مجمع الزوائد)

ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں کشادہ اور کھلی رکھیں۔ (ترمذی)

پھر ہاتھ باندھ کر یہ دعا پڑھیں :-

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ

بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا

كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ التَّنَسُّبِ۔ اَللّٰهُمَّ

اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلْحِجِ وَالتَّبَرُّدِ ط

(بخاری مسلم)

خداوندا! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا بُعد (DIST

ANCE) ڈال دے، جتنا بُعد تو نے مشرق اور مغرب کے

درمیان ڈالا ہے۔ خداوندا! جس طرح سفید کپڑا (دُھلنے کے بعد

میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو گناہوں سے پاک

کر دے۔ خداوندا! میرے گناہ دھو ڈال (اپنی بخشش کے) پار

سے اور برف اور اولوں سے۔“

یا یہ دعا پڑھیں

سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ

وَ تَعَالَى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ط (مسلم شریف)

یا الہی! تو پاک ہے (ہر عیب اور نقصان سے) اور ہم پاک

بیان کرتے ہیں ساتھ تیری تعریف کے اور برکت والا ہے نام

اور بند ہے بزرگی تیری۔ اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے!

پھر یہ پڑھیں

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ . ط (ابن ماجہ شریف)

میں پناہ (REFUGE) مانگتا ہوں سائقہ اڑانے شیطان

مردود سے :

اس کے بعد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

أَمِينُ ۝ (مسلم شریف، بخاری شریف)

شروع سائقہ نام اللہ بخشش اپنے سے مہربان سے

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پلٹ والا ہے سب جہانوں

کا بخشش کرنے والا ہائیت مہربان ، مالک ہے روز جزا کا ہم تیری

ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد پاجتے ہیں۔ دیکھا ہم

کو رستہ سیدھا۔ رستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام لیا۔ نہ

رستہ ان لوگوں کا جن پر غضب لیا کیا۔ اور نہ ان لوگوں کا

رستہ جو گمراہ ہو گئے!

سورۃ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ کر پھر قرآن مجید سے جو یاد ہو

(بخاری شریف)

اس میں سے کچھ پڑھیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مفصل سے چھوٹی اور بڑی
سورتیں نماز فرض میں پڑھا کرتے تھے۔ (مالک)

یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد حضور قرآن سے سورتیں پڑھتے تھے۔

سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کی کوئی سورت پڑھ کر اللہ اکبر کہہ

کر ہاتھوں کو اٹھا کر رکوع کریں۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ)

رکوع میں پیٹھ بالکل سیدھی رکھیں۔ اور سر کو پیٹھ کے برابر

سر نہ تو اونچا ہو اور نہ نیچا ہو۔ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں

دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔ (بخاری۔ مسلم)

ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں پر کشادہ رکھیں۔ (حاکم)

دونوں ہاتھوں کو کھینچ کر رکھیں۔ ذرا خم نہ ہو۔ ہاتھوں کو

گردلوں سے الگ رکھیں۔ اور گھٹنوں کو مضبوط تقامنا ہے؟

(ابو داؤد)

رکوع کی دعائیں

پھر رکوع میں مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی دعا ایک

سے دس بار تک پڑھیں۔ (نسائی)

کم از کم تین بار پڑھیں۔ (بخاری شریف)

۱۔ سُبْحَانَكَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ط

پاک ہے رب میرا بڑا؟

۲۔ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا۔

(بخاری مسلم)

یا الہی تو پاک ہے (شرک سے اور ہر عیب سے) ہمارے

پروردگار ہم پاکی بیان کرتے ہیں، ساقہ تیری تعریف کے، خداوند! مجھ کو بخش دے۔

(۱۳) سُبُوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ (مسلم شریف)

بہت پاک ہے، نہایت پاک ہے، پروردگار فرشتوں کا۔

اور روح (یعنی جبرائیل) کا

رکوع کے بعد قوم

رکوع میں بڑے اطمینان سے (ایک سے دس بار تک) دعا پڑھ کر سبحان الله، لمن جہدا کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اور پڑھیں۔

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ (بخاری شریف)

اللہ نے سن لی، جس نے اُس کی تعریف کی۔ اے رب ہمارے اور تیرے واسطے ہی ہے تعریف، بہتہ پاک (شکر اور ریاست) جس میں برکت دی گئی ہے۔

بڑے آرام سے سیدھے کھڑے ہو کر پھر سجدہ میں کریں۔ اور مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی کم از کم تین بار اور زیادہ سے زیادہ دس بار پڑھیں۔

سجدہ کی دعائیں

سُبْحٰنَكَ سَمِيْعُ الْعَالَمِيْنَ (ترمذی شریف)

پاک ہے میرا بلند پروردگار!

سُبُوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ (مسلم شریف)

بہت پاک ہے ، نہایت پاک ہے پروردگار فرشتوں

کا اور روح (یعنی جبرائیل) کا

جلسہ کی دعا

پھر پورے اطمینان سے سجدہ کر کے بیٹھ جائیں اور یہ پڑھیں

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ ط

(ابوداؤد، ترمذی)

یا الہی بخش مجھ کو ، اور رحم کر مجھ پر ، اور ہدایت کر مجھ کو

اور عافیت سے رکھ مجھ کو اور روزی دے مجھ کو

دوسرا سجدہ

پھر جلسہ کے بعد دوسرا سجدہ کریں۔ اور پہلے سجدہ کی دعائیں

پڑھیں۔ پھر اطمینان سے دعائیں پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر جلسہ

استراحت کر کے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اور پہلی رکعت کی طرح۔

سورۃ فاتحہ ، پھر قرآن کی کوئی سورۃ پڑھ کر ، اللہ اکبر کہہ کر رکعت

البدین کے رکوع میں آئیں۔ اور رکوع کی دعا پڑھ کر بدست

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہہ کر قوم میں جا کر رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدُ

كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔ پڑھ کر سجدہ میں آ جائیں۔ سجدہ

کی دعا پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر جلسہ میں پہنچیں۔ یہاں دعا پڑھ کر

دوسرا سجدہ کریں۔ سجدے میں دعا پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر بائیں پاؤں بچھ کر

اس پر بیٹھ جائیں۔ اس جگہ بیٹھنے کو قعدہ نماز کہتے ہیں۔ یہاں

مندرجہ ذیل دعا پڑھیں :-

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ

أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَسْلَامٌ عَلَيْكَ
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ. أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

در بخاری مسلم:

عبادت زبان کی، اور عبادت بدن کی اور عبادت مال کی صرف
اللہ ہی کے لئے ہے۔ سلامتی ہو تم پر اسے نبیؐ اور رحمت اللہ کی
اور برکتیں اس کی۔ اور سلامتی ہو تم پر اور اللہ کے نیک بندوں
پر۔ میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ نہیں کوئی معبود نگر اللہ اور میں
گواہی دیتا ہوں یہ کہ مُحَمَّدٌؐ بندے اس کے اور رسولؐ اس
سے ہیں!

جب التَّحِيَّاتِ پڑھتے ہوئے آپ کلمہ شہادت پر پہنچیں۔
اَلْحَمْدُ شہادت سے اشارہ کریں۔ یعنی اَلْکَلِّ کو اِقْضَائِهِ

(البوراؤر۔ نمبر ۱۰۰)

اگر دو رات والی نماز ہے۔ تو التَّحِيَّاتِ کے بعد درود شریف
ذیل اور دعاؤں ذیل پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ نماز ہو گئی۔ اور اگر
تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہے۔ تو دوسری رکعت میں
صرف التَّحِيَّاتِ پڑھ کر کھڑے جائیں۔ اور پھر تہنِ اِسْمِ یا دو رکعت
پڑھ کر آخری قعدہ میں التَّحِيَّاتِ کے بعد درود شریف، اور دعا
پڑھ کر سلام پھریں۔

درود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ عَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ (بخاری مسلم)

یا الہی رحمت بھیج محمد پر اور آل محمد پر، جیسے تو نے رحمت
بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کیا گیا
بزرگ ہے۔ یا الہی برکت بھیج محمد پر اور آل محمد پر، جیسے تو
نے برکت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، بیشک تو تعریف کیا
گیا بزرگ ہے۔

آخری قعدہ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا ۗ وَ لَا یَغْفِرُ
الدُّخُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ
وَ اَرْحَمِنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝
(بخاری مسلم)

یا الہی بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ بہت
ظلم، اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔ پس بخش اپنی
ہی جناب سے مجھے بخشش۔ اور مجھ پر رحم کر۔ بیشک تو ہی
بخشنے والا مہربان ہے۔

اس کے بعد نماز سے باہر آنے کے لئے سلام پھیر دیں
دائیں طرف منہ کر کے اور بائیں طرف منہ کر کے۔
السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ

رَحْمَةً اَللّٰهِ ط (البوداؤن)

گروہوں درود و سلام اس رسول اطہر پر جس نے اقیوا الصلوٰۃ کی ایسی نورانی تشریح فرمائی۔ کہ اس پر عمل کرنا موجب بہشت بن گیا۔ اور تشریح وہ صدا بہار پھول ہے۔ جس کی دائمی مہک جوں کی توں مشام جان کو معطر کر رہی ہے۔ اور کرتی رہے گی۔ پھر حضورؐ نے نماز کا یہ طریقہ بتا کر فرمایا۔ صَلَّوْا کَمَا سَأَلْتُمْہُمْ ذِیْہِ اُصْحٰبِہٖ۔ (بخاری شریف) پڑھو نماز جس طرح دیکھتے ہو تم کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ یعنی میرے طریقے پر نماز پڑھو!

اصول قرآن کی جزئی

قارئین کرام! اقیوا الصلوٰۃ اصول قرآنی ہے۔ اس کی جزئی یا تشریح اس ذات اقدس نے فرمادی۔ جس پر یہ اصول نازل ہوا تھا۔ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کے مطابق نماز قائم کرنے کا طریقہ آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا۔ ساری امت رسولؐ اسی طریقے کے مطابق ہونے پروردگارؐ سے نماز قائم کرتی پہلی آ رہی ہے۔ قرآن مجید میں جو صلوٰۃ قائم کرنے کا حکم آیا ہے۔ ان صلوٰۃ کی ہیئت، سورت اور لہجہ طریقہ حضورؐ رسالت، ناب نے بتا دیا۔ لیکن پروردگارؐ کہتا ہے۔

حدیث، کا بیج مقام دینی تاریخ کا ہے۔ اس سے تاریخی فائدے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن دین میں جت

کے طور پر وہ (حدیث) نہیں پیش کی جا سکتی۔

(مقام حدیث حصہ دوم ص ۱۶۸)

چونکہ نماز کی تشریح رسولؐ یا نماز پڑھنے کا طریقہ یا اس کا شکل و صورت حدیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث دین میں حجت نہیں۔ اس لئے مذکورہ طریقہ نماز بھی دین میں حجت نہیں۔ اس ہیئت نماز کو دین کی حیثیت حاصل نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ نماز تو تیرہ سو سال سے ساری امت پڑھتی چلی آئی ہے۔ جو بقول پرویز غیر دینی ہے۔ اور غیر دینی ہو کر ضائع گئی ہے۔ پرویز صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ تیس برس سے جو نیا اسلام طلوع کر رہے ہیں۔ اس میں دینی نمز کی ہیئت اور قائم کرنے کا طریقہ بتاتے۔ اقیوا الصلوٰۃ کے اصول کی جزئی، اور تشریح مسلمانوں کے آگے پیش کرتے۔ کہ بروئے قرآن اس طرح نماز قائم کرو۔ کس قدر شرم کا مقام ہے۔ کہ تیرہ سو سالہ رسولؐ خدا کی بنائی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی حدیثی نماز غیر دینی ہوئی۔ اور دینی نماز خود آج تک بنائی نہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ پرویز تیرہ سو سالہ اسلام کے منہ سے معتقدات اور اعمال کو غلط کہہ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو لاندہ بنا کر رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو یاد رکھو! قرآن کے ہر ہر اصول کی جزئی اور تشریح حضرت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے کر دی ہے۔ جو امت کے لئے حجت ہے۔ اور اسی تشریح

مطابق عمل کرنا احکام خداوندی کو بجا لانا ہے۔ سوائے حضرت
 ذمہ کے کوئی اصول قرآنی کی تشریح نہیں جانتا۔ اور نہ ہی کسی
 خانہ ساز تشریح پر عمل کرنا جائز ہے۔ اقیماصلوٰۃ کی مذکورہ
 شرح پڑھ کر بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے۔

وہ دانائے ہل، ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا!

صرف حضور ہی دانائے ہل ہیں، یعنی قرآنی احکام و اصول
 عمل کرنے کے راستے حضرت انور ہی جانتے ہیں۔ تمام اصول
 کی جزئیات (By laws) ہر القائے ربانی آپ ہی پر منکشف
 ہوئی ہیں۔ خدا نے قرآنی اصولوں کی عملی صورتوں سے آپ ہی
 کو مطلع کیا ہے۔ پس امت جزئیات رسول پر ہی چل کر نجات
 لے سکتی ہے۔ اور سب قرآن کہلا سکتی ہے۔

حضور ہی ختم الرسل ہیں۔ کہ آپ ایک مکمل، کامل دستور
 قرآن مجید لائے ہیں۔ اور اپنے عمل بالفقران۔ اسوۃ پاکہ،
 حدیث کے نور اور سنت کی روشنی سے بحرِ ہر کو بقعہ نور بنا
 گئے ہیں۔ کہ قیامت تک اس اجالے میں کسی رسول کے لئے
 کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ تا نور نیرین آفتاب رسالت کی منیا
 پاشی گمراہ انسانیت کی پیشوائی کرتی رہے گی۔ یہی منیا پاشی سنت
 کا نور ہے۔ جس سے زمین کا ذہ ذرہ وادی سینا کی مثل جگمگا
 اٹھا۔ لیلھا کنھا رہا! آپ مولائے کل ہیں۔ یعنی سارے جہان
 کے سرور ہیں۔ سارا جہان آپ کی جزئیات اور تشریحات قرآن

کے تابع فرمان ہے۔ آپ ایسے سردار اور مولا ہیں۔ کہ اگر کوئی آپ کی متعینہ جزئی اور تشریح سے منہ پھیرے گا۔ تو کافر ہو جائے گا۔ اور یہ بات خدا نے فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فَاتُ تَوَتُّوْا فَاِنَّ اِلٰهَكُمْ لَا يُوْجِبُ الْكُفْرَ ۝ (پ ۱۲ ع ۱۲)
پس اگر پھر جاہل (اطاعتِ رسول سے) تو اللہ
دوست نہیں رکھتا کافروں کو؛

اطاعتِ رسول سے مراد جزئیاتِ رسول اور تشریحاتِ پیغمبر
ہی تو ہے۔ یعنی قرآن کی جو جزئیات حضورؐ نے مقرر کی ہیں۔ ان
سے پھرنے والا۔ ان کو دین میں حجت نہ ماننے والا۔ کافر ہے
یہ قرآن کا فتویٰ ہے۔

پرویز صاحب! اب بتائیے۔ کہ نماز کی مذکورہ صورت تو
حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے یہ نماز دینی نہیں۔ کیونکہ حدیث
آپ کے نزدیک دین نہیں۔ اور آپ نے قرآن سے کوئی صورت
بتائی نہیں۔ پھر مسلمان کس طرح نماز پڑھیں؟
آپ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ رسول اللہ

بعد یہ کام مرکز ملت کا ہے۔ کہ وہ قرآن کی جزئیات بتا
اور وہی شریعت ہوگی۔ کیئے۔ چودہ سو سال سے آج تک
ہزاروں بادشاہ۔ ہزاروں امام وقت ہوئے ہیں۔ کسی نے اقیام
الصلوٰۃ کی کوئی تشریح کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر وہ کون
امام وقت یا مرکز ملت آتا ہے۔ جس سے آپ نے الصلوٰۃ
تشریح کرا کر مسلمانوں کو ٹھکانے لگانا ہے؟ پرویز صاحب

مرنا یا وہ ہے، قیامت پر ایمان ہے، اور خدا کو منہ دکھانا ہے، تو سب سے پہلی فرصت میں یہ بتائیں، کہ ہزار بیڑہ سو سال کے عرصہ میں وراثت کے تقاضوں کے مطابق کس کس اہم وقت اور مرکز ملت نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی اور دوسرے اصول قرآنی کی جزئیات اور تشریحات سے شریعتیں بنائی تھیں؟ اور وہ شریعتیں کیا تھیں، ان کی تفصیل کیا ہے، کس کس دور میں مسلمانوں نے ان شریعتوں پر عمل کیا تھا؟

شوخی رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک

آخرے عہد شکن تو بھی پشیمان نکلا

صوم (روزہ) کے معنی افط میں ہیں۔

روزہ کیا ہے؟

صوم: روزہ رکھنا، دوپہر ہو جانا (دن) پرہیز

کرنا، بات کرنے، چلنے پھرنے وغیرہ سے باز رکھنا، رکنا، خاموش

ہونا۔ والمنجہ وغیرہ

اگر کوئی شخص کھانا پینا نہ چھوڑے، اور بیچ سے شام تک

خاموش رہے، بات نہ کرے، اور ان معنوں میں روزہ رکھتا جائے

کہ آپ اسے کہہ سکتے ہیں، کہ تو نے روزہ نہیں رکھا، دیکھئے!

صوم العذراء یعنی صوم مریم یہی ہے، کہ تمام دن کسی سے بات

نہ کرنا، اور مریم کی دن بھر کی اس خاموشی کو قرآن نے صوم

کہا ہے۔

فَقَوَّيْ اِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اَكَلِمَ الْيَوْمَ

اِنْسِيًّا (مریم)

پس کہہ اے مریم، میں نے نذر کیا ہے، باری تعالیٰ
 کے لئے روزہ پس ہرگز نہ بولوں گی میں آج کے دن
 کسی آدمی سے۔

ثابت ہوا کہ بدن جرحاموش رہنا بھی صوم (روزہ) ہے۔
 تاریخیں کلام! غور کیا آپ نے کہ اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی تشریح صوم سے (جو حدیث سے ملتی ہے
 بے نیاز ہو جائیں۔ تو رمضان کے مہینے میں کھانے پینے کی پابندی
 سے آزاد ہو کر صرف سارا دن خاموش رہ کر روزہ دار بن سکتے
 ہیں؟ اور روزہ کے معنی پرہیز کرنے کے بھی ہیں۔ اگر کوئی پرویز صاحب
 ایسا۔ دین میں بیباک شخص رمضان میں کھائے پیئے بھی
 اور کاروبار بھی کرے۔ بولے چلے بھی۔ لیکن سارا دن دوسرے
 کاموں سے پرہیز کرے۔ جھوٹ، بہتان، غیبت، وعدہ خلافی
 دھوکا، فریب کے سببے۔ آنکھ، کان، زبان اور ہاتھ، اور
 پاؤں کی پوری نگرانی کرے۔ اور کہے کہ میں نے روزہ رکھا
 لیا ہے۔ تو کون اسے کہہ سکتا ہے۔ کہ تو نے روزہ نہیں
 رکھا۔؟

پرویز صاحب جو حدیث کو غیر دین کہہ کہہ کر مسلمانوں
 اس سے بدظن کر رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ حدیث تو قرآن
 اصولوں کی جزئیات متعین کر دیتی ہے۔ جس سے سرمو انحراف
 نہیں کیا جا سکتا۔ جب حدیث سے آزاد ہوئے۔ تو صوم کے
 معنی چاہیں لے لیں۔ ۱۵ اگست میں شدت کی گرمی پڑ

ہو، فوج کے لئے، طالب علموں کے لئے، نازک طبع ماہ جینیوں کے لئے، امراء، اخیاریاء، حکام اور مزدور طبقہ کے لئے عوم کے لغوی معنوں کی روایت سے مناسب حال فتویٰ دے سکتے ہیں اور اگر خدا کے حکم اطیعوا الرسول کے ماتحت سرور کائنات سے عوم کا مطلب دریافت کیا جائے۔ تو آپ کی شریعت سے عوم کی یہ تعریف (DEFINITION) ملے گی۔

الْإِمْرَانَةُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشَّرْبِ وَالْجِمَاعِ -

کھانے پینے اور جماعت (SEXUAL INTERCOURSE)

سے باز رہنا اور ہے۔

پس شریعت محمدیہ میں عوم کے معنی ہوئے ہیں صادق سے لے کر ذوب القاب تک کھانے پینے اور جماعت سے رکنا پرہیز مناسب کیا معنی کریں گے آپ عوم کے ہے

زکوٰۃ کے کئے ہیں زکوٰۃ، پاکیزگی، نیکی، خیرات، صدقہ، برکت، زیادہ ہونا، اہم العربیہ، لغوی

سنت محمد رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم سے پونچھے بغیر مگر کوئی شخص زکوٰۃ کے معنی زکی اور پاکیزگی اختیار کر کے زندگی پاکیزہ گزارے۔ شب و روز نیک کام کرے۔ اور کہے کہ وہ اسل

نیک بنا ہی زکوٰۃ دینا ہے۔ اسی زکوٰۃ سے ہی زکی، نیک، صالح اور اذکیا، جمع آتی ہے۔ نیک، پاک، اور صالح، نیک، پاکیزگی زیادہ نیک، تزکیہ ہی اسی سے ہے۔ پاک کرنا، ایزوکیٹھس۔

پاک کرتا ہے (رسول، اللہ) اور (شکر) کی نسبت سے

پس اپنی روح کو پاک کرنا ، اور نیک بنا زکوٰۃ دینا ہے۔ اور اگر علماء زور دیں۔ کہ زکوٰۃ کے معنی نیکی اور پاکیزگی کے علاوہ خیرات کرنا بھی ہے۔ صدقہ بھی ہے۔ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنی مرضی سے زکوٰۃ کے نیکی کے معنوں پر عمل کر لیتے ہیں۔ کوئی ضروری نہیں۔ کہ خیرات کے معنی ہی ہیں۔ تو پرویز صاحب کہیں گے ٹھیک ہے۔ ذرا امام وقت سے ماں کرا لو۔

اور اگر کوئی صاحب مال ادھر خیال کر ہی بیٹھے۔ کہ زکوٰۃ کے معنی خیرات اور صدقہ کے بھی ہیں۔ تو پھر وہ اپنی مرضی سے جتنا صدقہ و خیرات چاہے کرے۔ وہ۔ کہہ سکتا ہے۔ کہ میر نے زکوٰۃ دے دی۔ تو پرویز صاحب اسے بھی کہیں گے۔ کہ ٹھیک ہے۔ ماں مرکز ملت کی مہر لگوا لو۔

غور کریں کہ اتو الزکوٰۃ پر کس طرح عمل کیا جائے۔ ؟ زکوٰۃ کے کون سے معنی لئے جاویں ؟ یاد رکھیں۔ کہ اس حکم خداوند پر تشریح رسول ہی عمل کروا سکتی ہے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ کس کس چیز پر زکوٰۃ دینی آتی ہے۔ اور کتنے عرصہ کے بعد واجب الادا (PAYABLE) ہوتی ہے۔ (اس کا

تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے)

لیکن پرویز صاحب کے خیال کی آلودگی (Pollution) ہے۔ کہ تشریح رسول کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ کہتا ہے۔ قرآن نے زکوٰۃ کا حکم دے کر اس کی شرح و قیود کو غیر متغییر چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ ہر زمانے کی اسلامی حکومت

اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اسے خود متعین کرتی ہے۔
(سلیم کے نام ص ۷۲)

دیکھا! پرہیز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تشریحِ زکوٰۃ کو قبول نہیں کرتا۔ صرف قبول ہی نہیں کرتا۔ بلکہ
اس کے خلاف یہ لادینی مسلمانوں کے دلوں میں بٹھاتا ہے۔ کہ
ہر زمانے کی اسلامی حکومت کو زکوٰۃ کی شرح متعین کرنی چاہیے۔
وہی شریعت ہوگی۔ جس پر مسلمان عمل کریں گے۔

ترجمہ کہ تو میرا ذوق بسر اب اند

نادی ہ عجب اند میری ہ عجب اند

عربی کا ایک مشہور محاورہ ہے۔ صَاحِبُ الْبَيْتِ اَدْنٰی
بِنَا فِئْتَا۔ گھر والا خوب جانتا ہے۔ جو کچھ گھر میں ہے ہم کہتے
ہیں۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن لائے۔
ہیں۔ وہی صاحب قرآن ہیں۔ گھر والے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔
کہ قرآن میں کیا ہے۔ یعنی قرآنی اصولوں کی تشریح کیا ہے۔ حضور
کے سوا تمام امت میں کوئی بھی تشریحاتِ فرقان سے واقف
نہیں۔ پھر یہ کس قدر لادینی ہے۔ کہ قرآن دین ہم کو رسولِ خدا

اللہ حاشیہ صفحہ ۱۹۶ غیر متعین نہیں چھوڑا۔ بلکہ حکم دیا ہے۔ مَا اَتٰكُمْ الرَّسُوْلُ
فَخٰذِلُوْا۔ جو (احکام قرآنی کی شرح و تفسیر) دے تم کو رسول۔ پس لے لو
وہ۔ حضور نے سارے قرآنی احکام کی شرح امت کو دے دی ہے۔ جس سے پرہیز
مسلمانوں کو بظن کرنا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تشریح پوچھیں ہم اپنے اپنے
 امام وقت سے۔ گویا حضورؐ محض لاکھ ہیں۔ قرآن پہنچا کر چلے
 گئے۔ اب ہم جانیں اور قرآن جس طرح چاہیں استعمال کریں۔
 اور پھر دعویٰ ہے، اصل مسلمان ہونے کا۔ اسلام۔ اسلام۔ طور پر
 اسلام

مانگہ کے خون کو تم رنگ بنا کہتے ہو۔ !
 یہ جو دامن پہ ہیں جسے انہیں کیا کہتے ہیں
حج کیسے کریں | حج کے معنی ہیں کسی طرف جانا یا رجوع کرنا
 قصد کرنا۔ (المنجد وغیرہ)

قرآن مجید میں صرف اتنا ہی آیا ہے۔ **وَاللَّيْلِ عَلَى النَّاسِ**
حَجَّ ابْنِ سَبْتٍ۔ اور لوگوں پر (فرض) ہے۔ کہ اس گھر کا حج کریں !
 اب پرویز صاحب بتائیں۔ کہ حج کیا ہے ؟ اور اس گھر کا حج
 کیسے کریں ؟ حج کے اعمال کیا ہیں ؟ پرویز صاحب نے نہ اہتک
 بنایا ہے اور نہ آئندہ بتا سکیں گے۔ وہ بار بار یہی کہتے ہیں۔
 کہ قرآن کے انہوں کی تشریح مرکز ملت یا امام وقت بتائے گا
 سوال یہ ہے۔ کہ پونے چودہ سو سال سے ہزاروں امام وقت
 ہوئے ہیں۔ انہوں نے کیا تشریح بتائی ہے حج کی۔ کہ حج کیسے
 کرنا ہے۔ اور اس کے اعمال اور مناسک کیا ہیں ؟ اس طرح
 آج تک نماز کی کیا تشریح بتائی ہے۔ ہر زمانے کے امام وقت
 اور امیر المؤمنین نے ؟ کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ اور نہ محمدی تشریح
 قرآن میں کسی نے کسی بیتی کی ہے۔ یہ بے دینی اور الحاد مادری

اسلام کا داعی اعظم پھیلا رہا ہے۔ کہ قرآن کی تشریح امام وقت سے
 کرے گا۔ آج تک تو کسی نے نہیں کی۔ وہ امام وقت کہاں
 سے نازل ہوگا۔ جو قرآن کی تشریح کرے گا۔ اور اس وقت تک
 مسلمانوں کی نمازوں، روزوں، زکوٰۃ اور حج کا کیا بنے گا۔

ترے کوچے کو وہ بیمار علم دار الشفا ہے

اہل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا ہے

قارئین براہِ راست! پرویز صاحب سے پوچھئے۔ کہ حج کس

مہینے میں کریں۔ قرآن میں کسی مہینے کا تعین نہیں ہے۔ اور

حدیث میں ذی الحجہ کا مہینہ آیا ہے۔ حدیث چوںکہ بقول پرویز

دین نہیں۔ اس لئے ذی الحجہ میں حج کرنا دین سے باہر ہے۔

اب کیا کیا جائے؟

ہاں احرام کس مقام سے باندھا جائے؟

کب باندھا جائے؟

کب کھوا جائے؟

اور احرام کے کتنے ہیں؟

احرام کے کتنے کپڑے ہوتے ہیں؟

انہیں کس طرح سلوانا چاہیئے؟

اور کس طرح پہننا چاہیئے؟

طواف کس طرح کیا جائے؟

طواف میں کیا پڑھنا چاہئے؟

حج کس تاریخ کو ہونا چاہیئے؟

مکرسوں تاریخ کو کس مقام پر منڈایا جائے ؟

قربانی کس کس مقام پر دی جائے ؟

سفا مردہ کی دوڑ کس طرح لگائی جائے ؟ اور کہاں سے شروع

کی جائے اور کہاں ختم ؟

عازم حج تکہ میں جا کر کیا کرے۔

پرویز صاحب کچھ بھی جواب نہ دیں گے۔ کیونکہ قرآن میں

یہ تفصیل نہیں ہے۔ ثابت ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کی تشریح حج (جو احادیث میں ہے) کے مطابق ہم حج

کر سکتے ہیں۔ اور آج تک ساری امت کرتی آئی ہے۔

پرویز صاحب بتائیے! کہ مندرجہ ذیل آیات قرآنی کا کیا

مطلب ہے؟ لیکن ان کا مطلب قرآن ہی سے بتائیں۔ تاکہ

نہ پھلایں!

(۱) قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ

قِبْلَةً تَرْضَاهَا - (پ ۷ ع ۱)

بیشک دیکھتے ہیں ہم پھرنا تیرے منہ کا آسمان میں

پس البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو اس قبد کی طرف۔ کہ

پسند کرے تو اس کو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف کیوں منہ

کرتے تھے؟

خدا نے فرمایا۔ ہم پھیریں گے تجھ کو۔ فرمائیے۔ کدھر سے

پھیرنے کے متعلق خدا نے کہا؟

(۲) ذَكُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ (پہلے)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو تمہارے لئے تاکا
سفید تاکے سیاہ سے فجر کے ۛ

بتائیے تاکے سفید اور تاکے سیاہ سے کیا مراد ہے ؟ قرآن
سے جواب دیں !

(۳) وَ أَتَمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۖ (پہلے)

اور پورا کر دیج کو اور عمرہ کو اللہ کے لئے ۛ
بتائیے حج کو کیسے پورا کریں ؟

عمرہ کے کہتے ہیں . اور اسے کیسے پورا کریں ؟

(۴) الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ ۖ (پہلے)

حج کے مہینے معلوم ہیں !

بتائیے وہ کون کون سے مہینے ہیں حج کے ؟ قرآن سے
بتائیے گا :

(۵) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشُّهُرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهَا قُلْ

قِتَالٌ فِيهَا كَبِيرٌ ۖ (پہلے)

سوال کرتے ہیں بتھ سے حرمت والے مہینے سے (کہ)

لڑنا اس میں (کیا ہے ؟) کہہ اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے !

فرمائیے . وہ حرمت والا مہینہ کون سا ہے . جس میں لڑنا

کبیرہ گناہ ہے !

(۶) حَافِظُوا عَنَ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَىٰ ۖ (پہلے)

حفاظت کرو سب نمازوں پر اور نماز درمیانی پر؟
 فرمائیے صلوٰۃ یعنی نمازیں رات دن میں کتنی فرض ہیں۔ اور ان
 کے اوقات کیا ہیں۔ اور درمیانی نماز کون سی ہے؟ خبردار
 قرآن سے جواب دیں۔

وَمَا أَلَمْ تَرَ إِلَى النَّبِيِّ تَحْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ
 الْكَوْفُ حَذَرَ الْمَوْتِ مِنْ فَتَاكٍ لَهُمْ أَوْلَادٌ مُرْتَدُوا قَد
 تَمَّ أَحْيَاهُمْ مَا (پتہ ۱۶)

کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف کہ نکلے موت کے
 ڈر سے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے۔ پھر کہا
 خدا تعالیٰ نے ان کو مر جاؤ (وہ مر گئے) پھر جھٹایا
 ان کو؟

فرمائیے وہ کون لوگ تھے۔ جو اپنے گھروں سے نکلے۔
 خدا نے ان کو مار ڈالا پھر زندہ کیا؟

(۸) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَلَّجَ إِبْرَاهِيمَ فِي رَأْيِهِ
 (پتہ ۳)

کیا : دیکھا تو نے اس شخص کی طرف جو جھگڑا
 ابراہیم سے اس کے خدا کے بارے میں۔
 بتائیے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑنے والا، زندہ کرنے
 اور مارنے کا دعویٰ کرنے والا کون شخص تھا؟

(۹) كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلاَّ لِتِبْنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا
 حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ

تُنَزَّلَ التَّوْرَاتُ (پت ۱)

تمام کھانا بنی اسرائیل کے لئے حلال تھا۔ مگر جو حرام کیا
 ۱۔ یعقوب (علیہ السلام) نے اپنی جان پر تورات اترنے سے

کہیے: وہ کون سا کھانا تھا۔ جو حضرت یعقوب علیہ السلام
 اپنی جان پر حرام کیا تھا۔ اور کیوں کیا تھا؟

(۱۰) أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُسَلَى عَلَيْكُمْ

غَيْرَ مُجْحَى الصَّيْبِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ (پت ۵)

حلال کئے گئے تمہارے لئے چوپائے۔ مگر جو (پتیر کر

پرٹھی جاتی تم پر (وہ حرام ہے) نہ حلال جاننے والے

شکار کو اور تم احرام باندھے ہو (یعنی تمام جانور تم

پر حلال ہیں۔ مگر جو جانور کہ شکار کرہ تم حالت احرام

میں وہ حرام ہیں)

یہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے لئے چوپائے،

حلال کئے گئے ہیں۔ بتائیے کون کون سے چوپائے حلال ہیں

کہ کون کون سے حرام ہیں۔ قرآن سے جواب دیجئے۔

کیا ماتی، گدھا، شیر، چیتا، بھیریا، رنچھ، گیدڑ،

سدر، کتا، سور حلال ہیں؟ ان کے علاوہ کیا چیزیں، کوا، بکرا،

باز، حلال ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر حلال ہیں۔ تو کس

آیت کی رو سے ہیں؟

پرویز صاحب! جتنے چارپائے اور جانور اور زمین سے اُگنے

والی چیزیں ہیں۔ بروئے قرآن ان میں جو حلال ہیں۔ وہ
 اور جو حرام ہیں ان کی نشان دہی بھی کریں۔ ایک شخص
 پکا کر بھی رکھ دیتا ہے۔ اور کتے کا گوشت بھون کر بھی۔
 کس آیت کی دلیل سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ مرغا حلال ہے۔

کنا حرام ہے؛

(۱۱) یَسْئَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ

الطَّيِّبَاتُ - (پتہ ۵)

پوچھتے ہیں تجھ سے کیا حلال کیا گیا ہے ان کے

لئے۔ کہ حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں؛

پرویز صاحب! قرآن کے حوالے سے بتائیے کہ وہ پاکیزہ

چیزیں کون کون سی ہیں۔ جو لوگوں کے لئے حلال کی گئی ہیں

اور وہ کون کون سی ہیں جو حرام کی گئی ہیں؛

(۱۲) وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا -

(پتہ ۱۰)

اور چور اور چورنی پھر کاٹو ہاتھ دونوں کے۔

اس آیت میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا مذکور ہے۔ بتائیے

کم از کم کتنی چوری پر ہاتھ کاٹنا چاہیے۔ اور ہاتھ تو پہنچا

لے کر کہنی تک ہے۔ کہیے! کہاں تک کاٹیں؟ کلائی سے

یا کہنی سے؟ یا کہنی اور پہنچا کے درمیان سے؟

(۱۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا

يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا (پتہ ۱۰)

اے ایمان والو! سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک
ہیں۔ پس نہ نزدیک آئیں مسجد حرام کے بیچھے ان کے
اس برس کے؟

یہ کون سا برس تھا۔ جس کے بیچھے مشرکوں کے لئے مسجد حرام
کے نزدیک آنا منع ہوا؟
(۱۴) اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اَشْهُورٌ شَهْرًا
فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرْمًا (پتہ ۱۱)

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں،
اللہ کی کتاب میں، جس دن پیدا کیا اس نے زمین کو اور
آسمانوں کو۔ ان میں سے چار مہینے حرام ہیں۔
پرویز صاحب! بتائیے وہ بارہ مہینے کون کون سے ہیں۔
ان کے نام لیں۔ پھر جو خدا نے فرمایا۔ کہ ان میں سے چار
مہینے حرام ہیں۔ وہ کون سے ہیں۔ نام لیں!
(۱۵) اِذْهَبَا فِي الْغَارِ - (پتہ ۱۲)

جب وہ دونوں غار میں تھے؟

پرویز صاحب! اس آیت میں کس غار کا ذکر ہے اور وہ
دو کون تھے۔ جو غار میں تھے؟ قرآن سے ان کے نام بتائیں۔
(۱۶) وَلَا تَصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَّا تَاٰ اٰیٰدًا وَلَا قَدْمًا
عَلٰی قَبْرِهِمْ (پتہ ۱۳)

ادمت نماز پڑھ کبھی اوپر کسی کے ان میں سے کہ مر

جائے۔ اور مت کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

بتائیے! یہ کون شخص تھا۔ جس کی قبر پر کھڑا ہونے سے

منع کر رہا ہے؟ یہ کیا واقعہ ہے؟

(۱۷) وَصَلَى الْبَلْشَمَةَ النَّيْنِ خَلْفَ صَوَاطِ حَتَّى إِذَا ضَاكَتْ

عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بَعَا رَحْبَتَ وَمَضَتْ عَلَيْهِمُ

أَنْفُسُهُمْ - (پہلے ۳)

اور (لوٹ آیا خدا تعالیٰ) ان تین شخصوں پر جو پیچھے

چھوڑے گئے تھے، یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی ان

پر زمین ساقط اس کے کہ کشادہ تھی اور تنگ ہو

گئیں ان پر جائیں ان کی۔

پرویز صاحب! یہ کن تین شخصوں کا حال ہے جن پر زمین

بھی تنگ ہو گئی۔ اور ان کی جائیں بھی ان پر تنگ ہو گئیں

اور ان پر یہ تنگی کیوں اور کہاں آئی؟

(۱۸) قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْبَغَاةِ تَبَادُلَكَ فِي نَرَدِجَهَا

وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ قَامَ - (پہلے ۱)

تحقیق سن لی اللہ نے بات اس عورت کی جو جھگڑتی

تھی مجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں، اور شکایت

کرتی تھی اللہ کی طرف۔

پرویز صاحب! یہ کون عورت تھی جو رسول خدا صلی اللہ

وسلم کے ساقط اپنے خاوند کے بارے میں گفتگو کرتی تھی

بالآخر اس نے خدا سے التجا کی، تو اس کے مسئلہ کا حل خدا

ازل کیا۔ غرض سارا واقعہ اس عورت کا قرآن کریم سے بتائیے!

(۱۹) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ؟
تَتَّبِعِي مَرَضَاتِ أَزْوَاجِكَ ۗ (پتہ ۱۹)

اسے نبی کیوں حرام کر رہا ہے اس چیز کو کہ حلال کی
ہے اللہ نے تیرے لئے۔ چاہتا ہے تو رضامندی اپنی
بیبیوں کی!

بتائیے! وہ کیا چیز ہے۔ جو حضورؐ نے بیبیوں کی رضامندی

کی خاطر حرام کی؟ واقعہ کیا ہے۔ قرآن مجید سے بتائیے!

(۲۰) وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِذَا بَعْضُهُمْ أَكْرَهَهُمْ حَدِيثًا
فَلَمَّا تَبَيَّنَتْ لَهُمْ وَأَظْهَرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ - (پتہ ۱۹)

اور جب چھپا کر کہی نبی نے ایک بات اپنی بیبیوں
پس سے کسی سے۔ پس جب ظہر کر دی اس بی بی نے
اور ظاہر کر دیا اس کو ان نے نبی پر۔

بتائیے! وہ کیا بات تھی جو حضورؐ نے بتائی تھی تو

یہ ایک بی بی کو کہیں؟ پھر اس بی بی نے وہ بات ظاہر
کر دی۔ بتائیے۔! کس پر ظاہر کی۔؟ یہ سارا واقعہ قرآن
سے بیان کیجئے!

(۲۱) وَإِنْ تَشْرَبُوا إِلَى اللَّهِ - (پتہ ۱۹)

اگر توہم کرتی ہو تم دونوں (عورتیں) اللہ کی طرف

بتائیے! یہ کون دو عورتیں ہیں۔ جنہیں خدا توبہ کی رغبت

دلا رہا ہے۔!

(۷۲) عَيْسَ وَتَوَلَّى ۝ اِنَّ جَاءَكُمُ الْاَعْلَىٰ ۝ (پہلے ۵۴)

تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس سے کہ آیا اس کے

پاس اندھا!

تیوری چڑھانا - منہ موڑنا - انٹے کا پاس آنا - یہ سارے

واقعہ قرآن سے بیان کریں پرویز صاحب!

(۷۳) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيلِ ۝ (پہلے ۳۰)

کیا نہ دیکھا تو نے کیونکر کیا تیرے پروردگار نے یاقوتوں

والوں سے؟

کہیے۔ یہ یاقوتوں والوں کا کیا واقعہ ہے؟ یہ واقعہ کب ہوا

کہاں ہوا۔ یاقوتوں والے کون تھے؟

(۲۲) فَاَنْكِحُوا - (پہلے ۱۲)

پس نکاح کرو۔

پرویز صاحب قرآن نے فرمایا ہے۔ نکاح کرو۔ بتائیے نکاح

کیا ہے۔ اور کس طرح کرنا چاہیے؟ قرآن سے بتانا ہے۔

بقول پرویز حدیث دین نہیں ہے۔ اس لئے جو کام حدیث

کی دہلی سے کیا جائے گا۔ وہ غیر دینی ہوگا۔ پس

بچے کی پیدائش کے بعد ساتویں دن اس کے سر کے

اتروانا - اس کا نام رکھنا - پھر اس کا تختہ کرنا۔ عقیقہ

غیر دینی ہوا؟

نکاح کا طریقہ حدیث میں آیا ہے۔ اس لئے تیرہ سو

سے جو نکاح بطریق حدیث ہوتے آئے ہیں۔ اور اَجَل ہو

ہیں۔ سب غیر دینی ہوئے!

مرنے والے کو غسل دینا، کفن پہنانا، اس پر نماز جنازہ پڑھنا، اس کی قبر کھودنا، اس کو دفن کرنا یہ سب کچھ غیر دینی ہوا۔ کیونکہ یہ کام حدیث سے ثابت ہیں۔ اور حدیث بقول برویز دین نہیں!

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول و فعل (حدیث) سے مسلمانوں کو بدظن کرنے والے۔ اور ساری امت رسول سے بڑھ چڑھ کر قرآن کو جانتے اور اس پر عمل کرنے کے حوریدار ہو گئے۔ کہ وہ قرآن سے آپ کو نکاح کرنے کا طریقہ بتائے۔ اسے کہتے۔ کہ وہ قرآن سے بتائے۔ کہ جب میت ہو جائے۔ تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ غسل، کفن، نماز جنازہ، قبر، دفن وغیرہ کا نام لے۔ تو اسے روک دیں۔ کہیں۔ کہ ان غیر دینی کاموں کا ذکر نہ کرو۔ "مسلمان ان چیزوں کو ہزار برس سے سینے سے لٹاتے پھر رہے ہیں۔ یہ زمانہ قبل از قرآن کے مذہب کی باتیں ہیں۔" انہیں جھوٹو۔ آیت پڑھ کر مردے کو ٹھکانے رکھانے کے لئے قرآن سے کوئی طریقہ بیان کرو۔

صحن گلشن میں نہ بھولے سے چلی باد صبا

چھول بے شکست دبا رنگ ہے ہیں برسوں

قائم رہیں گے! سب سے پہلے ہونگے۔ کہ تیرہ سو سال سے

ساری امت جس طریقہ رسول پر چل رہی ہے۔ وہی خدا کی

منشاء کے مطابق ہے اور صحیح ہے۔ قرآن مجید بغیر رسولِ رحمت کے
 سمجھائے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اس پر عمل کر سکتا ہے
 پرویز صاحب رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم قرآن اور
 تشریح فرقان سے بے نیاز ہو کر قرآنی آیات کے بارے میں تکیے
 چلاتے ہیں۔ اور خانہ ساز تشریحیں کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کو بے
 کربالی ہیں۔ کیونکہ صاحبِ قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف سے انہیں مستقل ہونے کی صورت —
 (CONFIRMATION) حاصل نہیں ہے۔ کیا یہ دین نا آشنا
 اور بے علمی نہیں ہے۔ کہ کلام ہو خدا کا اور اترے وہ حضرت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ پھر پرویز کہے۔ اے اللہ کے
 رسول! قرآن مجید مجھے دیدیں۔ آپ کے سمجھانے کی ضرورت نہیں
 میں خود سمجھ لوں گا۔ اور مسلمانوں کو سمجھا کر ٹھکانے
 دوں گا۔

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکہ
 جو چپا رہے گی زبانِ نخبز ابو پکائے گا آستیں کا

لے کج جو اسلام دنیا میں مروج ہے۔ وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو۔ قرآنی
 سے اسکا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ (سلیم کے نام ۲۵۲) مطلب واضح ہے کہ
 مروج اسلام چونکہ رسول خدا کی تشریح قرآن کے مطابق ہے۔ اس لئے پرویز سے
 نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ جو کچھ میں نے قرآن کو سمجھا ہے۔ اس اسلام پر لوگ
 اور وہ ہے طلوع اسلام! پرویز کا خانہ ساز اسلام!

مُسلِمَان بھائیو یاد رکھو

کہ قرآن مجید کے احکام، فرائض پر اس طرت عمل کرو، کہ جس طرح صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا کر کے دکھایا ہے۔ آپ کی قولی یا فعلی تشریح قرآن کو حجت فی الدین مانو۔ اور اس کو عمل میں لاکر رشتائے الہی حاصل کرو۔ کہ یہی فریضہ نجات ہے۔ بھوئیں نہیں، کہ حضور نور جیسا۔
قرآنی راہبر کوئی ہو نہیں سکتا۔ خدا نے پیدا ہی نہیں کیا ہے
بچوں تو ناز مینی سرتا ہوا لطافت
گیتی نشان ندادہ ایند نیا فریدہ

حدیث نبوی کی حجیت

حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔ حدیث کی حجیت، اہمیت اور اس کا عین دین ہونا صاحب حدیث حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے جان سکتے ہیں۔ یعنی جب حضور کا مقام معلوم ہو گیا۔ تو آپ کی بات کا درجہ بھی واضح ہو گیا۔
دیکھئے خدا تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ رِسْوَلًا أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ

أَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ
 ضَلَالًا مُّبِينًا ۝ (پت ۲۴)

اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے متعلق) کوئی بات ٹھہرا دیں۔ تو (اپنی رستے کو دخل دیں اور اس بات میں ان کا اختیار باقی رہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ تو وہ

مرضی گمراہی میں پڑ چکا۔

اس آیت میں ندائے فرمایا۔ کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی بات ٹھہرا دیں۔ کوئی کام مقرر کر دیں۔ کوئی فیصلہ کر دیں تو ہر مسلمان مرد اور عورت کو (دخل دینے کا) کوئی اختیار نہیں رہتا۔ یعنی خدا اور اس کے رسول کے فرمان، ارشاد، فیصلہ، نیاؤ اور قضا کو بلا چون و چرا تسلیم کر لینا مسلمان ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کے مقرر کردہ کام میں دخل دیکھا۔ چون و چرا کرے گا۔ اسے موڑے توڑے گا۔ مرضی کے مطابق بنانے کی سعی کرے گا۔ تو ایسا نافرمان مسلمان ضلّ ضلًّا مُّبِينًا۔ کھلم کھلا گمراہ ہو گیا۔ راہ راست سے ہٹ گیا۔

آیت میں دو قضاؤں کا ذکر ہے۔ اللہ کی قضا۔ اور اس کے رسول کی قضا۔ یعنی خدا اور اس کے رسول کا فیصلہ۔ اور خدا کا مقرر کردہ کام۔ تو قرآن مجید ہے۔ اور اس

کے رسول کا فیصلہ، مقرر کردہ کام حدیث شریف ہے۔ جس طرح خدا نے اپنے فیصلے کی اہمیت بیان کی ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے رسول کے فیصلے کی اہمیت بیان کی ہے۔ دونوں فیصلوں کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں۔ اور پھر جس طرح اپنے فیصلے کے نافرمان کو گمراہ کہا ہے۔ بعینہ اپنے رسول کے فیصلے کے نافرمان کو بھی گمراہ فرمایا ہے۔ ضمانت اور گمراہی کا فتویٰ دونوں کے لئے ایک جیسا ہے۔ پس قرآن کی آیت سے ثابت ہو گیا کہ خدا کی بات یعنی قرآن اور رسول خدا کی بات یعنی حدیث کو ماننا فرض ہے۔ اور دونوں باتیں دین میں حجت ہیں۔ اور ان کا نافرمان **گمراہ** ہے :

ملاحظہ :- یہ بات یاد رکھیں۔ کہ اس آیت میں خدا نے گمراہ اس شخص کو کہا ہے۔ جو خدا اور اسے رسول کے فیصلے کا نافرمان ہے۔ اور اگر کوئی آیت اور حدیث کا منکر ہو۔ تو وہ کافر ہے۔ آیت کو دین نہ ماننے والا بھی کافر اور حدیث کو دین نہ ماننے والا بھی کافر؛ چنانچہ صاف ارشاد ہے :-

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پہلے ۱۲)

پس اگر پھر جہاں اطاعت رسول ہے، تو اللہ دوست نہیں رکھتا کافروں کو۔

یعنی خدا نے صاف کہہ دیا۔ کہ اطاعت رسول، فرمان رسول، فیصلہ رسول، حدیث رسول سے پھر بانیوالا کافر ہے !

رسول خدا کا منصب جس درجے کا کوئی انسان ہوتا ہے

وہی درجہ اس کی بات کا ہوتا ہے۔ تھانے دار بھی بات کرتا ہے۔ انسپکٹر کی بھی بات ہوتی ہے۔ ایس۔ پی کی بھی بات ہے۔ کتنا فرق ہے ان سب کی باتوں میں! یہ فرق ان کے درجوں اور عہدوں کے لحاظ سے ہے۔ پھر ڈی۔ سی کی بھی بات حکم ہے اس کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ گورنر کی بات کا وزن گورنر کی حیثیت کے مطابق ہے۔ اور اس کی بات سب کی بات پر غالب ہے۔ اور پھر بادشاہ کی بھی بات ہوتی ہے۔ جس کی حیثیت سارے ملک کے کروڑوں انسانوں کی باتوں۔ تمام ملک کے عہدداروں کی باتوں پر ناطق اور غالب ہوتی ہے۔ بادشاہ کی بات۔ اس کے فرمان اور حکم کے آگے کوئی دم نہیں مارتا۔ ہر کوئی سرخم تسلیم کرتا ہے۔

ایسے ہی دنیا میں نیک اور راست باز لوگوں کی بھی باتیں ہوتی ہیں۔ جن کی قدر ہوتی ہے۔ لیڈروں، بزرگوں، لیوں، اماموں، مجتہدوں، محدثوں، شیخ تابعینوں، تابعینوں اور صحابہ کی بھی باتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی بات صاحب بات کی حیثیت کے مطابق مانی جاتی ہے۔ اور ہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بات ہے۔ جسکی قدر، حیثیت اور مقام صاحب بات کی قدر، حیثیت اور مقام کے مطابق ہے۔ حضور کون ہیں؟ اللہ کے رسول (MESSENGER OF ALLAH) ہیں۔ آپ کا مرتبہ رسول اللہ! اللہ کے بھیجے گئے! پس آپ کی بات کا مرتبہ

یہی خدا کی بات کی مانند ہوگا۔ چنانچہ خدا نے کہہ بھی دیا۔ صَدَقَ
 بِطَبَعِ الرَّسُولِ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ جس نے رسول کی بات مانی
 اس نے خدا کی بات مانی۔ گویا بروئے قرآن حضورؐ کی بات (حدیث)
 خدا کی بات (آیت) کے حکم میں ہوئی۔ خدا کی بات ماننا اور اس
 کو دین جانتا بھی ہے فرس اور اس کے رسول کی بات ماننا
 وہ اس کو دین جانتا بھی فرض۔ دونوں دین میں حجت۔ تلمیذین
 کام! یہ استدلال قرآن سے کیا جا رہا ہے۔ یعنی بروئے قرآن آیت
 و حدیث کو دین اسلام ثابت کیا جا رہا ہے۔ خور فرمائیں۔

انکارِ حدیث کا نتیجہ کیا آپ حضورؐ کو اللہ کا رسول مانتے
 ہیں؟ ہاں ضرور! حضورؐ اللہ کے رسولؐ

ہیں! اگر آپ حضورؐ کی رسالت کا انکار کر دیں تو پھر کافر ہو
 جائیں۔ ٹھیک حضرت کی رسالت کا انکار کفر ہے! اب ایسا
 بات اور بتائیے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میں حضورؐ کو اللہ کا
 رسولؐ تو مانتا ہوں۔ لیکن آپ کی بات کو آپ کے قول اور
 فعل کو دین نہیں مانتا۔ وایب العس نہیں جانتا۔ ایسا شخص
 کون ہوا؟ یا تو وہ شخص منافق ہوا۔ کہ زبان سے رسالت کو
 مانتا ہے۔ اور ارشاد رسالت پہ عمل کرنا سناج از دین جانتا
 ہے۔ اور یا کافر ہے۔ کہ ذات اقدس کو رسولؐ مانتا ہے۔ اور
 رسولؐ کی بات کو دین کا درجہ نہیں دیتا۔ اس نے گویا آپ کو
 رسولؐ بھی عملاً نہ مانا۔ مسلمانوں کی لعنت ملامت سے بچنے کے
 لئے صرف زبان سے رسالت رسولؐ کہہ دیا! اگر وہ شخص حضورؐ

کو اللہ کا رسول ماننا۔ تو حضورؐ اللہ کے مرتبے اور جہت کی مانند آپ کی بات کا درجہ اور مرتبہ بھی تسلیم کرتا۔ کہ اقرار رسالت بھی فرض ہے۔ اور ارشاد رسالت کا اقرار بھی فرض ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ رسول خدا کی بات (حدیث) کا منکر مسلمان نہیں۔ رسول کی بات حدیث کا انکار کرنے والا دراصل خدا کی بات (قرآن) کا انکار کرنے والا ہے۔

حاکم کو ماننا اور اس کے حکم کو ٹھکرانا

ایک شخص ڈپٹی کمشنر کے عہدہ کو مانتا ہے۔ لیکن جب ڈپٹی کمشنر اس کو کوئی بات (حکم) دیتا ہے۔ تو وہ

نہیں مانتا۔ ساف کہتا ہے۔ کہ آپ کا عہدہ تو مانتا ہوں۔ لیکن آپ کی بات یعنی حکم نہیں مانتا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ اس کو ملک کا باغی تصور کیا جائے گا۔ دراصل اس نے ملک کے بادشاہ کے حکم کو چیلنج کیا ہے۔ ہاں تو اس نے ڈپٹی کمشنر کی بات کو ٹھکرا کر درحقیقت اس کے عہدہ کو ٹھکرا دیا ہے۔ ایسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات (حدیث) کا انکار کرنے والا دراصل خدا کے عہدہ (رسالت) کا انکار کرنے والا ہے۔ شہنشاہ لازوال خدائے واحد القہار کے حکم کو چیلنج کرتا ہے۔ جس نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ اور حکم دیا۔ اَطِيعُوا الرَّسُولَ رسول کا حکم مانو۔ پس رسول کے کہنے کو

کا درجہ نہ دینے والا — منکرِ عدیث اللہ احکم الحاکمین کے قانون کا باغی (Rebel) ہے۔ حضرات یہ قرآن بیان ہو رہا ہے !

قارئین کرام ! آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مانتے ہیں آپ کا منصب رسالت تسلیم کرتے ہیں۔ پس منصب کے تسلیم کرنے کے ساتھ ہی صاحبِ منصب کا کہا ماننا بھی دین تسلیم کریں ! یہ ہے حدیث کا حجت (ARGUMENT) ہونا۔ بروئے قرآن دین کے لئے ناگزیر (INDISPENSABLE) قرار پانا۔

ترجما بے صوت اندر علم بدیم !
از رسالت مصرعہ موزوں شدیم !

ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض

اوپر کی آیت میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اِذَا قُنِيَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمْرًا۔ کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کرے۔ کوئی حکم فرمائے۔ کوئی امر مقرر کرے۔ تو کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو یہ اختیار ہی نہیں ہے۔ کہ وہ خدا اور رسول کی بات میں دخل دے۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر خدا اور رسول کی بات کو مان لینا ہی مسلمان ہونا ہے۔ اس کے لئے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ مسلمان خدا اور رسول کے فرمان کے آگے بے دست و پا ہے۔ وہ دم نہیں مار سکتا۔

قرآن اور حدیث دو فیصلے ہیں

آیت میں دو فیصلے یا دو فرمان
علیحدہ علیحدہ ہیں۔ خدا کا فیصلہ

اور رسول کا فیصلہ۔ جس طرح کوئی کہے۔ کہ فلاں دعوت میں اقبال
اور ریاض نے کھانا کھایا۔ تو کھانا کھانے والے دو شخص علیحدہ ،
علیحدہ ہیں۔ افضل اور اکرم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔
یہاں بھی دونوں کے لئے دو کامیابیاں ہیں۔ ہر ایک کی کامیابی
اپنی اپنی ہے۔ ایسے ہی آیت مذکور میں خدا کا فیصلہ اپنا علیحدہ
ہے اور رسول خدا کا فیصلہ اپنا جدا ہے۔ مطلب واضح ہے کہ
خدا کا فیصلہ قرآن اور اس کے رسول کا فیصلہ حدیث ہے۔ قرآن
اور حدیث دو جدا جدا چیزیں ہیں۔ خدا کی اور اس کے رسول
کی آپس بروئے قرآن ہر مسلمان مرد اور عورت پر خدا اور اس
کے رسول کی بات کو ماننا فرض ہے۔ قرآن کو بھی اور حدیث کو
بھی! وَ مَن يَعْصِ اللَّهَ - اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ کی۔ یعنی
اللہ کا فیصلہ نہ مانے۔ وَمَا سَأَلْنَا - اور نافرمانی کرے اس کے رسول
کی۔ یعنی رسول کا فیصلہ۔ حدیث نہ مانے۔ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا۔

لے دیکھنے میں حدیث قرآن کے سوا دوسری چیز ہے۔ لیکن ہے دراصل الفاظ
ربانی۔ خدا نے اپنے رسول کے جی میں قرآن کی تشریح ڈالی۔ اور حضور نے اسے
اپنے الفاظ سے بیان کر دیا۔ پس دراصل حدیث بھی وحی ہی ہے وحی
حقی کہہ لیجئے۔ بظاہر دو چیزیں جدا جدا ہیں۔ لیکن حکم دونوں کا ایک ہے۔
فانضم و تدبر!

پس وہ مرتبہ گمراہ ہو گیا۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیث بھی قرآن کی طرح دین ہے۔ اور حدیث کا منکر بے دین اور گمراہ ہے !

منکر حدیث کی سزا

یہ تو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ کہ کسی کی بات کی قدر و بیعت بات والے کی قدر و حیثیت پر موقوف ہے۔ دنیا میں عظیم رجال کی باتوں کو زریں اقوال کہتے ہیں۔ اور لوگ انہیں پاتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ غور کریں۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور درجہ کا بھی کوئی انسان ہوا ہے؟ ہرگز نہیں! آپ صرف مکمل اور کامل انسان ہی نہیں۔ بلکہ عروج انسانیت کے حامل ہونے کے ساتھ آپ رسول اللہ ہی ہیں۔ پھر آپ کی بات بیعت مکمل انسان ہونے کے بھی بیان ہے۔ چہ جائیکہ آپ رسول خدا بھی ہیں۔ اس حیثیت سے تو آپ کی بات کو دین کا درجہ بھی حاصل ہو گیا۔ اور پھر لطف ہے۔ کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں حضور کے اتباع، اطاعت اور فرماں برداری پر سب سے زور دیتا ہے۔ یہاں تک کہ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا ہے۔ اور آپ کے نطق اور بولنے کو اپنی وحی فرماتا ہے۔ حضور کی اس حیثیت کے پیش نظر آپ کی بات کی حیثیت اور درجہ کا اندازہ لگائیں۔ اور پھر ایمانداری سے کہیں۔ کہ کیا حضور کی بات حیثیت آپ کے

رسول اللہ ہونے کے دین نہیں ہو سکتی ؛ ضرور دین ہے۔ پھر جو کوئی آپ کی بات (حدیث) کو دین نہ کہے۔ بلکہ اس الحاد اور بے دینی کی اشاعت کرے۔ کہ حضور کی بات کو دین نہ مانو۔ وہ شخص کجروہ اور باطنی نہیں تو اور کیا ہے ؛ دیکھئے خدا تعالیٰ حضور کی بات نہ ماننے والوں کی کس طرح خیر لیتا ہے۔ اور ان انجام کیا بتاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ
وَنُصَلِّهِمْ جَهَنَّمَ طَوَسَاوَاتٍ مَصْبِيًا ۝ (پ ۱۴۷)

اور جو شخص راہ راست (کتاب و سنت) کے ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر سے کنارہ کش ہے۔ اور مسلمانوں (صحابہ) کے رستے کے سوا دوسرے رستے چلے۔ تو جو (رستہ) اس نے اختیار کر لیا ہے۔ ہم اس کو وہی رستے چلائے جائیں گے۔ اور آخر کار اس کو جہنم میں داخل کریں گے ۝

اس آیت کا تذکرہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ آپ کی ہدایت اور ایمانی بصیرت کی ترقی کے لئے ہم اسے مکرر بیان کرتے ہیں۔ مطلب آیت کا یہ ہے۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ ایک شق پر ہو جائے۔ چاہے اس کے پاس ہدایت آپچی ہو۔ اور ہدایت قرآن حضور کا عمل ہے۔ مطلب یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عملی رستہ چھوڑ کر جو کنارہ کشی کرے۔ اور مومنوں کے رستہ کے
 با اور رستہ اختیار کرے۔ مومنوں کا رستہ حضور ہی کا اتباع ہے۔ تو
 مومنوں کے رستہ اجماع صحابہؓ کے سوا کوئی اور رستہ تلاش
 سے۔ تو خدا اس کو ادھر ہی دھکیں دے گا۔ جدھر وہ متوجہ ہوا
 ہے۔ اور دھکیئے دھکیئے جہنم میں جا داخل کرے گا۔

اس آیت میں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل
 ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص رستہ رسول پر نہیں چلتا۔ بلکہ
 حضور سے کنارہ کرتا ہے۔ تو خدا اس کو اسی کنارے پر چلاتے
 لائے جہنم میں جھونک دے گا۔

قرآنی آیت پر جس طرح حضور نے عمل کیا ہے۔ وہ راہ
 رسول ہے۔ اسی راہ پر صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین چلے گئے۔
 ام مسلمانوں کو اسی راہ رسول پر چلنے کا حکم ہے۔ پھر جو شخص
 حضور کے رستہ پر نہیں چلتا۔ یعنی اس کا عمل سنت کے مطابق
 نہیں ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اوامر پر رسول خدا
 کی طرح عمل نہیں کرتا۔ تو وہ رسول خدا سے کنارہ کش ہے۔
 اس کے لئے جہنم کی مزا ہے۔

يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ — کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ
 جہنمی، مومنوں کے رستہ کے سوا اور رستہ اختیار کرتا ہے۔ یعنی
 جہاں امت — قرون مشہورہا بائیر کے رستہ کے سوا اور
 رستہ پر چلتا ہے۔

کیا پوپ نے جو رستہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

وہ غیر سبیل المؤمنین نہیں ہے۔ یعنی صحابہ، تابعین اور تابعین کے منوں رستہ کے سوا اور رستہ نہیں ہے؟ ضرور ہے کیونکہ پرویز صاف کہتا ہے۔

آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے۔ وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو۔ قرآنی دین سے اس کا کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ (سلیم کے نام ص ۲۵۲)

مطلب صاف ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی اور دوسرے اسلامی ارکان و اداوار جو آج مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ ارض حجاز اور ساری دنیائے اسلام میں مسلمانوں میں مروج ہیں ان کو قرآنی دین سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ اگر تیرہ سو سالہ اسلام کو پرویز نہیں مانتا۔ کیونکہ پرویز نے اس سبیل المؤمنین کے سوا اور رستہ اختیار کر رکھا۔ پس پرویز کا سنت کے خلاف، سبیل رسول کے برعکس، صحابہ کے سوا مسلمانوں کو اور رستہ دکھانا۔ ٹیڑھا رستہ دکھانا ہے۔

مسلمان بھائیو! ایک بار آیت مذکورہ پر پھر غور کرو۔ کہ اللہ نے امت کو حضورؐ کے اتباع کا حکم دیا ہے۔ اور آپؐ سے کنارہ کرنے سے منع کیا ہے۔ کنارہ کرنے والے کو دوزخ میں ڈرایا ہے۔ اور کنارہ کش کی پہچان یہ بتاتی ہے کہ وہ سبیل المؤمنین یعنی اجماع صحابہ سے اور راہ اختیار کرتا ہے اور آیت میں رسول اللہ سے شقاق کرنے والے۔ اجماع صحابہ کی

اور راہ چلنے والے کو جہنمی کہا ہے۔

پس نجات کا رستہ — بہشت کا رستہ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ ہے۔ جو سنت اور حدیث سے ملتا ہے۔ سنت اور حدیث بہشت کی راہ نما ہو کر دین ثابت ہوئی۔ حُجَّتِ قَرَارِ پائی۔ اور پرویز کا یہ کہنا۔ کہ حدیث دین نہیں۔ قرآنی آیت کی دلیل سے باطل ہوئے!

حدیثِ نبوی بنیادِ ایمان ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيكَ آفَاتٍ خَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پہا ۶)

پس اے پیغمبر! قسم تیرے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے۔ جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے مابین جو جھگڑا واقع ہو۔ ان میں یہ لوگ تجھ سے فیصلہ کرا میں۔ پھر تمہارے فیصلے سے اپنے دلوں میں تسلی نہ پائیں اور پورے طور پر تسلیم کر لیں!

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ لوگ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہرگز مسلمان اور ایمان دار نہیں ہو سکتے۔ جب تک یہ اپنے انکاروں، تنازعوں، اور اختلافوں میں اے محمد ننبی اللہ علیہ وسلم تجھ کو حکم اور منصف

نہ مانیں۔ پھر جو فیصلہ تو کرے۔ وہ اس فیصلہ کو سن کر ذرا بھی
 تنگی محسوس نہ کریں۔ ماتھے پر شکن نہ لائیں۔ اور دل و جان
 سے اس قبول کر لیں۔ یعنی مسلمان اور ایماندار ہونے کی شرط
 یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سن کر
 بغیر کسی قسم کی دلی تنگی کے اس کو ہزار جان قبول کریں
 ارشاد رسول سن کر کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائے۔ جان میں
 جان آ جائے۔ دل میں مسرت اور خوشی کا ایک فردوس بس
 جائے۔ اور جسم کا رواں رواں تسلیم و قبول کے لئے جھک جائے
 جب تک ارشاد خیر الوریٰ اور حدیث مصطفیٰ کی قبولیت کا یہ
 عالم نہ ہوگا۔ بقول قرآن اس وقت تک کوئی شخص مسلمان
 نہیں ہو سکتا۔ خواہ زبان سے مسلمان ہونے کے ہزار اقرار کرے
 قارئین کرام! یہ آپ کے سامنے قرآن کی آیت ہے۔ اس
 آیت سے حدیث نبوی کی حیثیت ثابت ہو گئی ہے۔ حدیث کا پتہ
 ایمان ہونا واضح ہو گیا ہے۔ اور سورج سے بڑھ کر روشن ہوا
 کہ حدیث کا منکر مسلمان نہیں۔ آیت پر ایک بار پھر غور
 فرمائیں!

فَلَا تَسْتَبِئْ سَأَلَ رَبِّكَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 میری ذات کی قسم ہے۔

لَا يُؤْمِنُونَ - یہ ایماندار (مسلمان) نہیں ہوں گے۔

حَتَّىٰ يَأْتِيَ الْبُرْجَانِیَّةَ - یہاں تک کہ۔ یعنی جب تک (یہ شرط پوری نہ کریں)
 یحکموں تک۔ تہ کو منصف ہوں یعنی تیرا حکم واجب ہے

جانیں۔ ان کے لئے تیرا فرمان منہائے کلام ہو۔ قارئین کرام! حضور
 کا حکم، ارشاد، حدیث ہی تو ہے۔ دیکھ لیں۔ قرآن کی اس آیت
 سے حدیث کا دین ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ حضور کا فرمان یعنی
 حدیث امت کے آگے خدا پیش کر رہا ہے۔ اور اسے ماننے
 اور قبول کرنے والے کو مومن کہہ رہا ہے۔ اور حدیث کے نہ
 ماننے اور انکار کرنے والے کو **لَا يُؤْمِنُونَ** کے فتوے سے بے
 ایمان فرمایا ہے۔ پس قرآنی نص سے منکر حدیث ایمان سے
 باہر ہے۔ **فِي مَا شَجِدَ بَيْنَهُمْ**۔ اپنے باہمی جھگڑوں میں یعنی
 جب حضرت اللہ کے حکم، فرمان، ارشاد، سنت اور حدیث
 سے مسلمان اپنے باہمی جھگڑے نہ چکامیں گے۔ حدیث کے آگے
 تسلیم خم نہ کریں گے۔ **لَا يُؤْمِنُونَ**۔ مسلمان نہ ہوں گے۔ **ثُمَّ
 لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ**۔ پھر تیرے فیصلہ
 سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں۔
 یعنی تیرے فیصلہ، ارشاد، حکم، حدیث اور سنت پاک
 سے یہ اسلام کے دعویدار اپنے دلوں میں ذرا تنگی اور حقیق محسوس
 نہ کریں۔ قارئین کرام! سن رہے ہیں یا یہ قرآن ہے۔ قانون
 الہی ہے۔ ارشاد **وَاحِدُ الْقَهَّارِ** ہے۔ کہ مسلمان حدیث مصطفیٰ
 سن کر جب تک بلا تنگی دل اسے قبول نہ کرے گا۔ **لَا يُؤْمِنُونَ**
 وہ مسلمان نہیں ہوں گا۔ یعنی حدیث کو بلا تنگی دل اسے قبول
 کرے۔ اگر تنگی دل سے یا لومنا و لولا حدیث کو مانے گا۔ تو پھر
 یہی اسلام اور ایمان سے خالی ہو گا۔ پناہ چاہئے اللہ و ملائکتہ آملی

ہے۔

وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ اور پورے طور پر تسلیم کریں۔ مانیں جیسے
ماننے کا حق ہے۔

یعنی تیرے فیصلہ، ارشاد، سنت اور حدیث کو پورے طور پر
مانیں، تسلیم خم کریں۔ مجھے میرے رب ہونے کی قسم۔ پھر یہ
مسلمان ہوں گے۔ اور اگر یہ تیرے فیصلے، قول، فعل، سنت،
اور حدیث کو خندہ پیشانی اور دل کی فراخی اور خوشی سے نہ
مانیں گے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ۔ مجھے میری ذات کی قسم!
مُسْلِمَانٌ نَسَا! علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

غنچہ از شاخِ مصطفیٰ

گل شو از باد بہارِ مصطفیٰ

یعنی اے مسلمان! تو شاخِ رسولِ رحمت کا ایک غنچہ
ہے۔ جب تو پیدا ہوتا ہے۔ تو بلوغت تک ایک کلی کی صورت
ہوتا ہے۔ اب تجھے پھول بننا ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی باد بہاری سے پھول بن
جا، مطلب یہ کہ اگر غنچہ کو گفتارِ پیغمبرؐ کی باد بہاری میں
آئے گی۔ تو غنچہ پھول بننے سے قبل ہی بادِ سوم سے جل
گا۔ وہ پھول بنے گا ہی نہیں۔ وہ مسلمان ہوگا ہی نہیں!
ہے مرتبہ حدیث اور سنت کا اقبال کی نظریں!

+

+

+

پرویز رسول خدا کے قول و فعل کو

دین نہیں مانتا

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ، ارشاد، فرمان، حکم، حدیث اور سنت پر ایمان لانا اور انہیں دینی حیثیت سے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا اللہ ضروری قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کا دار و مدار حضورؐ کے اتباع، اطاعت، اور فرمانبرداری پر منحصر فرمایا ہے۔ لیکن پرویز کی ٹلگ و دو ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو مثل باحدیث اور اتباع سنت سے ضرور ضرور روکے گا۔ اور اوپر کی آیت میں خدا نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا ہے۔ کہ وہ ایماندار اور مسلمان نہیں ہے، جو حضرت انور کے فیصلہ، ارشاد اور حکم کو دل و جان سے قبول نہ کرے۔ لیکن پرویز بار بار خدا کے اس حکم کے خلاف۔ قرآن کی اس تعلیم کے برعکس کہتا ہے۔

قرآن میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد امام وقت یعنی مرکزیت

نے مراد آپ نے کس دلیل سے لی ہے؟ قرآن سے سینہ زوری، خدا سے ڈرو، ساری امت رسولؐ تیرہ سو سال سے خدا اور رسول کی اطاعت سے مراد کتاب و سنت ہی ہے۔ ترجمہ بھی یہی بتاتا ہے۔ کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ وہ زبان پر عمل ہے۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ وہ حضورؐ کے عمل (سنت) کی پیروی ہے۔ آپ نے جو جانشین مراد لی ہے کس دلیل سے لی ہے؟ بے دلیل باتیں کرنا، باہلوں یا خدا سے بے خوف لوگوں کا کام ہے۔

کی اطاعت ہے۔ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت
میں موجود تھے۔ ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت
تھی۔ اور آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کی اطاعت
اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی۔ اور اطاعت عربی میں
کہتے ہیں زندہ کی فریاداری کو یہاں

(مقام حدیث جلد اول صفحہ ۱۵۱)

عز فرمائیں۔ کہ پرویز نے قرآن کے برعکس صاف کہہ دیا ہے۔
 کہ آپ کے بعد (یعنی آپ کی وفات کے بعد) آپ کے جانشینوں
 کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی۔ اور اطاعت عربی میں
 کہتے ہیں زندہ کی فریاداری کو، چونکہ حضورؐ اب زندہ نہیں۔
 وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے اب آپ کی اطاعت نہیں ہے
 زندگی میں آپ کی اطاعت، فریاداری، حکم، فیصلہ وغیرہ واجب العمل
 بنا۔ وفات کے بعد آپ کی اطاعت، حکم اور فیصلہ سب بیکار
 و نات ہو گئی ہے۔ اب امام وقت کے منہ سے جو نکلے گا۔ اس
 پر چلنا۔ وہ اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی۔ رسول خدا کی تئیس
 زندگی کا قول و فعل اور اسوہ حسنہ، آپ کے فرمودات و نصائح
 کی کوئی ضرورت نہیں!

اعظم رجال کی باتیں قابل عمل ہیں | دنیا میں قوموں کے لیڈر

بھی ہوتے ہیں۔ فلاسفہ، حکماء، شعراء، ادباء، اور خطباء بھی
 گزرے ہیں۔ ان سب کا اپنا اپنا کلام اور ان کی تصانیف

ہیں۔ ان اکابر کی سوانح عمریاں جی مرتب کی گئی ہیں۔ لوگ ان کا کلام پڑھتے، اور ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مدرسوں، سکولوں، کالجوں میں یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ لاکھوں آدمی ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ بزرگوں، ویوں، سیدوں کی سوانح حیات جی لوگ پڑھتے ہیں۔ خود پرویز صاحب اپنی کتابوں میں شاعروں کے شعر بھی لکھتے ہیں۔ اقبال، غالب، ذوق، امیر، انیس، مومن، میر، حالی، ولی دکنی، سعدی، حافظ، قاضی، بیدل، غنی وغیرہ سدا شعرا کرام کے شعروں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ پرویز صاحب نے اپنی کتاب "سیرت کے نام" میں مندرجہ ذیل فلاسفہ کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض کے خیالات کو کتاب میں لکھا بھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہربرٹ اسپنسر، بارویل، برگس، پروڈیگر، ہارٹ بیڈ، سٹینک، پروفیسر (ERWIN SCHRODINGER)، ٹیلے، گریف، اقبالوں (PLATO) مارکس، زیگل، لڈوینگ فیرباک (LUDWING FEYERBACK)، ڈارون، جنک، اڈلر، فرائڈ، ڈاکرواشن، لین، سٹالن (EINSTEIN) وغیرہ کے خیالات کا کتاب میں ذکر کیا ہے۔ لیکن کیا خیال جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیالات، ارشادات، فریضہ، انصاح کا اپنی کتاب میں ذکر کر جائے، جو رحمت کی نصیحت یا فرمان سے پرویز صاحب ایسے بدلتے ہیں، جہاں گتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں۔ کہ شاید آپ کے فرمان کو سپرد خام کرتے وقت انہیں کیا ہو جائے گا۔ مسلمانوں! خدا را انصاف کرو!

کہ ساری دنیا کے لوگوں کی باتیں قابل ذکر و فکر ہوں۔ اکابر کا کلام زبانوں پر ہو۔ بزرگوں کی نصیحتیں سناٹی جائیں۔ اکابر کی باتوں پر عمل کیا جائے۔ ہزاروں کتابیں ٹائبر بیروں میں پڑھی پڑھائی جائیں لیکن حضور سید الکوین و الثقلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت، ہند اور ارشاد کو زبان پر نہ لایا جائے۔ نہ اس سے لوگوں کو مستفید کیا جائے۔ چار چار سو صفحات کی مذہبی کتاب میں پرویز صاحب حضور انور کی بات، فرمان یا نصیحت لکھنا گوارا نہ کریں۔ بلکہ اللہ یہ لکھیں۔ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت میں موجود تھے۔ ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت تھی۔ اور آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی۔ اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرماں برداری کو

لے پرویز صاحب، کو خوف خدا چاہیے۔ کہ تمام دنیا کے اکابر کی زندگیاں اور ان کے فرمودات تو آئینہ نشوں کے لئے مشعل راہ قرار دیئے جائیں۔ اور جن کی رسالت قیامت تک لگی۔ ان کی زندگی اور ان کے فرمودات وفات کے بعد ناقابل عمل ہوں۔ مسلمان غم کرو! کہ یہ کون شخص ہے؟ اے اگر حضور انور زندہ نہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو ان کی میرت بھی زندہ نہیں۔ ان کا اسوہ بھی زندہ نہیں۔ قول و فعل اور ارشاد اللہ نضاح بھی زندہ نہیں ہے؛ قائم اعظم فوت ہو گئے تو ان کا پیغام کیوں آس دن اخباروں میں چھپتا رہتا ہے۔ سعادت فوت ہو گئے۔ تو ان کی کائنات پوستان کیوں زندہ جاوید ہے؛ حافظ فوت ہو گئے۔ تو ان کا دیوان کیوں زبانوں ہے۔ اقبال فوت ہو گئے۔ تو ان کے کلام کو کیوں بار بار اپنی کتابوں میں لکھتے ہو۔ کہ حضور کے ساتھ کیوں ہے۔ کہ ان کا کلام فوت ہو چکا ہے۔

آپ انصاف سے کہیے۔ کہ کیا پرویز سے بڑھ کر بھی کوئی احلام کو نسیا منیا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ کہ یہ شخص حضرت محمد رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کا تعلق مسلمانوں سے توڑنا چاہتا ہے۔ قرآن کو حضورؐ سے جدا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ حضور کی سنت، قول اور فعل کی مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں۔ نہ قرآن کی تشریح رسول مسلمانوں کو درکار ہے۔ اپنے اپنے وقت کے امام کی تشریح قرآن شریعت ہے۔ جو واجب العمل ہے۔ اس ظالم کی یہ تعلیم مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول نکالنے کی۔ آپ سے مسلمانوں کا تعلق توڑ دے گی۔ اور مسلمان دین سے نا آشنا ہو کر رہ جائیں گے۔

مسلمان جہائیوں کو معلوم ہونا

اسلام محبت رسول کا نام ہے

چاہئے۔ کہ ان کا دین ایمان

اسلام اور عملی قرآن حضور سید العوین محمد رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کی زمت ہے۔ آپ کو توحید حضورؐ نے سکھائی۔ قرآن حضورؐ نے دیا۔ قرآن پر عمل کر کے آپ نے دکھایا۔ گویا قرآن اور عمل بالقرآن امت کو حضورؐ نے پہنچایا۔ ساڑھے تیرہ سو سال تک امت نے قرآن اور قرآن پر حضورؐ کے عمل کو اپنایا۔ اور سینے سے لٹکایا۔ آج ایک بہتہ ماتہ حاضرہ کہتا ہے کہ حضورؐ کے عمل بالقرآن کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا عمل بالقرآن ان کی زندگی تک ہی تھا۔ ان کی وفات کے بعد ہر زمانے کا امام وقت جو تشریح قرآن بنائے۔ اس پر

چلو! خیروار! یہ تعلیم اسلام کو مردہ کر دے گی۔ اور مسلمانوں کو گمراہ!

ہاں مسلمان اس وقت تک مسلمان ہے جب تک حضور سید العرب و العجم، سید ولد آدم، سید الکونین و الثقلین، سید العالمین، سید المرسلین، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، حبیب خدا، اشرف انبیاء، والی بطحاء، رسول کائنات، پیغمبر مکر و بر، رسول انس و جن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہے۔ اور محبت بھی اپنی جان، مال، اولاد، ماں، باپ، اور سارے بہانے سے بڑھ کر لازم ہے۔ یعنی آپ کے فرمان، سنت اور ارشاد پر ہر چیز قربان، دنیا و مافیہا بچھا کر دے۔ چنانچہ حضورؐ نے خود فرمایا: **امت کو مسئلہ بتایا۔ مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي۔** (مشکوٰۃ) جس نے میرے طور طریقہ، چال اور کام سے (عمل کر کے) محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی! یعنی حضورؐ کے قول و فعل پر عمل کرنا حضورؐ کے محبت کرنا ہے۔ یہی چیز منکر حدیث مسلمانوں سے پھڑانا چاہتا ہے۔ کہ مسلمان حضورؐ کے طور طریقہ، چال اور کام (سنت) کو چھوڑ دیں۔ سنت کو دین مانیں ہی نہ، تاکہ ان کا تعلق رسول رحمت سے ہے ہی نہ، اور بجائے حضورؐ کے تعلق کے امام وقت سے تعلق قائم ہو۔ اور امام وقت یا امام وقت کی اسامی کے بڑے امیدوار (FORMOST CANDIDATE) کی ایجاد تشریح قرآن پر عمل کر کے **أَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبُؤْسِ**

(LED THEIR PEOPLE TO THE ABODE OF
DESTRUCTION.) کا منظر دیکھیں۔

انکارِ حدیثِ نفاق ہے

فَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ
رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (پہ ۷۷)
اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف
جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور (آؤ) رسول کی طرف (تو) تو
دیکھتا ہے منافقوں کو کہ تجھ سے پہلو ہتی کرتے ہیں؟

اس آیت میں لوگوں کو دو طرف بلایا گیا ہے۔ پہلی طرف
ہے۔ مَا أَنزَلَ اللَّهُ۔ جو اللہ نے اتارا! یعنی قرآن مجید، اور
دوسری طرف ہے إِلَىٰ الرَّسُولِ۔ رسول کی طرف۔ مطلب یہ کہ
جب لوگوں کو قرآن کی طرف اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے
کہ دینی احکام لینے کے لئے آؤ۔ قرآن اور رسول کے پاس!
اس سے قرآن حجت فی الدین ثابت ہوا۔ اور بالکل اسی طرح
رسول کی بات (حدیث) بھی حجت فی الدین ثابت ہوئی۔ قرآن
کی طرف آنا قرآنی اصولوں کو ماننا ہے۔ اور رسول کی طرف
آنا حضور کی تشریحات قرآن اور جزئیات فرقان کو تسلیم
کرنا ہے۔

پس قرآنی نص إِلَىٰ الرَّسُولِ سے حدیث نبویٰ ماخوذ

دین ثابت ہوئی۔ ایک بار پھر غور فرمائیں۔ کہ خدا نے فرمایا ہے۔
 اَوْ (حصول دین کے لئے) قرآن کی طرف اور رسول کی طرف۔
 پس قرآن اور رسول دونوں چیزیں دین اور حجت ثابت ہوئیں
 یعنی جو حکم دے قرآن وہ مانو۔ اور اس حکم پر جس طرح رسول
 عمل کرنا بتائے۔ وہ بھی مانو۔ مثلاً قرآن حکم دے۔ اقیموا
 الصلوة۔ نماز قائم کرو۔ تو نماز کا فرض ہونا تسلیم کرو۔ پھر
 رسول کی طرف اؤ۔ کہ جس طرح وہ قائم کرنا بتائیں۔ اس طرح
 قائم کرو۔ ابحاس قرآن اور سنت دونوں چیزیں ماخذ دین
 ثابت ہوئیں۔ اور منکر حدیث کا یہ کہنا۔ کہ حدیث ماخذ دین
 نہیں۔ مردود ہووا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے۔ کہ جو
 شخص قرآن۔ قرآن پکارتا ہے۔ وہ قرآن سے دلیل نہیں لاتا۔
 اپنی ہوائے نفس سے لکھتا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو دھوکا
 دیتا ہے۔ کہ یہ قرآن ہے۔ بھلا قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ کہ
 رسول خدا کا فرمان دین نہیں ہے۔ اس کو کہتے ہیں افترا علی
 اللہ! ہزلیات اپنی۔ اور خدا کے ذمہ لگانی۔ خدا فرماتا ہے۔
 وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا۔ اور کون ہے بہت
 ظالم اس شخص سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (پج ۹) غضب
 خدا کا سارا قرآن جہرا پڑا ہے۔ اَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ اَطِيعُوا الرَّسُولَ
 سے۔ کہ رسول کی اطاعت کرو۔ پرویز کہتا ہے۔ نہیں یہ اطاعت
 صرف ان کی زندگی تک تھی۔ وفات کے بعد اطیعوا الرسول
 سے مراد امام وقت کی اطاعت ہے۔ ساری امت کے خلاف

یہ مطلب گھر سے گزر لیا ہے۔ نظام خدا پر افتراء کرنا ہے۔
ہاں تو مذکورہ آیت میں آپ نے پڑھ لیا۔ کہ خدا نے لوگوں

کو قرآن اور رسول کی طرف بلا یا ہے۔ اگے فرمایا۔

مَا آيَتِ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صِدُورًا-

دیکھتا ہے تو (اسے رسول) منافقوں کو کہ تجھ سے پہلو
تہی کرتے ہیں؛

یعنی تمہارا فیصلہ، تمہارا ارشاد، تمہاری حدیث قبول کرنے سے

منافق پہلو تہی کرتے ہیں۔ رسول سے پہلو تہی کرنا۔ ہٹنا۔ رکنہ

۔ یہی ہے نا۔ کہ ان کے کہنے سے، ان کے فرمان سے پہلو تہی

کرنا؛ عساف ثابت ہو گیا قرآن سے کہ رسول سے یعنی رسول کی

بات (حدیث) سے پہلو تہی کرنا۔ اسے قبول نہ کرنا۔ اسے دین

نہ سمجھنا منافقوں کا کام ہے۔ پس انکار حدیث نفاق ہے۔

قرآن کو ماننا اور حدیث کا انکار کرنا | یہاں ایک بات قابل نوٹ
ہے۔ کہ خدا نے بلا یا ہے

قرآن اور رسول کی طرف۔ تو قرآن سے پہلو تہی کرنے کا ذکر

نہیں کیا۔ کیونکہ کوئی مسلمان قرآن کا انکار نہیں کرتا۔ ذکر کیا

ہے تو رسول سے رکنے اور پہلو تہی کرنے کا کیا ہے جس سے

روز روشن کی مانند واضح ہو گیا۔ کہ مسلمان جو قرآن کو تو

مانتا ہے۔ لیکن حدیث کو نہیں مانتا۔ تو وہ منافق ہے اور

مذکورہ آیت کی شان نزول بھی ہم پر لکھنے والوں (بظاہر مسلمانوں

کے متعلق ہے۔ کہ ایک مسلمان کا ایک یہودی نے ساتھ تنازعہ

ہو گیا۔ دونوں فیصلہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دونوں کا بیان سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ عدالتِ نبوی سے باہر آکر وہ مسلمان یہودی کو کہنے لگا۔ چلو اب حضرت عمرؓ سے فیصلہ لیں۔ اس پر مذکورہ آیت اتری۔ کہ اے رسول! منافق تجھ سے پہلو ہتی کرتے ہیں۔ یعنی تیری بات، تیرے فیصلے، تیری حدیث سے پھرے بیٹھے ہیں۔ قبول نہیں کرتے۔ مطلب واضح ہے۔ کہ مسلمان جو قرآن کو کلام اللہ مانتے ہیں۔ اور تیرے فرمان یا حدیث کو ماننے سے پہلو ہتی کریں۔ وہ منافق ہیں۔ پرویز صاحب! یہ قرآن ہے۔ قرآن رسول خدا سے پیچھے بیٹھے والا، آپ کے فرمان سے رکنے والا خطے میں ہے۔ اور آپ نے اپنی زندگی کا مقصد اولین یہ سبھی رکھا۔ کہ حدیثِ رسول کو خارج از دین بتائیں۔ اور مسلمانوں سے حدیث چھڑائیں۔ حدیث سے پہلو ہتی کرائیں۔ بلکہ رسول خدا کے قرآنی تشریح کے مطابق جو مذہب تیرہ سو سال سے دنیا میں جاری اور مروج ہے۔ اس کے متعلق آپ لکھتے ہیں :-

یہی بھی اسلام ہے سلیم! جو ہزار برس سے ہمارے رگ و پے میں اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ نکل گیا۔ تو اس کے ساتھ ہی ہماری جان بھی نکل جائے گی!

(سلیم کے نام پر)

ہزار برس سے جو اسلام ہمارے رگ و پے میں سرایت

چکا ہے، یہ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تشریح قرآنی کی ہمیں صورت ہے۔ حضور کی ذات نے اپنے قوں و
فعل سے ہم کو یہ اسلام دیا ہے۔ جس سے پرویز صاحب
مسلمانوں کو روک رہے ہیں۔ حضور سے پرے ہٹا رہے
ہیں۔ مَآیْتَ الْهٰنَافِیْمِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۙ

(THOU SEEST THE HYPOCRITES TURN FROM THEE
WITH AVERSION.)

پرویز صاحب یقیناً منکر حدیث ہیں۔ جو
سُخَّتْ مِنْكَ حَدِیْثًا

وگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ
پرویز صاحب منکر حدیث نہیں ہیں۔ وہ ان حدیثوں کو نہیں
مانتے ہیں، جو قرآن کے مطابق نہیں ہیں۔ یا وضعی ہیں۔ گذارش
ہے کہ حدیث کا صحیح ہونا یا ضعیف ہونا یا وضعی ہونا اللہ بات
ہے۔ اور نفس حدیث کا انکار کرنا دوسری بات ہے۔ ہم خود ضعیف
اور وضعی حدیثوں کے قائل نہیں ہیں۔ محدثین نے جو احادیث کے
پرکھنے کے اصول بنائے ہیں، جو حدیثیں ان اصولوں کے مطابق
صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ ہم ان ہی کو ملتے اور ان ہی پر عمل
کرتے ہیں۔ ضعیف اور موضوع حدیثیں محدثین نے الگ کر رکھی
ہیں۔ تاکہ ان کھوٹے سکوڑے سے مسلمان بچیں۔ پرویز صاحب
تو نفس حدیث کے قائل ہی نہیں۔ دیکھو وہ صاف ملتے
ہیں۔

اگر احادیث دین کا جزو ہوتیں، تو کیا رسول اللہ پر

یہ فریضہ عاید نہیں ہوتا تھا۔ کہ وہ دین کے اس
حصے کو بھی مستند طور پر مرتب کر کے امت کو دے
کر جاتے۔ (سلیم کے نام ص ۱۷)

معلوم ہوا۔ پرویز صاحب حدیث کو دین نہیں مانتے! مزید لکھتے ہیں
جو لوگ اب حدیث کو دین سمجھ رہے ہیں۔ ان سے
یہ سوال پوچھئے۔ ان میں سے کوئی شخص اس کا جواب
نہیں دے سکے گا! (سلیم کے نام ص ۱۷)

صحابہ سے لیکر آج تک مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ قرآن
بھی وحی ہے۔ وحی متلو۔ کہ اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اور
حنور کی حدیث بھی وحی ہے۔ وحی غیر متلو۔ کہ اس کی تلاوت
نہیں کی جاتی۔ پرویز صاحب اس وحی غیر متلو (حدیث) کے
متعلق گہرا فحاشی کرتے ہیں۔

البنہ یہودیوں کے ہاں یہ عقیدہ تھا۔ کہ وحی کی دو
قسمیں ہوتی ہیں۔ متلو اور غیر متلو اور وہیں سے
مسلمانوں نے یہ عقیدہ مستعار لیا ہے! (سلیم کے نام ص ۱۷)
قارئین کرام غور کریں۔ کہ پرویز نے حدیث دشمنی میں سر

۱۷ گزہ ہیند بروز شپہ چشم : چشمہ آفتاب ناچہ گناہ

۱۸ وسیاتی الکلام فیہ !

۱۹ پرویز صاحب! قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ کہ یہودیوں کے ہاں یہ عقیدہ تھا۔

وحی کی دو قسمیں ہوتی ہیں : ۱۔ فلک سفد بے محابا ہے!

اس سنگر کو انفعال کہاں

دی۔ حدیثِ نبی رحمت کو جو وحی غیر منسوب ہے۔ یہودیت سے تعبیر کرتا ہے۔ کیا اب بھی پرویز صاحب کے منکر حدیث ہونے میں شک باقی ہے۔ اگر پرویز صاحب کہیں لکھ دیں۔ کہ ہم منکر حدیث نہیں ہیں۔ تو یہ ان کی منافقت ہوگی۔ جو وحی غیر منسوب کو یہودیوں کا عقیدہ کہتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے ان سے یہ عقیدہ مستعار لیا ہے۔ وہ کس طرح حدیث کا قائل ہو سکتا ہے۔ یہ صحیح بات ہے کہ پرویز صاحب یقیناً منکر حدیث ہیں۔ اور ان کا سارا زور حدیث کو خارج از دین ثابت کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ کہ حدیثوں سے مسلمان بدظن، متنفر، اور منکر ہو جائیں۔ اور قرآن کی من مانی تشریح (طاہر و وقت) کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرے۔ آخر امام وقت کی اسامی (Post) بھی ساتھ تیرہ سو سال سے خالی چلی آ رہی ہے۔ خدا خدا کر کے چودہویں آئی ہے۔ پرویز صاحب اسے پُر نہ کریں گے۔ تو اور کس نے کرنی ہے۔ کہ سورج کی آنکھ نے ان سے بہتر امامت کے لائق کسی شخص کو دیکھا ہی نہیں ہے۔

نرم ہی پر پھوڑو مجھے کیا طوفِ حرم سے
آلودہ رہے جامہٴ احرام بہت ہے

رسول کی نرمانبرواری اللہ کے حکم سے ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يَبْطِغُ فِي ذُنُوبِهِ (پہلے)

اور جو رسول ہم نے بھیجا، اس کے بھیجنے سے ہمارا مقصود ہمیشہ یہ رہا۔ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے :

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے رسول کی رسالت کا کہنا حجت ہے

لوگ اس کی اطاعت کریں۔ کہا جائے۔ فرمانبرداری کریں۔ اور ساقہ ہی یہ بھی فرمایا کہ رسول کی اطاعت اور فرماں برداری باذن اللہ ہے۔ یعنی رسول جو کہتا ہے۔ وہ خدا کے حکم سے کہتا ہے۔ تو گویا اس کا کہنا ماننا خدا کا حکم ماننا ہے۔ ثابت ہوا کہ رسول کا کہنا (حدیث) دین ہے۔ ماخذ دین ہے حجت ہے۔ بالکل قرآن کی طرح اس پر عمل کرنا لازمی ہے کہ رسول خدا ہی کے الہام (REVELATION) سے دین کی باتیں کرتا ہے۔ یہی بات خدا نے اور وضاحت سے بیان فرمائی ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (پہا ۸)

اور جس شخص نے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی :

WHO SO OBEYETH THE MESSENGER
OBEYETH ALLAH.

یعنی رسول کی اطاعت، تابعداری کو خدا نے اپنی اطاعت کہا ہے۔ رسول کا کہنا خدا کا کہنا ہے۔ اس لئے کہ خدا کی مرضی

الہام اور القا سے رسول بولتا ہے۔ جب رسول خدا کی مرضی، الہام اور القا سے بولتا ہے۔ تو اس کا بولنا دین میں حجت ہوا۔ مانند دین ہوا۔ بالکل خدا کا حکم ہوا۔ اور قرآنی کی مانند واجب العمل عظیم!

اتباع رسول حدیث کی پیروی ہی ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبُّكُمْ
اللَّهُ — (پس آج ۱۲)

کہہ (اے پیغمبر، اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔)

قرآن نے اللہ تعالیٰ کی دوستی، محبت، ولایت کا یہ طریقہ بتایا ہے۔ کہ اتباع رسول کیا جائے۔ یعنی خدا نے خود بندوں کو اپنے رسول کی زبانی فرمایا ہے۔ کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی دوستی اور محبت چاہتے ہو، تو **میرا اتباع کرو**۔ اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ آپ کا اتباع کرو۔ پس اتباع رسول کا نام ہی سنت اور حدیث ہے۔ پھر سنیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی احکام پر عمل کیا ہے۔ خدا نے امت کو اس عمل رسول کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ کہتے: قرآن مجید سے اتباع رسول کی عبارت ہے۔ سنت پاک سے ثابت نہیں ہوا۔ ضرور ہوا ہے۔ جب فاتبعونی کی نص سے صنف کے عمل کا اتباع، دین ثابت

ہوا۔ تو سنت اور حدیث آپ جزو دین ثابت ہوگئی۔ پس کوئی شخص بغیر اتباع رسول، یعنی سنت پر چلے بغیر ربانی نہیں بن سکتا احکام خداوندی سے اصلاً عہدہ برآ نہیں ہو سکتا!

اگر پرویز صاحب کہیں کہ قرآن پر عمل کرنا ہی اتباع رسول ہے۔ ہم کہیں گے یہ غلط ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآنی احکام پر چلنے اور رسول کا اتباع کرنے کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے۔ گویا دو چیزیں ہیں۔ خدا نے اپنی اطاعت اور رسول

کی اطاعت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ جس سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔ پھر جو شخص اطاعت رسول کا انکار کرتا ہے۔ اور صرف اللہ یا قرآن کی اطاعت کو اپنی مرضی کے مطابق مانتا ہے۔ وہ ہٹ دھرم سینہ زوری کرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ جب رات اور دن کہا جاتا ہے۔ تو

دو چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ نماز اور روزہ، مکہ اور مدینہ، ابو بکر اور عمرؓ، تاریخ اور حساب، میٹرک اور بی۔ اے، سب جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ ایک نہیں۔ ایسے ہی اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت دو چیزیں ہیں۔ اطاعت اللہ سے مراد

قرآنی احکام کو ماننا ہے۔ اور اطاعت رسول کا مطلب حضور کے طریق عبادت، سنتِ اطہر اور اسوۂ پاک پر چلنا ہے۔ پس مذکورہ آیت میں جو اتباع رسول کا حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب حضور کی پیروی اور سنت پر عمل کرنا ہے۔ نیزہ سو سال سے ساری امت نے یہی معنی کئے ہیں۔

انکارِ حدیث کی سزا

وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَّقِ حُدُودَ اللَّهِ
يُدْخِلْهُ فَاثَرًا - (پک ع ۱۳)

اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی
اور اس کی حدوں سے گزر گیا، داخل کریگا اس
کو آگ میں :

اس آیت میں دو نافرمانیوں کا ذکر ہے، اللہ کی نافرمانی اور

اس کے رسول کی نافرمانی۔ ان نافرمانیوں کی سزا آگ ہے۔
ظاہر ہے، کہ خدا کی نافرمانی اس کے قانون یعنی قرآنی احکام کو
نہ ماننا ہے۔ اور رسول کی نافرمانی حضورؐ کے کلمہ قرآن کو نہ
ماننا ہے۔ جو جزئیات حضورؐ نے قرآنی احکام کی تفسیر کی ہیں۔
ان کو نہ ماننا ہے، یعنی سنت اور حدیث کا انکار کرنا۔ یہ انکار
حدیث، موجب جہنم ہے۔ **يُدْخِلْهُ فَاثَرًا** - داخل کریگا اللہ تعالیٰ
رسول کے نافرمان - منکر سنت کو آگ میں :

قائِمین کرام! غور کریں، کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار حضور اکرم کے اتباع
اطاعت، پیروی، آپ کے اسوۂ حسنہ، سنت اور حدیث، پر عمل کرنے کیلئے
زور دیا ہے۔ لیکن افسوس، پروردگار صاحب برعکس قرآن بار بار حضورؐ کی
سنت، حدیث، طریقیہ اور اتباع کو خارج از دین بتانے میں ہلکان ہو
چکے ہیں جو اپنے کو دیکھتا نہیں ذوقِ ستم تو دیکھا!

اتباع رسولؐ سے ہی تنزیل کی تمہیل ہو سکتی ہے

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ فَاتَّبِعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا
مَعَ الشَّاهِدِينَ (پہا ع ۱۳)

اے ہمارے پروردگار ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز
کے، کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسولؐ
کی۔ پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے ۱۱

اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک تنزیل
اور دوسرا اتباع رسولؐ کا۔ نجات پانے والے، خدا کو راضی کرنے
والے، جنت الفردوس کے مکین کہہ رہے ہیں۔ خداوندا! ہم
ایمان لائے جو کچھ تو نے اتارا۔ یعنی تیرے قانون، حکم اور
دستور کو قبول کرتے ہیں۔ اور تیرے رسولؐ کا اتباع کرتے
ہیں۔ یعنی جس طرح تیرے کلام، دستور پر تیرے رسولؐ
عمل کیا ہے۔ ہم اس کی پیروی کرتے ہیں۔ تیرے رسولؐ
نقش قدم پر چلتے ہیں۔ قرآن کی نص سے ثابت ہوا۔
تنزیل کی طرح رسولؐ کی پیروی۔ اس کی سنت اور طریقہ
جزو دین ہے۔ اس کے قبول کئے بغیر آدمی مسلمان نہیں
بالکل تنزیل کی مانند اتباع رسولؐ پر ایمان لانا ضروری
قارئین کرام غم فرمائیں۔ کہ قرآنی آیات سے اتباع رسولؐ
رسولؐ، اطاعت رسولؐ، سنت خیر الوریٰ کی حجیت ثابت

بھی ہے۔ یاد رکھیں۔ کہ قبولِ تنزیل کو اقرار سنت مستزم ہے
 حضورؐ کے عمل بالقرآن سے لاپرواہ ہو کر قرآن دانی کا دعویٰ کرنا
 - قرآن سے نبرد آزما ہونا ہے۔ حضور الٰہی سے قرآن لے کر
 کہنا۔ اب آپ کی ضرورت نہیں۔ میں خود اس سے بچتا
 ہوں گا۔ مگر ہوں گا کام ہے !

سینے! مسلمان وہ ہے۔ جو کہے۔ میرے پیارے رسولؐ کی
 محبوب سنتوں! حین مشعلو! انسانیت کے محسن اعظم۔ غبارِ راہ
 کو فروغِ وادی سینا... بجٹے والے۔ خواجہ بدو و حین حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرآن مجید دیا ہے۔ احادیث
 کی فرزاں شمعو! تمہارے جگانے والوں پر ریت کے ذروں،
 آفتاب کی شعاعوں، چاند کی کرنوں اور جھلملتے ستاروں کی
 ضیاء سے کروڑوں گنا زیادہ درود و سلام ہو خدائے بزرگ و
 برتر کا۔ مجھے قرآن کا مطلب اور طریقہ عمل بھی بتا دو۔
 کہ مراطہ مستقیم پر کامزن ہونے کے لئے میں ہر لمحہ سرورِ کائنات
 کے سرورِ حیات کا محتاج ہوں۔ میرے نزدیک اسلام نام ہے
 حضورِ والی بطحاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا، کردار و
 گفتار کا۔ آپ کے بیل و نہار کا۔ میں قرآن سمجھ سکتا ہوں۔
 صرف انفاسِ خیرالہوی کے چراغوں کی روشنی میں۔ میں عمل
 کر سکتا ہوں دانائے بس کے قدموں کے اجالے میں سے

برعیارِ مصطفیٰ خود را زند !

تا جہانِ دیگرے پیدا کند ! (انبیاء)

اگر تو اسلامی انقلاب سے، جہاں نو پیدا کرنا چاہتا ہے
تو پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی
کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھ لے۔

علامہ اقبال نے عیارِ مصطفیٰ سے حضورؐ کا اسوہ، کردار، سیرت
سنت اور حدیث کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی ہے۔ کہ
مسلمان جب تک حضورؐ کے رنگ میں عملی طور پر نہ رنگ
جائے گا، وہ اسلامی حکومت یا قرآنی نظام نہیں بنا سکتا۔

اشتراکیت اور مذہب

روس میں کمیونزم یعنی اشتراکیت کے مسئلہ نے زور پکڑ
جس کی رو سے تمام ملک کی دولت اس کے باشندوں کی
دولت ہوتی ہے۔ اور ہر ایک فرد حتیٰ الوسع کام کرنے کے
بعد اپنی ضروریات کے مطابق تنخواہ پاتا ہے۔ اس روٹی کے
مسئلے نے ملک پر ایسا تسلط جمایا۔ کہ مذہب و ملا سے رخصت
گیا۔ یا مذہب کو ملک بدر کر دیا گیا۔ اگر وہاں مسلمان ہیں۔
بولے نام ہیں۔ گویا اشتراکیت نے لوگوں کو یہ سبق دیا۔ کہ دنیا
انسان روٹی کمانے اور کھانے کیلئے آیا ہے۔ اور بس! حالانکہ
بات غلط ہے۔ کہ زندگی کھانے کیلئے ہے۔ سعدیؒ نے دو حرفوں
اشتراکیت کو بن و بیخ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ فرماتے ہیں
خوردن برائے زیتن و ذکر کردن است؛ تو معتقد کہ زیتن از ہر خوردن

مسلمان سن ! کھانا زندگی (رواں رکھنے) کے لئے ہے۔ اور
خدا کا ذکر کرنے کے لئے۔ (تیری عقل کو کیا ہو گیا۔ کہ) تو معتقد
ہے۔ کہ زندگی کھانے کے لئے بنی ہے۔

سچ فرمایا خدا نے :-

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (پا ۲۴)
وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین
میں ہے سارا۔

یعنی تمام دنیا و مافیہا انسان کی خدمت (Service) کے
لئے ہے۔ ہر چیز اس کی چپکاری کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور یہ انسان

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَهُ (پا ۲۴)
اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اسی غرض سے پیدا
کیا ہے۔ کہ وہ ہماری عبادت کریں :-

ثابت ہوا۔ کہ انسان دنیا میں خدا کی عبادت اور یاد دہانی
کے لئے آیا ہے۔ نہ کہ روٹی کمانے اور کھانے کیلئے۔ روٹی
کمانا اور کھانا جینے کے لئے ہے۔ تاکہ جبیں۔ اور اللہ کی عبادت
کر کے اس کو راضی کریں۔ اور مرنے کے بعد باعزت و نفع۔
بہشت کو لوٹیں۔ نہ اس لئے کہ حیوانوں کی طرح صرف کھائیں
اور مر جائیں۔

لیکن اشنزاکیت کی لعنت نے روٹی۔ روٹی کا نعرہ
لگا کر لوگوں کو فنا فی الرزق کر کے فدا سے غافل کر دیا
ہے۔ ایسا کہ اسلام کو ملک ہی سے رخصت کر دیا

پرویز اور ربوبیت

یہی کام منکرِ حدیث بھی پاکستان میں کر رہے ہیں۔ کہ خود کو
حزاعی نظامِ ربوبیت کہتے ہیں۔ اور اپنی تحریروں میں بھی عوام
کی روٹی کے مسئلہ پر بڑا زور دیتے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کی
متعدد آیتوں کے غلط سلف ترجمے بھی عوام کے لئے روٹی اور
رزق فراہم کرنا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مجھے آپ خوب مشرح
بسط کے ساتھ پڑھ آئے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز قائم کرنے
کے معنی قانونِ ربوبیت کے عین پیچھے چلنا کرتے ہیں۔ ایک
جگہ لکھتے ہیں :-

قَالُوا لِمَ نَكَ مِنْ الْمُصَلِّينَ۔ کہا ہم ان کے ساتھ
شامل نہ ہوئے۔ جنہوں نے نظامِ صلوٰۃ کو قائم کیا،
نقا۔ نظامِ صلوٰۃ کیا ہے۔ اس کے متعلق میں بہت
کچھ لکھ چکا ہوں۔ لیکن قرآن نے اس تمام تفصیل
کو سمٹا کر ایک فقرہ میں رکھ دیا ہے۔ یعنی وَ لِمَ
نَكَ نَطْعِمُ السَّائِكِينَ۔ ہم مسکین کے رزق کا
انتظام نہیں کیا کرتے تھے۔ (سلیم کے نام پر ۲۷)

غور کیا آپ نے کہ نماز قائم کرنے کا مطلب پرویز صاحب
نے مسکین کے رزق کا انتظام کرنا بتایا ہے۔ (اگرچہ خدا کے
ذمہ بہتان لگایا ہے) اور زکوٰۃ دینے کا مطلب ربوبیت

نے اسباب اور ذرائع فراہم کرنا بتاتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے پیچھے لکھا ہے۔ گویا پرویز صاحب بھی نماز اور زکوٰۃ کے معنی غریب و روٹی بٹے ہی کرتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ پاکستان میں داعی نظامِ ربوبیت روسی نقطہ نظر سے روٹی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں۔ دین رہے نہ رہے۔ سب کو روٹی بٹے۔ اور اگر دین ہو بھی تو برائے نام۔ مرضی کا، ماڈرن، جدید اسلام، جو حال ہی میں طلوع ہو رہا ہے۔

شترکیت کیلئے سازگار فضا | جب تک کسی ملک میں دینِ اسلام موجود ہو۔ اس وقت تک

وہاں اشترکیت کی دباؤ نہیں پھیل سکتی۔ کیونکہ اسلام نے عبادات اور اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے۔ اور اس کے بین السطور میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو پوری طرح منوایا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی زندگی میں رزق کے مسئلہ کو یہ کہہ کر حل کر دیا ہے۔ کہ سب کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ بغیر حساب کے دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے۔ ہاں بندوں کا کام تلاشِ رزق کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ اور رزق کی تنگی یا فراخی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ بات قرآن اور حدیث میں بالوضاحت آچکی ہے۔ کہ رزق خدا تعالیٰ اپنی مرضی سے جتنا چاہے دیتا ہے۔ بیشک اللہ فراخ کر دیتا ہے رزق جس کے لئے چاہتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ جس کیلئے چاہتا ہے!

باغ میں صنوبر پائیکل بھی ہے اور آزاد بھی ہے۔ ایسے ہی مسلمان بھی مذہبی پابندی کے ساتھ آزاد ہے۔ وہ من مانی نہیں کر سکتا۔ اسے قانون الہی (کتاب و سنت) کی اطاعت — وفاداری لازم ہے۔ جب تک مذہب کی یہ گرفت ڈھیلی نہیں ہوتی۔ مسلمان خدا اور رسول کا فرمانبردار رہتا ہے۔ لیکن جو اپنی مذہب سے روگردانی کی۔ قرآن کے معنی اپنی مرضی سے کرنے شروع کئے۔ آیات کا مطلب خود کھڑ کر سنانے لگے۔ تو پھر اشتراکیت، کمیونزم، الحاد، لادینی، بد عقیدگی، اور ہر قسم کی مہلک بیماریاں معاشرے میں بار پانے لگتی ہیں۔

اشتراکیت کی بادِ سموم مذہب کے لہلہاتے گلستان کو جلا کر رکھ کر دیتی ہے۔ اور یہ مہلک ہوا اس وقت چلتی ہے۔ جب مذہب کی عصبيت جاتی رہتی ہے۔ اسلام کی وہ روح جو خواجہ بدروشنین نے اپنے عمل سے مسلمانوں میں پھونکی تھی۔ نکل جاتی ہے۔ اور مسلمان کتاب و سنت کی پابندی سے آزاد ہو کر الحاد کے سیلاب میں تنکے بن کر بہنے لگتے ہیں۔ روزنامہ نوائے وقت ۲۷ جولائی ۱۹۶۰ء کا اوارہ اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

ہوشیار اے مردِ مومن ہوشیار | اس مہم (اشتراکیت) کا مقصد مسلمان عوام کے دلوں سے اسلامی عصبيت کو ختم کرنا ہے۔ آرٹ اور کلچر کے نام پر رقص و سرود کے مظاہروں اور ادب کی آڑ میں

ہے ادبی کا اصل نشانہ عوام کی اسلامی عصبیت ہے۔ اور اس وقت اشتراکیوں اور ان کے ہم سفروں کی سب سے بڑی کوشش یہ ہے، کہ عام پاکستانی مسلمان میں جو مذہبی عصبیت پائی جاتی ہے، کسی نہ کسی طرز پر جذبہ اس کے دل سے نکال دو۔ کیونکہ کمیونسٹ جانتے ہیں، کہ عام پاکستانی کی یہ اسلامی اور مذہبی عصبیت ہی کمیونزم کے فروغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اگر یہ عصبیت ختم کر دی جائے، تو ان قدروں کا احترام خود بخود ختم ہو جائے گا، جو ایک مسلمان کو ملک و ملت کے لئے قربانی پر ابھارتی ہیں۔ مغربی پاکستان میں کمیونسٹ ایک ایسا نیرچلا رہے ہیں، جس سے بیک وقت دو شکار مقصود ہیں۔ ملک اور ملت دونوں۔ اس لئے کہ تحریک پاکستان میں کام کرنے والا ایک بنیادی جذبہ مسلمانوں کی یہ عصبیت تھی۔ اگر یہ عصبیت ختم کر دی جائے، تو پاکستان کو قائم رکھنے کے لئے ضروری قوت و مدافعت ہی کہاں باقی رہ جاتی ہے۔؟ یہی وجہ ہے، کہ اس وقت مغربی پاکستان میں اشتراکی و نیم اشتراکی افراد کی طرف سے ادب آرٹ اور کلچر سارے تیروں کا ہدف ہمارے عوام کی مذہبی عصبیت ہی ہے۔ کیونکہ کمیونسٹ خراب جانتے ہیں، کہ وہ اس بند کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے، تو پھر کوئی چیز پاکستان میں کمیونسٹ سیلاب کو روک نہ سکے گی۔

محبتِ سید و ولد آدم

اس پر مغزِ اوارہ کا لبِ لباب یہ ہے کہ پاکستان میں
اشتراکیت کے پھیلنے میں اگر کوئی چیز سببِ راہ ہے تو وہ مذہبی ^{عصبیت}
ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مذہبی عصبیت نام ہے حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا۔ اور محبت کہتے
ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اسوۂ پاک پر عمل
کرنے کو! ساڑھے سات کروڑ مسلمان پاکستان کے رگ و
ریشہ میں حضور سید ولد آدم، سید العرب والعجم، سید الکونین
و الثقلین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
پچی ہوئی ہے۔ وہ حضور کے نام اور کام پر مال، جان، اولاد
اور ملک و ملت سب کچھ قربان کر دینے والے ہیں۔ توحید
باری تعالیٰ امت کو حضور نے بتائی۔ قرآن امت کو حضور نے
دیا۔ خدا کی مرضی کے مطابق قرآن پر عمل کرنا حضور نے امت کو
بخشا۔ پس امت کا دین، ایمان، اسلام سب کچھ حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت ہے۔ کہ
محمد حامی دین ماحی کفر و ضلالت ہے
محمد شمعِ ایمان، مشعلِ راہِ ہدایت ہے

لے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

لے کام سے مراد حضور کی سنت، حدیث، قول، فعل اور اسوۂ پاک ہے!

محمد مصطفیٰ کے واسطے کیا کیا سعادت ہے

نبوت ہے، رسالت ہے، قیادت ہے امامت ہے

محمد خود شناس و محرم راز حقیقت ہے

قسیم حوض کوثر ہے وسیم مہر و شفقت ہے

محمد کے مہر پر نور پر تاج شفاعت ہے

نہیں ملتی ہے جو ہر آدمی کو وہ یہ نعمت ہے

محمد ہی کے دم سے افتخار آدمیت ہے

محمد جانِ ملت، آنِ ملت، شانِ ملت ہے

اک امتی نے سب ادیان و مِلل منسوخ کر ڈالے

محمد تاجدار منصبِ ختمِ رسالت ہے

لیکن پرویز حنفیہ کی محبت (مذہبی عصبیت) مسلمانوں کے

دلوں سے اس طرح نکالتا ہے کہ وہ بار بار کہتا ہے کہ سنت،

حدیث جزو دین نہیں۔ سوچئے! کہ جب سنت اور حدیث دین

سے خارج ہوئی۔ تو محبت رسول جو نتیجہ ہے عمل بالرسالت کا۔

خود بخور چلی گئی۔ پرویز اس طرح پاکستانی مسلمانوں کے دلوں

سے مذہبی عصبیت ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور غضبِ خدا کا کہ وہ

یہ چیز پاکستان کے آئین میں لانا چاہتا ہے۔ کہ سنت کو دین کا

وجہ نہ دیا جائے۔ صرف قرآن کو دین مانا جائے۔ اور قرآن کی تشریح

وقت کے تقاضے کے مطابق جو امام وقت بتائے اس پر عمل کیا

جائے۔ گویا پاکستان میں الحاد - انحرافیت اور کمیونزم کیلئے کوئی رکاوٹ

نہ ہے۔ خدا کے اسم کے لہو کو پہن اذنِ عام ہے۔

انکارِ حدیث اور کمیونزم ایک ہی بات ہے

حدیث کے انکار کے بعد مسلمان کے پاس صرف قرآن ہی رہ جاتا ہے، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق سنت اور حدیث کے انکار کے سبب ختم ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے، کہ جس شخص کا قول اور فعل بھلا دیا جائے، اور اسے دین سے خارج کر دیا جائے، تو قول اور فعل کا صاحب خود بخود نیا دنیا ہو جاتا ہے۔ جب رسول خدا کا تعلق واسطہ مسلمانوں سے نہ رہا، اور حضور کا عمل بالقرآن بھی جاتا رہا، تو پھر مذہب کا خاتمہ ہو گیا۔ جب مذہب نہ رہا تو اس کی جگہ کمیونزم آ جائیگا، اور غریب کو روٹی ملے گی۔ روٹی ملے گی۔ کی منادی کر کے ملک میں پاؤں جما لیگا، اور پرویز قرآنی آیات کا ترجمہ ساری امت کے خلاف کر کے اس ناذیبی تحریک کی حمایت کرے گا، اور کہے گا، کہ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کے معنی ربوبیتِ عامہ کے اسباب و ذرائع فراہم کرنا ہے، کہ ملک میں کوئی بھوکا نہ رہے۔ سب کو روٹی ملے، اطعام مسکین، قیامِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ ہے۔ اور اسی طرح کمیونزم کے دوسرے اصولوں پر بھی داعی نظامِ ربوبیتِ قرآنی آیتیں چسپاں کر کے الحاد کے دروازے کھول دے گا۔ پس حدیث کمیونزم کی راہ میں روک ہے۔

سے ہٹا دو۔ تو کمیونزم در آمد کر لو۔ انکارِ حدیث اور کمیونزم
یک ہی بات ہے۔

خدا اور رسول کی اطاعت میں تفریق کفر ہے

وہ اطاعتوں کا ذکر تو آپ اس کتاب میں بار بار پڑھ
چکے ہیں۔ اور قرآن میں بھی پکارت و مراثی اَطِيعُوا اللّٰهَ وَ
اَطِيعُوا الرَّسُوْلَ آیا ہے۔ کہ اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو
میں کا مطلب واضح ہے۔ کہ خدا کے احکام مانو اور ان کے
ماننے میں رسول کی فرماں برداری کرو۔ پس دونوں اطاعتیں
فرض ہیں۔

منکرینِ حدیث کہتے ہیں کہ اطاعت صرف اللہ ہی کی ہے
م کہتے ہیں کہ ایسا عقیدہ کفر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جو اطاعتوں
کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ ایک اطاعت کو ماننے اور اطاعت
رسول کا انکار کرتے ہیں۔ تو گویا آیت کا انکار کرتے ہیں۔
اس کی مزید وضاحت آیت ذیل سے ہوتی ہے۔ ارشاد
ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ يَرِيْدُوْنَ
اَنْ يَفْرَقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ يَقُوْدُوْنَ
فُوْجًا مِّنْ بَيْنِهِمْ وَ نَكْفُرُ بِبَعْضِ
اَنْ يَتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۝ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِيْنَ عَذَابًا

مُهَيِّنَا (پس ۱)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں، کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان اطاعت میں، تفریق ڈالیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ بعض کے اور کفر کرتے ہیں ساتھ بعض کے۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان راستہ اختیار کریں۔ یہ لوگ کافر ہیں یقیناً اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے!

یاد رکھیں۔ کہ عبادت صرف خدا تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ رسول کیلئے عبادت نہیں۔ ہاں اطاعت خدا اور رسول دونوں کے لئے ہے۔ اطاعت کے لحاظ سے خدا اور رسول میں تفریق کفر ہے۔ یعنی یہ کہنا۔ کہ اطاعت اللہ کی ہے۔ رسول کی نہیں ایسی تفریق کو خدا نے کفر کہا ہے۔ **أُولَٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ حَقًّا**۔ یہ خدا اور رسول کی اطاعت میں تفریق کرنے والے یقیناً کافر ہیں۔ رسول کی اطاعت کے منکر کو کافر اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ رسول کا کلام اور فرمان وحی ہے۔ پس جب قرآنی وحی کا منکر کافر ہے۔ ایسے ہی حدیثی وحی کا منکر کافر ہے۔ پس خدا اور رسول دونوں کی اطاعت فرض ہے۔ اور دونوں میں سے کسی ایک کی اطاعت کا منکر کافر ہے۔ اور جو لوگ دونوں اطاعتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان

بشارت دی گئی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ
أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولَٰئِكَ مَوْفِقٌ يُؤْتِيهِمُ أَجْرًا هَمًّا
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (پطع ۱)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ ایمان
لائے۔ اور ان میں سے (اطاعت کے لئے) کسی میں
فرق نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو اللہ ضرور ان کے
ثواب دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت میں تفریق نہیں
ڈالتے۔ بلکہ دونوں کی اطاعت وحی جلی اور وحی خفی کی ہمت
میں بچا لیتے ہیں۔ خدا ان کو اجر دے گا۔ قارئین کرام
اس قرآنی آیت کی دلیل سے یاد رکھیں۔ کہ خدا کی اطاعت
کی مانند اطاعت رسولؐ بھی فرض ہے۔ قرآن کو بھی مانیں
اور حدیث کو بھی جزد دین جائیں۔

کسی مرکزیت کو بیان قرآن کا استحقاق حاصل نہیں

قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس
لئے نازل ہوا۔ کہ حضور اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں
خدا کی مرضی کے مطابق اس کی تشریح کریں۔ چنانچہ فرمایا:

وَ أَنْزَلْنَا بِإِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۳﴾

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہے۔ تاکہ جو احکام لوگوں
(کی ہدایت) کے لئے ان کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تم
ان کو اچھی طرح سمجھا دو اور تاکہ وہ سوچیں:

اس آیت میں لُبَّيِّنَ کی دلیل سے نزولِ قرآن کی علت
(یہ بتائی گئی ہے۔ کہ رسول قرآن کو لوگوں،

کے سامنے بیان کرے۔ اس کا مطلب سمجھائے۔ ثابت ہوا۔

کہ بیان قرآن کا استحقاق (PRIVILEGE) صرف حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے۔ آپ کے سوا

یہ حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ اور کسی غیر نبی (امام وقت یا

مرکز ملت) کو بیان قرآن یا تشریح قرآن کا حق حاصل ہو

جائے۔ تو خدا کا حضور کو اس مقام کے لئے منتخب کرنا

عبث اور بے سود ٹھہرے گا۔ لُبَّيِّنَ کے معنوں پر

ایک بار پھر غور کریں۔ قرآن تیری طرف سے رسول اتارا ہے

اس لئے کہ تو بیان کرے۔ اب اگر امام بھی بیان کرے تو

انتخابِ رسول عبث ہوا۔ اور امام مقامِ رسول میں شریک ہوا۔ فافهم وتدبر

وَرَدَّ عَالَمٌ كَاهِرٌ قَوْلَ فِعْلِ حِجَّتِنِي فِي الدِّينِ هُوَ

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي

يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ
يَأْمُرُهُمْ بِالْعُرْفِ وَأَن يُصَلُّوا وَيَأْتِيَهُمْ مِنَ اللَّهِ نَصْرٌ وَمَدَدٌ
لَّهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَ يُعَذِّبُهُمْ عَلَى الْخَبِيثَاتِ وَيُنزِعُ
عَنْهُمْ إِضْرَهُمْ وَالْأَعْمَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ (پ ۹۴)

جو لوگ اتباع کرتے ہیں، رسول نبی امی کا جس کو
وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا
پاتے ہیں۔ (وہ رسول نبی امی حکم دیتا ہے۔
ان کو نیک باتوں کا اور منع کرتا ہے ان کو بری
باتوں سے اور حلال کرتا ہے ان کے لئے پاکیزہ
چیزوں کو، اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں،
اور اتارتا ہے ان سے بوجہ ان کے اور طوق
جو ان پر (پڑا ہوا) تھے۔ پس جو لوگ اس
پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی حمایت کرتے
ہیں۔ اور اس کی مدد کرتے ہیں۔ اور اتباع
کرتے ہیں نور کا۔ جو اس نبی امی کے ساتھ
اتارا گیا ہے۔ ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے
والے ہیں۔

حدیث کے وحی ہونے پر گیارہ دلائل

مذکورہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول ، فعل
فرمان ، سنت اور حدیث کو حجت اور جزو دین ثابت کرتی ہے

مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیں :-

(۱) *يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ* - رسول ، نبی ، امی کا
اتباع کرتے ہیں۔ قرآن کی آیت سے اتباع رسول ثابت ہوا
یہ اتباع قرآنی اتباع نہیں ہے۔ کیونکہ اتباع قرآن کا حکم
اسی آیت کے اخیر میں علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ پس اتباع
رسول بالکل قرآن کی مانند اپنی جگہ ہے۔ یہ اتباع حضور کے
قول اور فعل کے متعلق ہی تو ہے۔ پس سنت اور حدیث
کا حجت (ARGUMENT) ہونا ثابت ہو گیا۔

(۲) *الرَّسُولِ* - حضور انور واقعی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں

رسول اللہ (MESSENGER OF ALLAH) ہیں۔

(۳) *النَّبِيِّ* - خدا کی وحی سے خبر دینے والا۔ پس حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس برس کے زمانہ نبوت میں جو

فرمایا۔ یا کر کے دکھایا۔ سب کا سب (حدیث اور سنت)

(DIVINE REVELATION) ہے۔

(۴) *الْأُمِّيَّ* - ناخواندہ (ILLITERATE) خدا تعالیٰ

چاہا کہ حضور کا کوئی استاد نہ ہو۔ اسلئے آپ نے کسی

نہ پڑھا اور نہ لکھنا سیکھا۔ ہر ایک کیلئے ناخواندہ ہونا

اور حُفَّت کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن حضرت النورؑ کے لئے امتی ہونا دلیلِ نبوت ہے۔ کہ آپ نے ان پڑھ ہو کر ایسا قرآن پیش کیا۔ جس نے تمام دنیا کو قیامت تک کیلئے گونگا بنا دیا ثابت ہوا۔ کہ یہ آپ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ پھر جس پر اللہ کا کلام اترے۔ وہ یقیناً نبی ہے۔ پھر حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا ایک معجزہ ہے۔ کہ باوجود کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھنے کے ساری دنیا کو علم کے نور سے بھر دیا جو صحابہؓ حضورؑ کے پاس بیٹھے وہ سارے جہان کے استاد اور معلم بن گئے۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

نکارے من کہ بہ کتب نہ رفت و خط نوشت
بغزہ شد آموز سد مدرس شد

میرا محبوب نہ مدتے گیا۔ اور نہ لکھنا سیکھا۔ لیکن اس نے آنکھ کے ایک اشارے سے سو سو مدرس بنا ڈالتے تھے
اللہ علیہ وسلم! شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

بتیم کہ نا کردہ قسراں دست
کتب خانہ چند ملت بشت

حضورؑ کی بعثت کے وقت تورات اور انجیل کے بڑے بڑے فاضل اور اجل عالم موجود تھے۔ لیکن حضرت النورؑ ایسے سراجا منیر تھے۔ کہ ان کے سامنے کسی کا ویا نہ جل سکا کوئی حضور النورؑ سے بہ ہزار جنن بات نہ کر سکا۔ منطقی، فلسفی، ادیب، شاعر، عالم، فاضل، راہب، پھر، فصیح، بلغ، مقرر

خطیب، جو بھی اپنے اپنے علم و فضل کے بل بوتے پر سامنے آیا، عاجز ہو کر واپس گیا۔ حتیٰ کہ بحران کے اسی لارڈ بشپ علوم و فنون کا سمندر پے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور مناظرہ کرنا چاہا۔ لیکن گفتگو کے آغاز میں ہی عاجز اور لرزہ بر اندام ہو گئے۔ اور ذمیتوں میں داخل ہو کر سالانہ جزیہ دینے کا عہد کر لیا۔ غرض الرسول، النبی، الامی کے الہامی علم و فضل اور وحی کی بارانِ اعجاز کے آگے روئے زمین کے ادیان اور حاملینِ ادیان نے تسلیم خم کر دیا۔ سچ ہے کہ

اَکْ اُمّی نَے سَب اَدِیَان و بِلَک مَنسُوخ کَر ڈَالِے
 مُحَمَّدٌ تَاجِدَار مَنصِبِ خَتْمِ رِسَالَتِ هِے

لیکن منکرینِ حدیث کی جہالت کا یہ بھی ایک شاہکار ہے کہ انہوں نے ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد اب یہ انکشاف کیا ہے۔ کہ حضورؐ دوسرے لوگوں کی طرح پڑھے لکھے تھے۔ النبی، الامی کی قرآنی شہادت کے خلاف باتیں کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور نہ معلوم وہ قرآن کے خلاف ایسے شوٹے کیوں چھوڑے ہیں۔؟

(۵) يَا مَعْرُوفُ بِالنَّعْرِ وَفِي - رسولؐ حکم کرتا ہے ان کو نیکی باتوں کا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ جس کام کے کرنا کا حکم دیتا ہے۔ وہ نیکی ہے۔ اور نیکی اُسے کہتے ہیں۔ جس سے خدا راضی ہو۔ پس خدا کو راضی کرنے کے کام کا اُسے ہی پتہ ہو سکتا ہے۔ جس کو خدا ہی بتائے کہ میں فلاں

سے راضی ہوتا ہوں۔ پس رسولِ خدا کا خدا کے پسندیدہ کاموں کا حکم کرنا خدا کے اہام اور وحی سے ہوا۔ پس قولِ رسولِ خدا کی وحی اور حجت ہوا۔

(۶) وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الذُّكْرِ - اور رسول منع کرتا ہے۔ اُن

کو بُری باتوں سے! اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول جس کام سے منع کرتا ہے۔ وہ برائی ہے اور برائی سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ پس خدا کو ناراض کرنے والے کاموں کا اُسے ہی پتہ ہو سکتا ہے۔ جس کو خدا ہی بتائے۔ کہ میں فلاں کام سے ناراض ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کے نا پسندیدہ کاموں سے منع کرنا خدا کی وحی سے ہوا۔ پس قولِ رسولِ مزہرِ خدا کی وحی ہو کر حجت فی الدین ہوا۔

(۷) مَا يَجِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ - اور رسول حلال کرتا ہے ان کے

لئے پاکیزہ چیزوں کو! مطلب یہ ہے۔ کہ رسول جو پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ تو اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔ خدا ہی اپنے رسول کو بتاتا ہے۔ کہ یہ پاکیزہ چیزیں ہیں۔ ان کی حالت لوگوں کو سنا دو۔ پس رسول خدا کی وحی سے ہی جانتا ہے۔ کہ کیا کیا چیزیں پاک ہیں اور حلال ہیں۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن کے سوا ایک اور وحی بھی ہے۔ جو رسول پر ہوتی ہے۔ جس کے ماتحت رسول چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ یہ وحی ہمیشہ برافرا ہے۔ یاد رکھیں۔

(۸) وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْفُحْشَاتُ - اور رسول حرام کرتا ہے۔

ان پر ناپاک چیزیں :

کون کون سی چیزیں ناپاک ہیں ؟ یہ خدا جانتا ہے ! پھر خدا ان چیزوں کی خبر اپنے رسول کو دیتا ہے۔ پھر رسول خدا کے حکم سے ان چیزوں کی حرمت سلاتا ہے۔ تو گویا رسول کا ناپاک چیزوں کو حرام کرنا بھی خدا کی وحی سے ہوا۔ پس قرآن کے سوا ایک اور وحی بھی رسول پر ہوتی ہے جس کی رو سے رسول چیزوں کو حرام کرتا ہے۔ اور وہ وحی حدیث ہے !

قارئین گرام! ان الفاظ پر غور کریں کہ رسول خدا کرتا ہے اور رسول حرام کرتا ہے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ رسول کا حلال کرنا اور حرام کرنا خدا کے حکم (وحی) سے ہے۔ جب ہے۔ تو حدیث کا دین ہونا ثابت ہو گیا۔ اور پرویز کا حدیث کو خارج از دین بتانا مردود ٹھہرا !

اگر پرویز صاحب رسول کو بوحی خفی حلال کرنا والا اور حرام کرنے والا نہ مانیں۔ تو پھر ان کا قرآن پر بھی کچھ ایمان نہ ہوا۔ اور معلوم ہوا۔ کہ وہ اشتراکیت کا جاں پھیلانے کے لئے قرآن کو استعمال کر رہے ہیں۔

کیا پرویز صاحب بنائیں گے۔ کہ قرآن میں یہ چیزیں حرام ہیں : شیر، بیچھ، گیدڑ، کتا، لومڑی، خرگوش، ہاتھی، گھوڑا، گدھا، فخر، سانپ، بچھو، چھپکلی، بھڑا، مینڈک، کینچوا، زلو، چوہا، بلی، باز، طوطا، کوا، چیل، گدھ، افیون، بھنگ، چرس

دک ، گانجا ، وغیرہ جب قرآن میں ان کی حرمت نہیں آئی ہے۔ تو ان کے کھانے میں کیا حرج ہے ؟ قرآن کہتا ہے۔

أَجِلُّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ - (پک ۳)

حلال کیا گیا ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور کھانا اس کا۔

پرویز صاحب : دریا اور سمندر کی تمام چیزیں حلال ہیں۔ کیا پسمند کی ہر چیز کھائی گئے؟

(۹) وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَثْلَ الَّتِي كَانَتْ

عَلَيْهِمْ — اور رسول اتارتا ہے بوجھ ان کے اور

طوق جو ان پر پڑے، مٹتے۔

دوسری شریعت کے احکام بڑے سخت تھے۔ نماز ، روزہ ،

طہارت اور ذبیحہ پر عمل کرنا بڑی ہمت کا کام تھا۔ کپڑے پر

نجاست لگ جاتی تو کاٹ کر پھینک دیتے۔ بدن پر نجاست

لگتی تو چیلے تھے۔ حضرت موسیٰ تورات لینے کوہ طور پر گئے۔

تو ان کے پیچھے قوم نے بھڑا پوجنا شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰ

واپس آئے۔ تو حکم ہوا۔ کہ اب ان کی توبہ قتل کے ساتھ

قبول ہوگی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ فَاقتُلُوا أَنْفُسَكُمْ - اپنی اپنی

جانوں کو قتل کرو! پھر ان کی توبہ قتل سے منظور ہوئی۔ یہ

یہ باتیں اور اس قسم کے اور بہت سے شدید اور سخت کام تھے

جن کو خدا نے بوجھ اور طوق سے تعبیر فرمایا ہے۔ حضرت محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تمام تکالیف

اور سخت احکام کے بوجھ اور طوق ان لوگوں سے دور کر دیے اور بڑی آسان شریعت ان کے آگے پیش کی۔

یہ جو حضورؐ نے ان لوگوں کے بوجھ اور طوق دور کئے آخر خدا کے حکم سے ہی کئے۔ وہ خدا کا حکم حضورؐ پر قرآن کے سوا حدیث کی وحی سے اترا۔ پس حدیث ماخذ دین ہوئی۔

(۱۰) قَالَتَيْنِ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَّوْهُ ۙ

جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور اسکی حمایت

کرتے ہیں، اور اس کی مدد کرتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان لانے والوں کا کام

ہونا چاہیے۔ کہ وہ رسولؐ کی یعنی اس کے لئے ہوئے دین

حمایت اور مدد کریں، یعنی کتاب و سنت کی پوری پوری حفاظت

کریں۔ اس میں تخریف و تبدیل نہ ہونے دیں، جو بات آیت

اور صحیح حدیث سے ثابت ہو جائے اس کی حمایت (SUPPORT)

میں جان تک لڑا دیں، اور اس پر آنچ نہ آنے دیں۔ قال

اور قال الرسول کی نگہبانی، محافظت اور طرف داری کے

مال، جان، اولاد قربان کر دیں۔ اور نَصَّوْهُ کی تعمیل

کتاب و سنت کی تائید اور مدد کریں۔ اس کی اشاعت

تبلیغ کریں۔ قرآن اور حدیث کے نور سے جہان کو روشن

دیں۔ !

اور اگر کوئی بجائے حضورؐ کے دین۔ کتاب و سنت

حمایت اور مدد کرنے کے خود ہی قرآن کے خانہ ساز معنی،

اور من گھڑت تفسیر کینی شروع کر دے۔ اور حضور کی حدیث کو خارج از دین بتانے لگے۔ اور رات دن سبھی اسلام کی تخلیق میں کوشاں رہے۔ تو وہ شخص کس طرح سبھی اسلام کی ترجمانی کر سکتا ہے؛ پرویز صاحب آجکل یہی کر رہے ہیں کہ قرآن کا مطلب گھڑت سے گھڑتے ہیں۔ اور حدیث کو خارج از دین کہتے ہیں۔ اور اس طرح غیروارثہ و نصرو ذلہ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔

(۱۱) وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ -

اور اتباع کرتے ہیں نور کا۔ جو اس (امتی نبی) کیساتھ اتنا گیا ہے۔

یہاں اتباع قرآن کا ذکر آیا ہے۔ اور شروع آیت میں اتباع رسول کا ذکر ہے۔ گویا حضور کا اتباع بھی فرض ہے۔ اور قرآن کا اتباع بھی فرض ہے۔ وہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا منعمون ہے۔ جس سے پرویزی "اورد" کا قلع قمع ہو گیا ہے۔ جو صرف اللہ کی اطاعت کا قائل ہے۔ اور وہ بھی اپنی پسند کی اطاعت اور اطاعت رسول کا منکر ہے۔ حالانکہ قرآن بار بار دو اطاعتوں کا حکم دیتا ہے۔ اور دو اتباع فرض کرتا ہے۔

آیت مذکور میں قرآن کو نور کہا گیا ہے۔ اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نور فرمایا ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۱۰) (پ ۷۷)

تحقیق آیا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب واضح :

پس حضورؐ بھی قرآن کی طرح وصفی نور ہیں۔ قرآن بھی نور ہدایت اور رسول بھی نور ہدایت۔ پھر جس امت کو خدا نے ہدایت کے لئے دو وصفی نور عطا کئے ہوں۔ وہ اگر اب بھی اندھیرے میں رہے۔ تو اس جیسا بد بخت ساری اولاد آدم میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ قارئین کرام! فرقہ بندی سے بچیں اور سیدھے خدا اور رسول کی اطاعت کریں۔ قرآن اور حدیث پر عمل کر کے اُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ میں شامل ہو جائیں !

احادیث سے سرتابی نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا لِرَسُولِهِ وَ

لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَانْتُمْ تَسْمَعُونَ (پیش ۱۷)

مسمانوا! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور

اس (رسول کے حکم) سے سرتابی نہ کرو۔ اور (ہمارا

ارشاد) تم سن ہی رہے ہو :

اس آیت میں وہی حکم آیا ہے۔ جو بار بار آپا پیچھے پڑھ

آئے ہیں۔ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ یہاں — دو

اطاعتیں ہیں۔ ایک اللہ کی کہ قرآن کے اصول اور دستاویز

مانو۔ اور دوسری اطاعت رسولؐ کی کہ ان کی جزئیات اور

تشریح قرآن پر عمل کرو۔ آگے فرمایا۔ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ۔ اور

(خبردار) رسول کے احکام، فرامین اور احادیث سے سرتابی نہ کرنا
 وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُونَ۔ اور تم (ہمارا ارشاد اور حکم) سن رہے ہو۔
 کہ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔

کتنی وضاحت کے ساتھ حضورؐ کی اطاعت پر زور دیا گیا
 ہے۔ اور پھر آگاہ کیا ہے۔ کہ خبردار۔ رسول سے سنت، پھر جانا۔ منہ
 موڑنا اور سرتابی کرنا۔ پس حضورؐ کی باتوں اور حدیثوں کو ماننا
 اور ان پر عمل کرنا عین دین اسلام ہے۔

غور فرمائیے۔ خدا نے کاک کھول دیئے ہیں۔ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُونَ
 اور تم ہمارا حکم سن رہے ہو۔ کہ رسول سے نہ پھرنا۔ پھر جو
 حضورؐ کی احادیث کو دین نہیں مانتا۔ وہ حضورؐ سے پھرنا
 اور سرتابی کرتا ہے۔

استجابت رسول فرض ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
 دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ
 الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهَا تُخْرَجُونَ (پس عا۔)
 مسلمانو! قبول کرو اللہ اور رسول کے کہنے کو جب
 کہ رسول تم کو ایسی چیز کی طرف بلائے جو زندگی
 بخشتی ہے تم کو۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی
 اور اس کے دل میں اڑے آجاتا ہے۔ اور بلاشبہ

تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

اس آیت میں اللہ کے سوا استجابتِ رسول کا بھی حکم ہے۔ کہ خدا اور رسول کے کہنے کو قبول کرو۔ آگے فرمایا۔ **دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ**۔ رسولؐ بلاتا ہے تم کو اس چیز کی طرف جو زندگی بخشتی ہے تم کو۔ ہمارے ماں باپ قربان حضورؐ پر کہ آپ کی دعوت، فرمان، ارشاد اور حدیث کے ماننے میں زندگی پائی جاتی ہے۔ اور یہ بات خدا کہتا ہے۔ کہ رسولؐ کا کہا ماننے میں زندگی ملتی ہے۔ وہی روح کی زندگی، دل کی زندگی جو آخرت میں کام آنے والی ہے۔ گویا اتباعِ رسولؐ، اطاعتِ رسولؐ، استجابتِ رسولؐ، عمل بالحدیث سے حیاتِ جاوداں ملتی ہے۔ وہ ہمیشہ کی زندگی کہ جس کو موت بھی نہیں مار سکتی۔ خداوند! جس پیار سے رسولؐ سے اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے پر زندگی، بہشت کی جاوداں زندگی، ملتی ہے۔ ہماری طرف سے اس صبح کائنات کے شمس الضحیٰ اور شام کائنات کے بدر الدجی پر کروڑوں درود و سلام پہنچا۔

قارئین کرام! غور کریں۔ کہ خدا تو فرماتا ہے۔ کہ رسولؐ تم کو زندگی بخش چیز کی طرف بلاتا ہے۔ یعنی حضور کے تعمیلِ ارشاد سے زندگی ملتی ہے۔ لیکن پرویز کہتا ہے۔ کہ رسولؐ کی حدیث (بات) دین ہی نہیں ہے۔ اب آپ ہی سمجھ لیں۔ کہ کیا یہ شخص مسلمانوں کو بے راہ نہیں کر رہا ہے۔

پھر خدا نے فرمایا۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا آتَيْنَاكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ**

الْهَدْيُ وَ تَلْبِيسٌ - اور جان رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ آدمی
اور اس کے دل میں آٹے آجاتا ہے:

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ استجابتِ رسول، اتباعِ رسول
لی برکت سے دل میں شرک، کفر، معصیت اور اخلاقی گندگی
و نہیں آئے دیتا۔ اور جہاں اطاعتِ رسول، اتباعِ رسول
متجابتِ رسول نہ ہو۔ بلکہ اس کی جِدِّ شقاقِ رسول، مخالفتِ
رسول ہو۔ تو خدا تعالیٰ اس دل میں ایمان اور اطاعت آنے
نہیں دیتا۔ رسول کے قول و فعل کی مخالفت کے سبب اس
کے قلب کے کواڑ بند کر دیتا ہے۔ یعنی خود روک بن جاتا ہے
اور پھر اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ وہ سنت
و حدیث کا مخالف۔ بد نصیب بے ایمان سر جاتا ہے۔ پھر
سجہیں۔ کہ پکارِ رسول، دعوتِ رسول، حدیثِ رسول کے
بول و عمل پر بقیوں قرآن زندگی ملتی ہے۔ اور اسکے برعکس
نافر حدیث، انکارِ حدیث پر "دل کی موت" واقع ہوتی ہے۔
پس منکرین حدیث اور ان کے دلوں کے درمیان خدا آٹے
آجاتا ہے۔ اور انکارِ حدیث کے سبب ناراض ہو کر ان کو
قرآن پر بھی صحیح عمل کی توفیق نہیں دیتا۔ یہ ظالم لوگ۔
قرآن کے معنی، مطلب اور تشریح بھی اپنی خواہش کے مطابق
کر کے بارہ حق سے بھٹک گئے ہیں۔ اور یہ آنت)
پھر بعض انکارِ حدیث کے سبب آئی ہے۔ خدا سب مسلمانوں
کو انکارِ حدیث کی آنت سے محفوظ رکھے۔ اور قرآن پر

حضورؐ کے طریق کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے
 وہ دانائے سُبُلِ ختمِ الرسلؐ مولاؑ کل جس نے
 عبادِ راہ کو بخشا فرمایا واریٰ سینا

اَسْوَةُ رَسُولٍ يٰ اَحَدِيْثِ خَيْرِ الْوَرِي

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
 لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَآءَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
 اللَّهَ كَثِيْرًا ۝ (پطع ۱۹)

البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات)
 میں عمدہ نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو امید
 رکھتا ہے خدا کی اور روزِ آخرت کی اور یاد کرتا
 ہے اللہ کو بہت۔

اَسْوَةَ کے معنی ہیں اقتداء، نمونہ، وہ چیز جس
 سے حاصل کی جائے۔ (المنجد) سے لے کر
 اس آیت میں خدا نے اپنے رسول کو اَسْوَةَ حَسَنَةً
 ہے۔ کہ حضورؐ امت کے لئے برائے عمل عمدہ نمونہ ہیں۔
 کی ذات میں اچھی پیروی ہے۔ یعنی امت کو جو کام
 کرنا ہو۔ خدا کا جو حکم بھی بجا لانا ہو۔ وہ حضورؐ
 پیروی میں بجا لائے۔ آپ کے نمونہ کے مطابق پورا
 آپ کی پیروی اور نمونہ کا پتہ کہاں سے مل سکتا

حدیث شریف سے! پس حدیث بروئے قرآن جزو دین ہوتی۔
حدیث پر عمل کرنا قرآن کے حکم سے ازم ہے۔

پھر خدا نے فرمایا۔ کہ اسوۂ
رسولؐ بہ وہی عمل پیرا

منکر حدیث منکر معاد کے برابر ہے

ہوتا ہے۔ حضورؐ کی پیروی وہی کرتا ہے۔ جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور خدا کی ملاقات کا امیدوار ہے۔ اور ذکر الہی بہت کرتا ہے۔ **يُؤْتُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ** میں قیامت اور معاد کا اعتقاد آگیا۔ اور **ذَكَرَ اللّٰهَ** میں سب اطاعتیں آگئیں۔ حاصل کلام آخرت کا اعتقاد رکھنے والا اور عبادات کا بجا لانے والا حضورؐ کی پیروی کرتا ہے۔ اسوۂ حسنہ پر چلتا ہے۔ حدیث پر عمل کرتا ہے۔ اور منکر معاد اور تارکِ ذکر حضورؐ کے نمونہ کی پدوا نہیں کرتا۔ آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اس پہچان کے مطابق منکر حدیث، نہ امیدوار آخرت ہوئے۔ اور نہ **ذَكَرَ اللّٰهَ** کثیراً کے عامل **تَحِيَّوْا التَّنٰثِيَةَ** **وَالْآخِرَةَ** !!

حدیث کی خلاف اعمال باطل ہیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ آمِنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ (پیتا ۸)

مسلمانو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور سنت اور حدیث کا خلاف کر کے اپنے

عملوں کو باطل نہ کرو۔“

خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور

عملوں کو باطل نہ کر لو۔ مطلب صاف ہے۔ کہ اگر اتباعِ رسول یا سنت کے مطابق عمل نہ ہوئے۔ تو باطل اور اکارت،

جائیں گے۔ اس سے سنت، حدیث اور اتباعِ رسول کی قدر

و قیمت معلوم ہوگی۔ تاریخین کرام! ان لوگوں کو اپنے خیر خواہ نہ سمجھیں۔ جو حضور کے اتباع، اطاعت، سنت اور حدیث کو

ضروری نہیں جانتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ امام وقت یا مرکز ملت

کی تشریح کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے۔

کہ رسول کی اطاعت کرو۔ یعنی رسول کے عملوں کی طرح تم

بھی عمل کرو۔ اور خلاف سنت اعمال بجا لا کر انہیں ضائع

نہ کر لو!

اتباعِ رسول کی حسرت

وَيَوْمَ يَعْزُزُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي

اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا لَيْتَنِي

لَيْتَنِي لَمَّا اتَّخَذْتُ فُلَانًا خَلِيلًا (پا ۱۹)

اور جس روز ظالم اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کاٹ کر

کھائے گا۔ کہے گا۔ اے کاش پکڑتا میں ساتھ

رسول کے راستے، ہٹے میری شامت کاش نہ

پکڑتا میں فلاں شخص کو دوست!

قائم بن کر رہیں۔ غمہ کریں۔ اس آیت میں خدا نے حشر کے

روز اس شخص کا حال بیان کیا ہے۔ جس نے دنیا میں حشر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ (سنت) اور

حدیث، اختیار نہیں کیا۔ فرمایا۔ کہ ایسا شخص نظام ہے

یہ نظام قیامت کے روز مارے حسرت کے اپنے دونوں

ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا کہ کیا اچھا ہوتا۔

میں نے دنیا میں راہ رسول پکڑی ہوئی۔ رسول کے رستے پر

چلا ہوتا۔ اس وقت رسول کے مطابق عمل کئے ہوتے۔ پیروی رسول

کی ہوئی۔ آپ کی چال اور سنت کے مطابق زندگی گزاری

ہوئی۔ حدیث کی روشنی میں اعمال خداوندی بجا لائے ہوتے۔

اب حشر کے دن حسرت اور افسوس کی آگ میں جلتا ہے

روتا ہے۔ چیختا ہے۔ چلانا ہے۔ آہ زاری کرتا ہے۔ اور

ہاتھ کاٹتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے۔ کہ دنیا

میں سنت اور حدیث پر عمل نہیں کیا۔ راہ رسول اختیار

نہیں کی۔ سبیل رسول پر نہیں چلا۔ اب انکار حدیث، اہل

سنت اور معصیت رسول کے سبب سامنے جہنم ہے۔ آگ

کے شعلے ہیں۔ نظام دیوانہ۔ رسول کا نافرمان اور باغی ماننے پر

ہاتھ مانتا اور کہتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا سَبِیْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبِیْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبِیْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

لَمْ اَتَّخِذْ فُلًا نَّاصِلًا۔ نہ پکڑتا میں فلاں شخص کو دوست

اب حشر میں آنکھیں کھلی ہیں اور ہر نظام کو اپنا اپنا

گمراہ کرنے والا ، دوست ، یار ، پیر ، مرشد نظر آیا ہے۔ اس لئے
 اس روٹی پسند یا مُحَدِّث ، یا منکرِ حدیث ، یا کمیونسٹ یاو کا نام
 لے کر کہتا ہے۔ ہلٹے میری بدبختی ، نہ بنانا میں اس کو دوست
 نام لے کر کہتا ہے۔ لَمْ آتَمِّزْنَا فَلَا نَأْخِيَلَا - ! غرض جس جس
 نے کسی کو جس طریق سے حدیث سے ہٹایا اور سنت سے
 بے راہ کیا ہوگا۔ اتباعِ رسولؐ اور اطاعتِ مصطفیٰؐ کے راستے
 میں روٹے اڑکائے ہوں گے۔ ایسے ظالموں اور بے خوفوں کا
 نام لے لے کر ان کے حواری اور اتباع کہیں گے۔ کاش ہم
 ان کے پیچھے نہ لگے ہوتے۔ ان کی نہ مافی ہوتی۔ پھر راہِ مصطفیٰؐ
 ہمیں رسولؐ سے برگشتہ ظالم کہے گا۔

أَفَنذَرْتَنِي مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ
 الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا (پ ۵)
 البتہ تحقیق گمراہ کیا مجھ کو قرآن سے ، پیچھے اس کے
 کہ آیا میرے پاس۔ اور شیطان آدمی کو ہلاکت میں
 سوہنے والا ہے؟

میدانِ حشر میں راہِ رسولؐ کا تارک و محروم کہتا ہے۔
 جس کو میں نے دنیا میں مذہبی یار بنایا تھا۔ دین کا پیشوا
 تھا۔ اس نے مجھ کو گمراہ کر دیا تھا۔ اور گمراہ اس طرح کیا۔
 مجھے قرآن سے بہکایا تھا۔

قرآن سے بہکانا اور گمراہ کرنا اس طرح ہے۔ کہ قرآن کے
 من مانے معنی کئے جائیں۔ ساری امتِ رسولؐ کے خلاف قرآن

کی تشریح کی جائے۔ اور اس تشریح کے پیش نظر یہ کہا جائے کہ جو مذہب ہزار سال سے دنیا میں لایا ہے۔ یہ بھی اسلام ہے۔ یعنی اپنی ذاتی رائے سے مطلب اور مفہوم بنا کر لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دینا۔ وغیرہ۔ یہ ہے لوگوں کو قرآن سے بہکانا اور گمراہ کرنا :

پھر جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآن کو بلائے طاق رکھ کر کسی شخص کی ذاتی رائے سے قرآن سے من گھڑت تشریح قرآن پر عمل کرے گا۔ وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور میدان محشر میں اپنے گمراہ کرنے والے کا نام لے لے کر روئے گا۔ اور کہے گا۔ کہ فلاں نے مجھ کو قرآن سے بہکایا اور گمراہ کیا تھا۔

اوپر کی آیت میں ذکر کے معنی قرآن کے لئے گئے ہیں جو تکیہ ہیں۔ اور ذکر کے معنی نسبت کے بھی ہیں۔ موانا اشرف علی صاحب ہانوی نے ذکر کے معنی نسبت ہی رکھے ہیں۔ مثلاً ذکر کے معنی نسبت حق ہیں۔ یاد رکھیں۔ کہ قرآن بھی نسبت ہے۔ اور حدیث بھی ذکر یعنی نسبت ہے۔ خدا فرماتا ہے۔

ذَكَرْتُمْ لَهُمْ بِآيَاتِنَا . اِنَّا عَسَا

اور (لے پیغمبر) نسبت کر ان کو اللہ کے دنوں کے ساتھ :

معلوم ہوا۔ کہ حضور کا قرآن اور حدیث بھی ذکر ہے۔

نصیرت ہے۔ اس لحاظ سے حضورؐ کی حدیث کے متعلق شوک پیدا کرنا اور اُسے جزو دین نہ کہنا، اور لوگوں کو حدیث سے بدظن کرنا بھی ذکر سے بہکانا ہے۔ الحاصل قرآن اور حدیث کے خلاف راستے پر لوگوں کو چلانے والے گمراہ کرنے والے ہیں۔ اور گمراہ لوگ قیامت کو اپنے گمراہ کنندوں کے خلاف حسرت اور افسوس سے واویلا کریں گے، اور روئیں گے۔ پھر خدا نے فرمایا
 وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا - اور شیطان آدمی کو ہلاکت میں سوچنے والا ہے؛ مطلب یہ کہ جو شخص مسلمانوں کو قرآن اور حدیث سے گمراہ (ASTRAY) کرے، اس نے مسلمانوں کو ہلاکت، تباہی اور بربادی کے حوالے کر دیا۔ کہ انجام اس گمراہ کا قیامت کے دن واقعی بربادی ہے۔

حدیث برہان ہے

يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ
 وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا (پس ع ۲)

لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حجت آچکی، اور ہم تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور بھیج چکے؛

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

اللہ علیہ وسلم کو برہان فرمایا ہے۔ اور برہان کے معنی دلیل اور حجت کے ہیں۔ ثابت ہوا۔ کہ حضور امت کے لئے حجت

ہیں۔ دلیل۔ یعنی آپ کا قول و فعل امت کے لئے برہان، حجت اور دلیل ہے۔ حضور کو برہان کہنے کا مطلب آپ کے قول و فعل — سنت اور حدیث کو برہان کہنا ہے۔ پیغمبر اگر بولے ہی نہ۔ تو دعویٰ نبوت کیسے ثابت ہو۔ پیغمبر اگر خدا کے احکام پر عمل کر کے نہ دکھائے۔ تو لوگ کس طرف احکام الہی کو عملی جامہ پہنائیں۔ معلوم ہوا۔ کہ پیغمبر کا قول اور فعل برہان ہے۔

جناب محمد مارا ڈیووک پکتھال اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

(O, MANKIND! NOW HATH A PROOF
FROM YOUR LORD COME UNTO YOU
AND WE HAVE SENT DOWN UNTO
YOU A CLEAR LIGHT.)

اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس
(حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر وہ آیت
دلیل، برہان، آئے ہیں۔ اور ہم نے تم پر (قرآن)
صریح روشنی اتاری ہے۔

ثابت ہوا۔ کہ حضور نور دلیل، حجت اور برہان (Proof)
ہیں۔ اور قرآن روشنی اور نور ہے۔ یعنی جس طرح قرآن کی بات
حجت ہے۔ اسی طرح حضور کی بات (حدیث) حجت ہے۔
مسلمان ہائیو باس دفروں کے معزز مسلمانوں! حکومت

کے واجب العزت ملازموا فوج ، پولیس اور کچھری کے محرم افراد! گمراہی نقد تاجروا مال و دولت کی نعمتیں پانے والو۔ خدا را انصاف کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ چینی ان کے قول و فعل و برہان رحمت کہتا ہے۔ اور پرویز کہتا ہے۔ کہ حدیث دین میں حجت (برہان) نہیں۔ اب آپ محمد کا حکم مانیں گے۔ یا پرویز کی ذاتی رائے کو دین بنائیں گے؟ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ پرویز صاحب کون ہیں۔ جو قرآن کے بھی مخالف ہیں۔ اس طرح کہ ساری امت کے خلاف قرآن کے معنی اور مطلب گھڑتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا۔ کہ اطاعت رسول سے مراد ہر زمانے کے امام وقت کی اطاعت ہے۔ کس دلیل سے ہے؟ بس جو منہ میں آیا کہہ دیا۔ آگے ماننے والوں، عقل و بصیرت رکھنے والوں کا کام ہے۔ کہ وہ سوچیں۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جس ذات اقدس پر قرآن نازل ہوا۔ اس ذات اظہر نے جو مطلب اور مفہوم، اور طریقہ عمل قرآن کے متعلق بتایا۔ وہ سب حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ اسے نیا نیا کر دیا جائے۔ اس سے لوگوں کو نفرت دلائی جائے۔ اس میں کپڑے نکالے جائیں۔ اور ایک ماڈرن اسلام کی بنیاد رکھ کر کہا جائے۔ کہ ہر زمانے کا امام وقت جو مطلب اور مفہوم اور طریقہ عمل قرآن کا بتائے وہ شریعت ہے۔ مسلمانوں کے لئے وہی واجب العمل ہے۔ آپ کا دل یہ ماننا ہے۔ کہ اسوۂ رسولؐ مٹ گیا ہے و خلق

پیغمبرِ دین ہو چکا ہے؛ کروار مصطفیٰ کی شمع بجھ گئی؛ سیرت کا چراغ گل ہو گیا؛ آپ کے لیل و نہار وفات پلگے۔ اور شب و روز ناپید ہو گئے ہیں؛ نہیں! ہرگز نہیں! حنفیہ اپنے تئیس سال تک کے قول و فعل اور سیرت و کروار کی شمعیں فروزاں چھوڑ گئے ہیں، اور آج تک جوں کی توں جہل رہی ہیں۔ کئی قسم کے فتنوں کی آندھیاں چلیں۔ قرامطیوں کے الحاد کے جھکڑ اور باطنیوں کی لادینی کے طوفان آئے۔ صد ہا اللہ تعالیٰ نے ابولہب، ابوجہل، عقبہ اور شعیبہ کی گدیاں سنبھالیں۔ اور جہل و تبلیس کی پھونکیوں سے سن بن ہدیٰ کی شمعیں بجھایا کئے۔ لیکن ایک ایک کر کے سب ذلت و ہزیمت کی موت مر گئے۔ اور مصطفویٰ شمعیں اسی طرح جگ جگ جگ جگ کر رہی ہیں۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے :-

وَمَا نَقَعْنَا لَكَ ذِكْرًا لَكَ - (پتہ ۱۹)

اور بلند کیا ہم نے تیرے لئے ذکر تیرا!

AND EXALTED THY FAME

یعنی تمہارے ذکر اخیر کا آواز بلند کیا۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ کے نام اور کام کو دوام بخش دیا۔ اور آج تک دوام ہے اور قیامت تک دوام رہے گا۔ تو کوئی کس طرح آپ کے کاہل (سنت اور حدیث) کو مٹا سکتا ہے۔ گو چراغِ مصطفویٰ سے شرارِ بولہبی کی ستیزہ کاری جاری ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اور پیغام کا چراغ

خدا نے جدایا ہوا ہے۔ اسے کوئی ظالم نہیں بچھا سکتا۔
 پڑھے لکھے بھائیو! دامن رسالت مآب کھام لو۔ حضور کے
 اتباع اور اطاعت میں زندگی گزارو۔ قرآن کی جو تشریح اور
 جزئیات رحمت عالم نے مرتب کی ہیں۔ وہ شریعت ہے۔
 قیامت تک کے لئے اہل شریعت ہے۔ اس پر عمل کرو۔
 اسی کا نام اسلام ہے۔

گو شمع میاں دیدہ ہیں بزم کہ امشب
 در مجلس ماہِ رخ دوست تمام است

مسلمان پر قرآن اور حدیث کا ماننا فرض ہے

إِنَّمَا قَوْلَ الْبُؤْمِيَّةِ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
 لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَ
 أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ

وہ حاشیہ (۱) پر یہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضور کا پیغام صرف قرآن ہے۔ ہم کہتے ہیں
 کہ غلط ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ خدا کا پیغام قرآن ہے۔ سب اسے کلام اللہ
 کہتے ہیں۔ یعنی خدا کا کلام، پیغام، علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

نورہ انسان یا پیامِ آخری : حاملِ اُورِ رحمتِ للعالمین

یعنی قرآن خدا کا پیغامِ آخری ہے۔ اور حضور اس کے حامل ہیں۔

والے ہیں۔ پس خوب یاد رکھیں۔ کہ قرآن خدا کا پیغام ہے۔ حضور کا نہیں۔

پیغام قرآن کے سوا ہے۔ اسے حدیث اور سنت کہتے ہیں۔ منکر حدیث اسے

چاہتا ہے۔ اسی شمع کو گل کرنے کے لئے پھونکیں مار رہا ہے۔ حدیث دین نہیں ہے

وَمَا سَأَلَهُمْ وَ يَخْشَى اللَّهَ وَ يَتَّقِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَائِزُونَ ۝ (پس آج ۱۲)

سوائے اس کے نہیں کہ قول مسلمانوں کا یہ ہے
جب بلائے جاتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کے
رسول کی طرف تو کہ حکم کیسے (رسول) درمیان ان
کے، تو بس کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سنا، اور
فرمانبراری کی ہم نے، اور یہی لوگ فلاح پائیوں
ہیں۔ اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی، اور
اس کے رسول کی اور ڈرے اللہ سے، اور (اس
کی نارضا مندی سے) بچتا رہے۔ تو ایسے ہی لوگ
مراد کو پہنچیں گے۔

اس آیت میں خدا نے مسلمانوں کی پہچان بتائی
ہے۔ کہ جب ان کو خدا اور رسول کے ارشادات کی
طرف بلایا جاتا ہے۔ جب ان کے آگے خدا کی آیت پیش
کی جاتی ہے۔ یا اس کے رسول کی حدیث پڑھی جاتی ہے۔
تو خدا اور رسول کا ارشاد سن کر ان کا قول ہے ہوتا ہے
سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا۔ ہم نے سن لیا قرآن اور حدیث
کو اور مان لیا ہم نے، اس آیت کے قرآن کی طرح
حدیث کا سنا اور ماننا بھی فرض ثابت ہوا اور دونوں
حجت فی الدین ہوں۔ پس جو شخص رسول کی بات (حدیث)
سن کر کہے کہ میں نہیں مانتا۔ حدیث دین نہیں ہے۔ وہ

مسلمان نہ ہو۔

پھر فرمایا خدا تعالیٰ نے لِيُحْكُمَ بَيْنَهُمْ۔ تو کہ مسلمانوں کو بلا کر، رسول ان میں حکم کرے۔ فیصلہ کرے۔ رسول کا یہ حکم کرنا کسی خاص لہر کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ عام ہے جو بات بھی مسلمانوں کو رہنمائی ہو۔ جو جھگڑا ان میں پیدا ہو۔ کوئی بات بھی ان میں باعث نزاع ہو۔ ایک اور دوس سو، دو سو، ہزار۔ جس قدر مسائل ان میں رونما ہوں۔ رسول ان میں حکم کرے، فیصلہ کرے، اور مسلمانوں کی بات رسول کا حکم سن کر صرف یہ ہونی چاہیے۔ کہ ہم نے سن لیا حکم رسول کا، اور دل و جان سے مان لیا۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ رسول خدا نے زمانہ نبوت میں جو کچھ بھی زبان اطہر سے فرمایا۔ وہ سب دین ہے۔ دین ہے۔ اور وہ حدیث ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ زبان پاک سے جو کچھ نکلا۔ اس کا مان لینا فرض ہے مسلمان کی شان اور پہچان سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا (WE HEAR AND WE OBEY) ہے۔

پھر جو لوگ خدا اور رسول کے ارشاد کو سن کر مانے اور عمل میں لاتے ہیں۔ ان کے لئے بشارت دی۔ کہ لوگ قیامت کو بامراد ہوں گے۔ یہاں بھی غور کریں۔ یہ بشارت نیزے قرآن کی تمہیل پر نہیں ہے۔ بلکہ فرمانِ رسول کی اطاعت بھی ساعۃ لازم ہے!

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخُشِ اللَّهَ وَ
يَتَّقِهِ كَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (پتھ ۱۳)

اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول
کی اور ڈرے اللہ سے اور (اس کی ناراضمانندی
سے) بچتا رہے۔ تو ایسے ہی لوگ مراد گو بہنچیں
گئے!

یاد رہے کہ دو اطاعتیں فرض ہیں۔ اللہ کی اور
اس کے رسول کی۔ وہی مطلب ہوا نا۔ کہ قرآن اور حدیث!
اگے فرمایا۔ اللہ سے ڈرے۔ یعنی اس کے قانون — قرآنی
اصولوں پر چلے۔ اللہ کی اطاعت ہے۔ پھر فرمایا۔ وَ يَتَّقِهِ۔
اور (خدا کی ناراضمانندی سے) بچے اور پرہیز کرے۔ اور وہ یہ
ہے۔ کہ دوسری اطاعت کو نگاہ رکھے۔ قرآنی اصولوں کو نبوی
تشریحات سے ملنے۔ اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سارا مہلی اسلام سیکھے۔ اور ان کی کسی امر میں ناراضمانی نہ
کرے۔ پھر وہ شخص خدا کی ناراضمانندی سے بچ سکتا ہے۔
اور یہ بات قرآن میں واضح طور پر آچکی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ
رسول کی ناراضمانی سے ناراض ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ صُلْبًا
مُبِينًا ۝ (پتھ ۱۴)

اور جو کوئی ناراضمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی
تو وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا!

یعنی خدا نے صاف فرما دیا۔ کہ رسول کی نافرمانی کرنیوالا،
آپ کی بات نہ ماننے والا (منکر حدیث) مرتکب گمراہ ہے۔ جب
گمراہ ہے تو خدا اس پر ضرور ناراض ہوگا۔ ثابت ہوا کہ انکار
حدیث موجب صدمات اور سبب غضب خدا ہے۔

قارئین کرام! آپ جانتے ہیں کہ قرآن مجید میں خدا
کے احکام ہمیشہ کیلئے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ سارے حکم
بدستور قائم اور واجب الطاعت رہیں۔ لیکن حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اتباع، فرمانبرداری اور

اسوۂ حسنہ بقول پروردگار حضور کی وفات کے بعد واجب الطاعت
نہ رہے۔ بانی پاکستان جناب قائد اعظم مرحوم کے پیغامات اور نصیحتیں
لئے دن اخباروں میں چھپتی رہیں۔ اور قوم کو ان پر عمل کرنے
کے لئے ابھارا جائے۔ اور اسی طرح امت کے تمام بزرگوں کے

ارشادات قوم کی رہبری کے لئے کتابوں کی شکل میں موجود
ہوں۔ ان کو پڑھا جائے اور لوگوں کو سنایا جائے۔ لیکن
صد حیف پروردگار پر کہ وہ ساری کائنات کے ابدی رسول
(خدا کا ان پر درود و سلام ہو) کے ارشادات کو واجب

الطاعت نہیں مانتا۔ اور انہیں غیر دین کہہ کہہ کر مسلمانوں
کو ان سے متنفر کرتا ہے۔ اور یہ غلط بیانی کرتا ہے
کہ حضور کے ارشادات دنیا میں رہے ہی نہیں ہیں۔

پری ہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ساز
بوخت دیدہ زخیرت کہ اس چہ بوالعجبیت

خدا نے اپنے رسول کو ذکر بنا کر بھیجا ہے

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۖ رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِكُمْ
آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِمَخْرُجِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمَلُوا
الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط (پ ۱۸ ع ۱۸)

تحقیق آتا ہے اللہ نے تمہاری طرف ذکر کہ رسول
ہے۔ جو پڑھتا ہے تم پر آیتیں اللہ کی کھلی کھلی،

تو کہہ نکالے اندھیروں سے روشنی کی طرف، ان
لوگوں کو کہ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں۔

اس آیت میں خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو ذکر کہا ہے۔ کہ حضور
سلمانوں کیلئے ذکر ہیں۔ اور ذکر کے معنی ہیں نصیحت، یاد دہانی،
آگاہی، تنبیہ، اس کا ترجمہ انگریزی میں یوں ہوگا۔

GOD HATH SURELY SENT DOWN
UNTO YOU A MONITION.

کہ خدا نے تمہاری طرف ذکر (MONITION) بھیجا ہے۔
یعنی آگاہی، تنبیہ، اور ذکر کے معنی (REMINDER) ریمائینڈر
کے بھی ہیں۔ یعنی یاد دہانی، خبرداری، نو ثابت ہوا۔ کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپائے اقدس سائے جہان کیلئے
ہوئے ممل، نصیحت، تنبیہ ہے۔ سرور کائنات کی تئیس سالہ
زندگی مسلمانوں کے لئے سراسر ذکر ہے نصیحت ہے۔ یاد دہانی،

اور آگاہی ہے۔ کہ ہوش کرو۔ خردوار ہو جاؤ۔ کہ رسول کی عملی زندگی کی طرح اپنی زندگیاں بناؤ۔ سنت کے مطابق عمل کرو۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ رسول کا وجود چلتا پھرتا قرآن ہے۔ بولتا چلتا فرقان ہے۔ حیاتِ اطہر کا ہر قول آیات کا ترجمہ اور ہر فعل خدا کی مرضی کی تفسیر ہے۔ خوب یاد رہے۔ کہ خدا حضورؐ کی ہستی پاک کو امت کے لئے، قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے نصیحت فرما رہا ہے۔ اب بھی جو حضورؐ کے کاموں، فعلوں اور قولوں کو دین نہ مانے۔ تو اس کا خدا کے ساتھ، قرآن کے ساتھ، رسول پاک کے ساتھ، اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہ رہا۔

۱۰ ارشاد فرما کر کہ ہم نے تمہاری طرف **ذکر** اتارا ہے
 آگے فرمایا۔ **رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ** —
 وہ ذکر، رسولؐ (کی ذات) ہے۔ کہ پڑھتا ہے تم پر
 اللہ کی آیتیں کھلی کھلی
لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ
 اسے **الشُّرُطِ**۔ تاکہ نکالے رسولؐ، ایمان لانے
 والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اندھیروں سے
 روشنی کی طرف۔

رسولؐ خدا آیتیں پڑھتے تھے۔ اور ساتھ ہی عمل کر کے
 تھے۔ پھر جو لوگ حضورؐ کا اتباع کرتے تھے وہ روشنی میں
 جاتے تھے۔ ثابت ہوا۔ کہ جو شخص حضورؐ کے عمل کے

قرآن پر عمل کرے۔ وہی روشنی میں آتا ہے۔ بغیر اتباعِ رسولؐ کے اپنی مرضی سے قرآن پر عمل کرنا والے گمراہ ہو جاتے ہیں اور اس چیز کو ہم کتاب کے گذشتہ صفحات میں بوضاحت بیان کرتے ہیں۔

قرآن بھی ذکر ہے اور صحابہ قرآن بھی ذکر ہیں

دونوں کی حفاظت خدا کے ذمہ ہے

مذکورہ آیت تو آپ ﷺ کے لیے ہے۔ کہ خدا نے فرمایا ہے۔ ہم نے تمہاری طرف ذکر اتارا ہے۔ جو رسول ہے۔ اسی طرح خدا نے قرآن کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (پہلے ا)
 تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر اور ہم ہیں اس کی
 حفاظت کرنے والے

قرآن کی طرح حدیث کی حفاظت

اب یہ بات توجہ کے لائق ہے۔ کہ رسول کی ذات کو بھی خدا نے ذکر فرمایا۔ اور اس ذکر کے لئے 'اتارا' کا لفظ فرمایا۔ اور قرآن کو بھی ذکر فرمایا۔ اور اس کے لئے بھی اتارا کہا۔ حضورؐ بھی ذکر (Reminder, Monition) ہیں۔ اور قرآن بھی ذکر (Reminder, Monition) ہے۔

پھر ذکر کی حفاظت کے متعلق اعلان فرمایا :-
إِنَّمَا لَهُ لَحْفَظُونَ - اور ہم ہیں ذکر کی حفاظت
 کرنے والے!

مطلب یہ کہ قرآن جو ذکر ہے، اس کی بھی اور رسول جو ذکر ہے۔ اس کی بھی ہم حفاظت کرنے والے ہیں۔ ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن کی طرح خدا نے حدیث کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا ہوا ہے۔ قرآن بھی قیامت تک رہے گا۔ اور قرآن پر حضرت انور کا عمل بھی قیامت تک ہے گا۔ غم نہ تو کریں کہ قرآن کی تو خدا حفاظت کرے۔ اور رسول کی رسالت اور نبوت کو قیامت تک رکھے۔ لیکن رسول کے قول و فعل کو جس پر مدارِ نجات ہے۔ اُسے ماضی کی تاریکیوں میں کھوئے۔ مٹا لے۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، اور نہ ایسا ہوا ہے۔ سرور کائنات کے ارشادات اقوال و افعال کی قدیلیں بدستور جن رہی ہیں اور تا صبرِ امرِ اقبل فروزاں رہی گی سے

پس عارض و قد تو بردہ اند پناہ
 بہشت و طوبیٰ طوبیٰ اہم و حسن مآب (حافظ)

اہم سنن میں خرام زندگی

شعر مذکور کا مطلب بھی سمجھ لیں، کہ ایمان تازہ ہوگا
 حافظ شیرازی فرماتے ہیں :-
 حضورِ انور کے حسنِ عارض اور قدِ پاک میں بہشت و طوبیٰ

نے پناہ لی ہے۔ ان کے لئے ایسا اچھا ہے۔ اور اچھی ہے
پناہ گاہ !

بہشت تو آپ جانتے ہیں۔ خلد، باغ، بہشت، فردوس،
جنان، نہایت پاک، صاف، خوبصورت، آرام کا گھر جو آخرت
میں نیک لوگوں کو ملے گا۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں بار بار
آیا ہے۔

طوبیٰ۔ بہشت کا بہت بڑا درخت جس کی شاخیں ہر
جنتی کے مکان پر چھائی ہوئی ہوں گی۔ اور اس میں سے
طرح طرح کے میوے اتریں گے۔

اس بہشت نے حضورؐ کے حسنِ عارض یا جمالِ رخ میں
پناہ لی ہے۔ طوبیٰ (درخت) نے قدم مبارک میں۔ سبحان اللہ
کیا مرتبہ ہے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ بہشت جیسی
پاک اور خوبصورت چیز نے حسنِ عارض میں آرام پایا اور طوبیٰ
جیسے عظیم درخت کو قدمِ اقدس میں سکون ملا۔

پھر حسنِ عارض سے مراد حضورؐ انوار کی باتیں ہیں۔ انوارانی
حدیثیں۔ اور قدمِ پاک سے حسن۔ کہ عارضین۔ رُخ اور عروس
باتوں کے مطرِ ریحہ پیوں جھڑکتے ہیں۔ اور قدمِ اطہر سے حرکتیں
اور ادائیں ظہور میں آتی ہیں۔ پس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ
سلم کے اذکار و افعال کے حسن پر بہشت اور طوبیٰ (دونوں)
ہیں۔ پھر جو شخص انارہٹ و سنن کے اہم میں خراماں خراماں
زندگی گزارے۔ وہ یقیناً بہشت میں طوبیٰ کے سایہ میں رہے گا۔

پائے گا۔ خوب سمجھ لیں اور جان لیں کہ :-
 ذرے کو آفتاب کرنیوالے، خاک کو اکسیر بنانیوالے، میر
 کاروانِ حیات، سرور کائنات، خلاصہ موجودات، مشعلِ راہ
 ہدایت، رہبرِ راہِ طریقت، زینتِ بزمِ رسالت، چارہ سازِ درد
 ملت، منبعِ بحرِ شریعت، شافعِ روزِ قیامت، قائمِ انوارِ سنت،
 ساتی حوضِ کوثر، معنیٰ آیاتِ قرآن، فاتحِ ابوابِ جہاں،
 حاملِ وحیِ جلی، مصدرِ وحیِ خفی، گوہرِ درجِ حیات، پیغمبر
 تسبیح و طواف، سرِ اہائے خیر و دیں، بانیِ شرعِ مبین، مبین
 جزئیاتِ قرآن، مرآۃ شرحِ فرقان، معیارِ تعمیلِ کتاب، روح
 و روانِ یومِ حساب، منظرِ رضانے کبریا، پیمانہٴ بڑ و پدی، نشان
 تکمیلِ ایمان، آیۃِ رحمتِ یزداں، واضحِ طرقِ عبادات، تفسیر و
 تشریحِ آیات، تقدیرِ گلستانِ اسلام، پیغمبرِ نبوتِ دوام، حاجی
 شرک و منکرات، حامیِ توحید و صداقت، انتخابِ کون و
 مکاں، وجہِ شرفِ انساں، حضورِ سید البشر، سیدِ ولدِ آدم، سید
 العرب و انعم، سید المرسلین، سید الکونین و الثقلین، اکرم
 الاولین، اکرمِ الآخرین، رحمتِ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع
 المذنبین، شمسِ اضحیٰ، بدر الدجی، والیٰ بطحاء، حبیبِ خدا
 اشرفِ انبیاء، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ
 اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تعمیلِ قرآنِ حکیم ہے
 انتہالِ ربِّ عرشِ عظیم ہے۔
 پھر جو شخص ان نبی خیر الانام سے اللہ علیہ وسلم کی

اطاعت سے روکتا ہے۔ اور ایک افسانوی اور نظریہ اسلام۔
 ماڈرن اسلام پیش کرتا ہے۔ دراصل وہ ماڈرن ایجوکیشن طائفہ کو
 جو اسلام کی اصل تعلیم سے ہنوز ناواقف ہے، (فیون کالگری
Opium Drink) دے رہا ہے۔ تاکہ ان کے روح
 ایمان کو آرٹیفیشل اسلام کے پیناٹزم سے مسح کر کے
 انہیں دانائے بس کی راہ سے ہٹائے۔ لیکن مسلمان کی پہچان
 یہ ہے کہ اس کی بڑیوں میں توحید رچی ہو۔ اور اس کے
 گوشت، پوست اور ہونے میں *صَحْبَكَ رَبُّكَ يَا اَللّٰهُ* سے اللہ علیہ
 وسلم کی محبت اور اطاعت سما جائے۔

وہ دانائے بس ختم الرسل ہونے کے لئے
 غبارِ راہ کو بخشا فروعِ واریعہ سینا

رسول خدا ساری امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں

آپ مجھے پڑھ چکے ہیں، کہ خدا نے فرمایا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
 لِّمَن كَانَ يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَذَكَرَ
 اللَّهُ كَثِيرًا (طہ ۱۹)

البتہ تحقیق ہے تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی ذات)
 میں عمدہ نمونہ (پیروی کے لئے)، اس شخص نے لئے
 جو امید رکھتا ہے اللہ کی، اور روز آخرت کی، اور
 یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔

اس آیت میں ایک خاص بات قابلِ غور ہے کہ خدا نے ساری امتِ رسول کو جو قیامت تک آنے والی ہے۔ فرمایا ہے۔ کہ تمہارے لئے رسولِ خدا پیروی کے لئے عمدہ نمونہ ہیں یعنی رسول کی چال چلے جاؤ۔ جو وہ کریں یا فرمائیں۔ وہی کرو۔ گویا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کے لئے اسوۂ حسنہ (GOOD EXAMPLE) ہیں۔

لیکن پرویز صحابہ کا وعظ یہ ہے۔ کہ رسولِ خدا کی اطاعت ان کی زندگی تک کے لئے تھی۔ ان کے بعد ان کے جانشینوں کی اطاعت واجب العمل ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب حضور کی اطاعت، تابعداری، چال، طریقہ ان کی زندگی کے بعد قابلِ اطاعت نہیں ہے۔ تو حضور ساری امت کے لئے اسوۂ حسنہ نہ ہوئے۔ اگر ہوئے تو صرف صحابہ کے لئے۔ صرف تیس سال تک! اس کے بعد سارے تیرہ سو سال ہو گئے ہیں۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کے لئے اسوہ نہ ہوئے۔ اور نہ آنے والے زمانوں کے لئے نمونہ بنے۔ تو پھر قرآن کا یہ ارشاد کہ اے مسلمانو! رسولِ خدا تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہیں۔ معاذ اللہ بے معنی اور لغو ہوا! کیسا پھر پور وار ہے قرآن پر!

اور اگر پرویز صحابہ کے ماڈرن اسلام کے مطابق حضور کو صرف صحابہ کیلئے اسوۂ حسنہ مائیں۔ بعد کے لوگوں کے لئے نہ مائیں۔ تو پھر کچھ مسلمانوں پر یہ ظلم ہوگا۔ کہ انہیں

اُسوۂ رسولؐ سے کیوں محرم کیا؟ ان سے سنتِ خیرا انام کیوں
چھینی؟ طریقہ نبویؐ کا شرف انہیں کیوں نہ بخشا گیا؟ صحابہ
تو قرآن پر طریقہ رسولؐ کے مطابق عمل کریں۔ اور صحابہ کے بعد
کے مسلمان طریقہ رسولؐ سے بے نصیب ہو کر امامِ وقت کے اسوہ
پر چلیں۔ یہ ہے گمراہی جس کا باہمی کبھی ایمان سلامت نہ لے
جائے گا۔

قربانِ جاؤ قرآن کے کمال اور بلاغت پر۔ کہ اسوۂ حسنہ
اس شخص کے لئے ہے۔ جو امیدوار ہے خدا تعالیٰ کا اور روزِ
آخرت کا اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص خدا کی طاقات کا
امیدوار ہے۔ جس کا روزِ آخرت پر ایمان ہے کہ خدا کے لئے
پیش ہو کر حساب دینا ہے۔ ایسا شخص اُسوۂ رسولؐ پر چلتا
ہے۔ پیروی رسولؐ کرتا ہے۔ اور جو شخص اسوۂ رسولؐ کو واجب
اعمال نہیں سمجھتا۔ سننِ ہدیٰ سے گریز کرتا اور احادیث کو

خارج از دین قرار دیتا ہے۔ رسولِ رحمتؐ کی چال نہیں پاتا۔
بقولِ قرآن وہ خدا تعالیٰ کا اور روزِ آخرت کا امیدوار نہیں ہے
اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ تارخینِ کرام! اس آیت
کے آئینہ میں منکرینِ حدیث کی شکل دیکھ لیں کہ وہ کون ہیں!

حدیث کی مخالفت سے ڈرنا چاہیے

فَلْيَعْذِرِ الَّذِينَ يُخَافُونَ عَنِ امْرِئٍ وَآلِهِ

فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" (پہلے ۱۵)۔
 پھر جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں
 ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ (کہیں) ان پر
 کوئی آفت (نہ) آن پڑے۔ یا ان پر کوئی اور
 عذاب دردناک (نہ) نازل ہو۔

مطلب واضح ہے۔ کہ جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت
 کرتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی آفت یا دردناک عذاب سے
 ڈرایا گیا ہے۔ اب رسول کا حکم خود سمجھ لیجئے۔ کہ کیا ہے؟
 حدیث ہی تو ہے۔ ارشاد رسول ہی ہے۔ تو خدا نے صاف
 طور پر رسول کے حکم، ارشاد، فرمان کے مخالف کو دردناک
 عذاب کی دھمکی دی ہے۔ حدیث کا انکار کرنیوالوں۔ حدیث
 کو خارج از دین بنانے والوں کو لڑ جانا چاہیے۔ خدائے جبار
 کے عذاب سے خوف کھانا چاہیے۔

اس آیت سے حکم رسول یعنی حدیث کی حجیت ثابت ہوئی
 کہ انکار حدیث مستلزم عذاب ہے۔ اور بھی بہت سی آیتیں
 آپ ﷺ پر آئے ہیں۔ جن سے اطاعت رسول، اتباع رسول،
 ارشاد مصطفیٰ، فرمان مجتبیٰ، حدیث مرتضیٰ، اور سنت حضرت
 خیرالوری کی فرضیت اور حجیت واضح ہو چکی ہے۔ قارئین کرام
 کو اس قرآنی حکم کے رد سے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 اطاعت و اتباع کرنی چاہیے۔ اور احادیث کی روشنی میں
 عبادات اور دوسرے احکام الہی بجالانے چاہئیں۔

اتباع صحابہ پر بہشت کی بشارت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی مژگی کے مطابق قرآن پر عمل کیا۔ یہ عمل رسول صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنایا۔ اور وہ حضورؐ کی جہاں چلے۔ گویا عمل صحابہ اتباع رسول ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے فرمایا: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي مِمَّنْ رَأَتْهُ بِرَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ فَرِحُوا بِأَنَّهُمْ فِيهَا وَالرَّحِيمُ خَدَّيْهَا۔ اور نجات کا ہے۔ قرآن مجید نے بھی حضورؐ کی اطاعت اور اتباع صحابہؓ پر بہشت کی بشارت دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ سَبِيلَهُمْ لِيَتْلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَّبِعُوا آيَاتِهِ لِيَتْلُوا وَهُمْ أَلْفٌ مِّنْ قَبْلِهِمْ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورہ بقرہ ۱۷۷)

اور سبقت کرنے والے پہلے ہجرت کر لیوالوں کے اور مدد دینے والوں کے، اور جن لوگوں نے پیروی کی ان کی خلوصِ دل سے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش، اور خدا نے ان کے لئے بہشتیں تیار کی ہیں۔ جن کے تلے ہر پہا چلتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (اور یہی بڑی

کامیابی ہے۔

اس آیت سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) صحابہؓ اور انصار (صحابہؓ) سے خدا تعالیٰ راضی اور
خوش ہو گیا۔

(۲) ان کے ایمان اور عمل کو قبول کر لیا۔

(۳) اور وہ (صحابہؓ) بہشتی ہیں۔

(۴) اور صحابہؓ کی پیروی کرنے والوں سے بھی خدا خوش
ہے۔ اور وہ نجات پائیں گے۔

وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ

یہ پیروی عام ہے۔ جو قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے۔ یعنی
جو لوگ صحابہؓ کے بعد آنے والے ہیں۔ اگر وہ صحابہؓ کی پیروی کریں

تو نجات پائیں گے۔ اور صحابہؓ کی پیروی پر نجات اس لئے ہے

کہ صحابہؓ کا عمل اطاعتِ رسول پر ہے۔ تو ثابت یہ ہوا۔

نجات اور بہشت موقوف ہے اطاعتِ رسول پر تعالٰیٰ صحابہؓ

پر۔ اور یہ کہ کسی امام وقت یا مرکز ملت کو ہرگز یہ حق حاصل

نہیں کہ وہ قرآنی اصولوں کی جزئیات وقت کے تقاضوں کے

مطابق مرتب کر کے اسلام میں دھاندلی (WRANGLING) کرے۔

وہی نہیں اسلام کی ہے

قرآن مجید کا وحی ہونا تو مسلم ہے۔ اور حدیث کی حجیت

اس کے دین ہونے کے متعلق۔ آپ بہت سی آیات پیچھے
 چکے ہیں۔ اب ہم حدیث خیراوری کو قرآن کے سوا وحی
 اہت کرتے ہیں۔ ارشاد خداوری ہوتا ہے۔

مَا كَانَتْ لِنَبِيِّكَ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ
 وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ سُورَةً فَيُوحِي بِآذَانِهِ
 مَا يَشَاءُ وَرَأْفَةً عَلَىٰ حِكْمٍ (مِائِدَہ ۱۷۴)

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ خدا اس سے ارور
 ہو کر کلام کرے۔ مگر جی میں ڈال کر یا پردے کے
 پیچھے سے یا بھیجے فرشتہ پیغام لانے والا، پس جی
 میں ڈال دیتا ہے۔ خدا کے حکم سے جو اس کو
 منظور ہوتا ہے۔ اور وہ عالیشان حکمت والا ہے۔
 اس آیت سے وحی کی تین قسمیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ اِلَّا وَحْيًا۔ یعنی وحی (BY REVELATION.)

۲۔ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ۔ پس پردہ BEHIND A VEIL

۳۔ يُرْسِلَ سُورَةً۔ فرشتہ بھیجتا ہے (SENDETH A

MESSENGER)

معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ آدمی سے تین طریقوں سے حکام
 کرتا ہے۔ اور ان طریقوں کو وحی کہتے ہیں۔ ان میں سے
 ایک طریقہ تو نزول کتاب کا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَللّٰهُ يُرْسِلُ
 سُورَاتٍ فَيُوحِي بِآذَانِهِ مَا يَشَاءُ۔ بیعتا ہے فرشتہ جو وحی
 کرتا ہے خدا کے حکم سے جو کچھ (خدا) چاہتا ہے اس سے

مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ جو قرآن لے کر حضور پر نازل ہونے لگے۔ جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا۔

فَإِنَّمَا نَزَّلْنَا عَلَىٰ قَلْبِكَ - پس جبریل نے انارا ہے قرآن تیرے دل پر۔

نَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ - قرآن روح الامین یعنی جبریل علیہ السلام نے انارا ہے۔

قرآن سے ثابت ہوا۔ کہ ایک قسم وحی کی یُرْسِلُ رُسُلًا ہے۔ یعنی فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ جو قرآن ہے۔ اور اس سے قبل تورات، زبور، انجیل اور بہت سے صحیفے لیکر بھی فرشتہ نبیوں پر اترا۔ یہ وحی بکتاب ہے۔ منکرین حدیث صرف اسی ایک وحی کے قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صرف قرآن ہی وحی ہے۔ ان کا یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ اوپر کی آیت میں تیرے وحیوں کا ذکر ہے۔ بن میں سے ایک تو فرشتہ لاتا ہے قرآن مجید۔ اور قرآن کے علاوہ دو اور وحیاں بھی ہیں۔ سنیے۔ اِلَّا وَحْيًا - وَحْيٍ مُّطْلَقٍ - یہ یُرْسِلُ رُسُلًا کے علاوہ ہے۔ اس کے ثبوت قرآن میں موجود ہیں۔

کتاب کے بغیر وحی

وَاذْحَيْنَا إِلَىٰ مَوْسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي - (پہلے ۸) اور وحی کی ہم نے موسیٰ کی طرف یہ کہ رات کو لے چل میرے بندوں کو۔

یہ اس وقت کی بات ہے۔ جبکہ ابھی تورات نازل نہیں
 تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ وحی پُرْسِلُ سَمُوئِلَ کے علاوہ ہے۔
 (۳) يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (پت ۷)

اے موسیٰ (سن، میں ہوں معبود برحق، پروردگار
 سب جہانوں کا)

وَإِنِّي أَنَا عَصَاكَ (پت ۷)

اور یہ کہ ڈال دے عصا اپنا

يُؤَدِّعُكَ أَتْلُفٌ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ (پت ۷)

(پت ۷)

اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر، تحقیق تو امن
 والوں سے ہے

أَسْلَكْتُ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجُ بَيْضَاءَ مِنْ
 غَيْرِ سُوِّهِمْ وَأَضْمَمْتُ إِلَيْكَ جَاوِحَكَ مِنْ
 الرَّهْبِ فَذَلِكَ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكَ إِلَى
 فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ (پت ۷)

(اے موسیٰ، اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں رکھو۔ (اور پھر
 نکالو، بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا۔ اور رفع خوف
 کے لئے اپنے بازو اپنی طرف سیکڑ لو۔ غرض (عصا اور
 يد بھینا، دم مجھ سے ہیں پروردگار تیرے سے، فرعون
 اور اس کے درباریوں کی طرف)

قارئین گرامر! یہ کلام جو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے کیا، بغیر کتاب کے کیا۔ ثابت ہوا۔ کہ جبریل علیہ السلام کے
بھیجے بغیر بھی خدا تعالیٰ نے نبیوں سے کلام (وحی) کرتا ہے۔

یہ وحی کتاب سماوی کے سوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔

قُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ
كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (پہلے)

اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بی بی بہشت

میں بسو۔ اور اس میں جہاں کہیں سے تمہارا

جی چاہے با فراغت کھاؤ۔ مگر اس درخت کے

پاس نہ پھٹکنا۔ (اگر پھٹکے) تو (دونوں) ظالموں

سے ہو جاؤ گے۔

يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَاءِ هَذِهِ - (پہلے)

اے آدم بتا دے ان کو نام ان کے۔

وَأَذْهِبْنَا سَبْطًا مِمَّا آتَمْنَا عَنْ تِلْكَ

الشَّجَرَةِ - (پہلے)

اور پکارا ان کو ان کے پردروگار نے، کیا نہ منع

کیا تھا میں نے تم (دونوں) کو اس درخت سے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے بہت مرتبہ

کیا ہے۔ یہ سارا کلام (یعنی وحی) بغیر کتاب کے ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام پر بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ
إِلَّا مَنْ قَدَّ امْتَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا
يَفْعَلُونَ ۝ (پطع ۱۱)

اور وحی کی گئی نوح کی طرف یہ کہ وہ ہرگز ایمان
نہ لائیں گے تیری قوم سے مگر جو ایمان لا چکے پس
مت غم کھا ان لوگوں کی بدکرداریوں کا۔
حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہیں۔ تو وحی ہوئی۔
يَنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۚ إِنَّهُ عَمَلٌ غَابِرٌ
صَاحِبٌ ۚ (پطع ۱۱)

اے نوح! نہیں ہے وہ (تیرا بیٹا) اہل تیرے سے۔
کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔
يَاٰ اِبْرٰهِيْمُ اٰخِزْنِيْ عَنْ هٰذَا ۙ اِنَّهٗ قَدْ جَاءَكَ
اَمْرٌ سَابِقٌ ۙ وَاِنَّهُمْ اٰيِلُهُمْ عَذَابٌ غَابِرٌ
مَرْدُوْدٌ ۝ (پطع ۱۲)

اے ابراہیم! منہ پھیر لے اس بات سے، تحقیق آیا
ہے حکم تیرے پروردگار کا، اور تحقیق ان لوگوں
کا ایسا عذاب آئے والا ہے، جو کسی طرح
نہیں سکتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔
وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِ لَنُنَبِّئَنَّكَ بِاَمْرٍ هٰذَا وَهَمَّ

لَا يَشْعُرُونَ ۝ (پک ۱۲)

اور ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی۔ کہ تم ان کو اس بدسلوکی سے متنبہ کرو گے۔ اور وہ تم کو جانیں گے بھی نہیں!

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔
إِنِّي لَأَجِدُ بِرَيْحِ يَوْسُفَ رِيًّا ۝ (پک ۱۲)
حضرت یعقوب نے کہا۔ (بیٹو!) اگر تم مجھے ستر ہنرا نہ بناؤ۔ تو (ایک بات کہوں کہ) مجھے تو یوسف کی مہلک آ رہی ہے!



چنانچہ مزید فرمایا۔

إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (پک ۵)

میں اللہ کی طرف سے وہ (باتیں) جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے!

بس یہ وحی کی باتیں ہیں۔ جو بغیر کتاب کے اللہ بت ہے۔ قرآن مجید میں اور بھی بہت سے پیغمبروں پر ایسی وحی کے نزول کا ذکر ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ ایک وحی بکتاب ہے اور ایک من دَسَاءٍ حِجَابٍ ہے اور ایک مطلق وحی ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام صاحب کتاب تھے۔ ان پر کتاب کے نزول سے قبل اور بعد بھی کتاب کے سوا وحی ہوتی ہے۔ اور جو انبیاء علیہم السلام صاحب کتاب نہیں تھے۔ ان پر إِلَّا وَحْيًا والی مطلق وحی ہی ہوتی تھی۔ جیسا کہ آپ

پڑھ چکے ہیں۔ اس مضمون کو پھر سمجھیں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ وحی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بشر سے کلام کرنا! اور وہ تین طرح ہے۔ جب تین طرح ہے۔ تو ثابت ہوا ہے۔ کہ وحی صرف کتاب کے ساتھ محدود و محقق نہیں۔ بلکہ کتاب کے سوا بھی ہے۔ یعنی یُرْسِلَ مَآسُوْلًا کے علاوہ۔ اور وہ وحی پردہ کے پیچھے سے بھی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے کلام کیا۔ اور ایک صورت وحی مطلق کی بھی ہے۔ یہی وہ وحی ہے۔ حدیث شریف، جو قرآن کے علاوہ حضور النورؐ پر ہوتی تھی۔ اس وحی کا ثبوت قرآن سے ملاحظہ ہو۔

وحی حدیث کا ثبوت قرآن مجید میں

اس سے پہلے متعدد آیات سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حدیث مصطفویٰ وحی، برہان، دلیل اور حجت ہے۔ اس سلسلے میں حدیث کے وحی ہونے پر ہم کچھ مزید بیان کرتے ہیں تاکہ فتنہ انکار حدیث کا کلی طور پر استیصال ہو جائے۔ اور مسلمان رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کی مانند آپ کی بات (حدیث) کو مانیں۔ یعنی جو درجہ حضور کی رسالت کا سمجھتے ہیں۔ وہی درجہ آپ کی بات کا سمجھیں!

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَابُولِنَا وَحِيَّ هُوَ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْفَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پ ۲۷ ع ۵)

NOR DOETH HE SPEAK OF (HIS OWN)
DESIRE. IT IS NAUGHT SAVE AN
INSPIRATION THAT IS INSPIRED.

اور نہیں بولتا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)، اپنی خواہش سے، نہیں وہ (بولتا) مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے۔ اس آیت میں خدا نے حضورؐ کے بولنے کو وحی فرمایا ہے۔ اور کہا کہ حضورؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ ان کا بولنا وحی ہے۔ جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ معلوم ہوگا۔ کہ سرور عالم کا نطق، بولنا — یعنی حرکتِ وحی ہے۔ اور قرآن کے سوا وحی ہے۔ اگر منکرِ حدیث کہے۔ کہ یہاں نطقِ رسول سے مراد قرآن ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ ھُوَ ضمیر کا مرجع قرآن یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ جب مرجع قرآن یہاں موجود نہیں۔ تو بالضرور ھُوَ کا مرجع نطقِ رسول ہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ نطقِ رسولؐ حضورؐ کا اپنا کلام ہے۔ یعنی حدیثیں! یاد رکھیں کہ قرآن مجید خدا کا نطق ہے۔ جو شخص خدا کے نطق یعنی کلام کو رسول کا نطق کہے۔ وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس آیت میں خدا نے کلامِ رسول کے متعلق ہی فرمایا کہ حضورؐ کا نطق اپنی ہوا یعنی خواہش سے نہیں ہے۔ بلکہ ان کا بولنا — قول و فعل وغیرہ سب وحی ہے!

پھر یہ یاد رہے کہ قرآن میں حضورؐ پر اقرار کرتے ہیں !
 اِنَّ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ - میں محض وحی کا اتباع
 کرتا ہوں ! اور یہ حقیقت ہے کہ حضور کے تئیں سال کے
 تمام اقوال اور افعال قرآن میں نہیں ہیں اور تھے یہ سب
 بہ اتباع وحی۔ تو ثابت ہوا۔ کہ وہ اقوال و افعال جو قرآن میں
 مذکور نہیں ہیں۔ وہ بھی وحی ہیں۔ کیونکہ حضورؐ نے اقرار کیا
 ہے۔ کہ میں صرف وحی کا اتباع کرتا ہوں۔ انما صل حضور
 کے تمام اقوال و افعال جو قرآن میں مذکور ہیں وہ بھی اور جو
 قرآن میں مذکور نہیں ہیں وہ بھی — سب کے سب وحی
 ہوئے۔ قرآن بھی وحی ہوا۔ اور حضورؐ کا غیر قرآن نطق ،
 احادیث بھی وحی ہوئیں۔ معنی قرآن کے اصول بھی یُرسِل
 رَسُوْلًا کے مطابق وحی ہوئے اور ان اصولوں کی جزئیات
 خیر الوریٰ بھی اِلَّا وَحٰیًا کی دلیل سے وحی ہوئیں — خوب
 یاد رکھیں۔

غیر قرآن وحی

معراج کے واقعہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدٍ مَّا اُوْحٰی . (آیہ ۵)

پس وحی کی خدا نے اپنے بندے کو جو وحی کی

ناظرین کرام ! یہ وحی جو معراج میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو

کی۔ کہیں قرآن میں نہیں ہے۔ قرآن نیرہ برس تک مکہ

میں اترا اور دس برس تک مدینہ میں۔ نہ یہ وحی مکہ میں ہوئی نہ مدینہ میں۔ ثابت ہووا۔ کہ یہ وحی قرآن کے علاوہ ہے۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ کہ حضور کو قرآن کے سوا بھی وحی ہوتی تھی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور فعل وحی سے تھا۔ کہ فرمایا حضور نے اِنَّ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوحى اِلَىَّ (پکچ) میں صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں! اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ کہ میرے رسول کی ساری زندگی کے اقوال و افعال بہ اتباع وحی تھے۔ پھر جو منکر حدیث یہ کہے۔ کہ حضور کی حدیث وحی نہیں۔ دلیل نہیں، دین نہیں وہ کجرو ہے اور مسلمانوں کو کجروی کی تعلیم دیتا ہے۔

رسول رحمت پر قرآن کے علاوہ وحی

نکاح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنًا وَثُلَاثًا
وَارْبَعًا (پکچ)

جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں۔ ان سے نکاح کر لو۔
دو دو، تین تین، چار چار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت چار سے زیادہ نکاح کئے تھے۔ چنانچہ حضور کی وفات کے وقت نو ازواج مطہرات موجود تھیں۔ جب قرآن نے چار بیویوں سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔ تو حضور نے زیادہ کیوں کیں؟ اس لئے

کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی مذکورہ وحی کے علاوہ زیادہ نکاح کرنے کی وحی ہوئی تھی۔ اس غیر قرآنی وحی کی بنا پر آپ نے زیادہ نکاح کئے۔ ثابت ہوا کہ حضورؐ کو قرآن کے سوا بھی وحی ہوتی تھی۔ یہی حدیث ہے۔ اگر اس حدیثی وحی کو نہ مانیں تو آیت مذکورہ کا خلاف لازم آئے گا۔ اور پیغمبر کی ذات سے قرآن کا خلاف نہیں ہو سکتا:

ازواج مطہرات کے متعلق حدیثی وحی

وَإِذْ أَسْرَى النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ الْأَزْوَاجِ حَبَشِيًّا ۖ فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَ أَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ ۖ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأُكَ هَذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ (پ ۲۸ ع ۱۹)

اور جب پیغمبر نے اپنی بیویوں میں سے کسی سے پیچھے سے ایک حکایت بیان کی، پھر جب خبر کر دی اس بی بی نے (دوسری بی بی کو) اس بات کی اور ظاہر کر دیا اس کو خدا نے پیغمبر پر، جتنا دی (پیغمبر نے) بعضی بات اس کی اور منہ پھیر لیا بعضی سے، پس جب خبر کی اس بی بی کو اس جتانے کی، تو کہنے لگی، کس نے خبر دی آپ کو

یہ ہے کہا۔ خبر کی مجھ کو (سب کچھ) جاننے والے
خبر رکھنے والے نے۔

مطلب یہ ہے کہ حضور انورؐ نے ایک بھید کی بات مخفی
طور پر بی بی حفصہ سے کہی۔ حضرت حفصہؓ نے وہ بات حضرت
عائشہؓ سے کہدی۔ اور یہ بات خدا نے حضرت انورؐ پر ظاہر کر
دی۔ کہ حفصہؓ نے عائشہؓ کو وہ بات بتا دی ہے۔ پھر حضورؐ
نے بی بی حفصہ سے کہا۔ کہ تو نے حضرت عائشہؓ کو فداں
بات کہدی ہے۔ حفصہ نے عرض کیا۔ حضورؐ کو کس نے خبر
دی ہے؟ کہ میں نے بھید کی بات عائشہؓ کو بتا دی۔ حضورؐ
انورؐ نے فرمایا۔ کہ خدائے علیم وخبیر نے مجھے بتایا ہے۔

قارئین کرام! غور کریں۔ کہ حضرت حفصہ نے بھید کی بات
حضرت عائشہؓ کو بتائی۔ اور خدا نے اس کی خبر حضورؐ کو کر دی۔
خدا کا یہ خبر کرنا قرآن میں نہیں ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن
کے سوا دوسری وحی سے اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو خبر دی۔
یہی حدیثی وحی ہے۔ جو یُرْسِلَ رَسُوْلًا كَ عِلَادِهٖ اِلَّا وَحْيًا
کی دہلیں سے حضورؐ پر ہوتی تھی!

قرآن کی سورتوں کی ترتیب

حدیثی وحی سے ہوتی

سورتوں کی جو ترتیب اس وقت قرآن میں موجود ہے

تَنْزِيلِ اس طرح نہیں ہوئی تھی۔ یہ سورتوں کی ترتیب حضور
انورؐ نے کرائی ہے۔ منکرینِ حدیث سے پوچھو کہ قرآن میں
خدا نے کہا فرمایا ہے، کہ اس سورت کو وہاں لکھو۔
فلاں سورت کو فلاں سے پہلے یا پیچھے لکھو؟ قرآن میں
خدا نے ایسا کوئی ارشاد نہیں فرمایا۔ پھر حضورؐ کا قرآن
کو تنزیلی ترتیب کے بجائے موجودہ ترتیب سے جمع کرنا
حدیثی وحی سے ہے۔ خوب یاد رہے، کہ قرآن ہی وحی ہے
اور حدیث بھی وحی ہے۔

قرآن مجید حدیثی وحی سے لکھوایا گیا

قرآن کے متعلق یہی ارشاد ہوتا ہے، فَاقْرَأْ وَ اِذْ
رَأَى الْقُرْآنَ سَمِعَ لَهُ جَمْرًا مِمَّا
يُتْرَاكُ يَوْمَئِذٍ يَأْتِيهِمْ
الْحَقُّ وَالْحَقُّ يَكْفُرُ بِهِ
الْمُتْلِكُونَ (سورہ شوریٰ ۲۹)
قرآن پڑھا جائے، مطلب یہ کہ قرآن کے متعلق پڑھنے کا
یہی ارشاد ہوتا ہے۔ لکھنے کے لئے خدا نے حضورؐ کو قرآن
میں حکم نہیں دیا، پھر جو حضورؐ نے قرآن کو لکھوایا، تو یہ
اسی وحی سے لکھوایا، جو قرآن کے علاوہ آپ پر ہوتی تھی۔
— حدیثی وحی !

بیان قرآن وحی غیر قرآن ہے!

حضرت جبریل جب حضور انورؐ کے پاس وحی لیتے اور
آپ کے سامنے پڑھتے، تو حضورؐ جبریل کے تمام کے بغیر

جلدی جلدی پڑھتے۔ کہ بھول نہ جائیں۔ اس پر یہ آیت اتری

لَا تُحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا
جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْتَ آيَاتَهُ فَاتَّبِعْ
قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝ (پطع ۱۷)

مت (جلدی جلدی) بلا اپنی زبان کو ساتھ قرآن
(پڑھنے) کے، تو کہ جلدی کرے ساتھ اس
کے، بے شک ہمارے ذمہ ہے (تیرے دل میں)
قرآن کا جمع کرنا اور پڑھوانا۔ اس کا تیری
زبان سے، پھر جب پڑھیں ہم قرآن کو،
(بذریعہ جبریل تیرے آگے) پس پیروی کر
ہمارے پڑھنے کی۔ پھر ہمارے ذمہ ہے
بیان (کھولنا) اس کا!

آخر آیت میں خدا تعالیٰ نے بیان قرآن اپنے ذمہ لیا
ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنے کے لائق ہے۔ کہ ایک ہے قرآن اور
دوسرا ہے بیان قرآن۔ قرآن تو ہوا دستور، قانون، اصول
اب اس دستور اور اصول کا بیان اور تشریح بھی چاہیے
وہ ہے حضور کا نطق، کلام اور حدیث۔ یہی چیز خدا نے
اپنے ذمہ لی ہے۔ کہ ہم نبی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن کا بیان بھی بتائیں گے۔ چنانچہ خدا نے اپنے وعدہ
اور ذمہ داری کے مطابق حضور کو قرآن کا بیان بھی بتایا۔
یہ بیان قرآن۔ قرآن کے اللہ نہیں ہے۔ بلکہ اِلَّا وَحْيًا۔

کی قسم کی وحی سے حضور پر منکشف کیا گیا۔ ثابت ہوا۔ کہ
حدیث بھی وحی ہے۔ قرآنی وحی کے ماسوا۔

مَا أَرَاكَ اللَّهُ حَدِيثِي وَحِي هُوَ

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ
النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ط (پ ۱۳۴)

بیشک ہم نے نازل کی تیری طرف کتاب ساتھ حق
کے، تو کہ حکم کرے تو درمیان لوگوں کے ساتھ
اس چیز کے کہ دکھاتا ہے تجھ کو اللہ نے

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ حضور کے قضایا، احکام اور
مفید اللہ کے دکھانے، جتانے اور بتانے سے ہوتے تھے۔ پس
یہ خدا کا دکھانا۔ غیر قرآنی وحی ہے۔ اس حدیثی وحی سے
قضایا نے رسولؐ سرانجام پاتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ مَا أَرَاكَ اللَّهُ
حدیثی وحی ہے۔

بیت المقدس حدیثی وحی سے قبل بنایا گیا

آپ کو معلوم ہے۔ کہ حضورؐ پہلے بیت المقدس کی طرف
منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ پھر حکم ہوا :-

قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (پ ۱۴۱)

پس پھر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف :-

یہ جو حضور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہے
 قرآن میں کہاں حکم ہے اس کا؟ کہیں نہیں! پس حضور کا
 بیت المقدس کو قبلہ بنانا حدیثی وحی سے تھا۔ جو یُذَسِّلَ رَسُوْلًا
 کے علاوہ اِلَّا وَحْيًا میں شامل ہے۔ اور یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ
 حضور کا ہر قول اور فعل بہ اتباع وحی تھا۔ قرآن میں آپ کا
 اقرار موجود ہے۔ اِنَّ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى لِيَ۔ میں صرف وحی کا
 اتباع کرتا ہوں؛ تو ساری زندگی حضور کی وحی کے اتباع میں گزری
 ہے۔ وہ قرآنی وحی تھی۔ اور اسکے علاوہ حدیثی وحی تھی!

قرآن مجید حدیثی وحی سے کلام اللہ مانا گیا

آپ قرآن مجید کو کلام اللہ مانتے ہیں۔ کس کے کہنے پر
 صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ہم
 قرآن مجید کو خدا کا کلام مانا ہے۔ بلکہ ساری امت نے قرآن کو
 کلام الہی صرف حضرت اکرم کی زبان سے تسلیم کیا ہے۔ تو
 حضور کی بات، زبان اور کہنا وحی ہوئی نا! پس حدیثی وحی
 سے قرآن خدا کا کلام مانا گیا۔ اگر حضور نہ کہتے کہ قرآن خدا
 کا کلام ہے تو کوئی بھی قرآن کو من جانب اللہ نہ مانتا۔ اور
 قرآن نے خود بولنا تو کفایت نہیں۔ کہ میں وحی الہی ہوں! پس
 سب نے زبانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرآن
 الہامی مانا۔ سچ ہے سے

گفتہ اُو گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضور بے شک اللہ کے بندے تھے۔ لیکن ان کا کہا

اللہ کا کہا تھا۔ معنی آپ کی باتیں خدا کی وحی تھی!

جب حضور کے قول سے قرآن

قول رسول قرآن پر حجت ہے

الہامی مانا گیا۔ تو آپ کا قول

وحی اور حجت ثابت ہو گیا۔ اور اس سے ساری زندگی کے اقوال رسول وحی اور حجت ہوئے۔ اگر ایک قول کو حجت مانیں۔ اور باقی قولوں کو حجت نہ مانیں۔ تو یہ بالبدایت باطل ہے۔ کہ تخصیص بلا محض ہے۔

حضور فرمائیں۔ کہ قرآن مجھ پر اترا ہے۔ تو قول رسول (حدیث)

قرآن کے الہامی ہونے پر حجت ہووا۔ پرویز صاحب اور تمام منکرین حدیث قرآن کو الہامی مانتے ہیں۔ کس دلیل سے؟ صرف قول رسول سے، حدیث مصطفیٰ سے، تو قول رسول اور

حدیث مصطفیٰ حجت اور وحی ثابت ہوگئی۔ اگر قول رسول — کہ قرآن مجھ پر اترا ہے، حجت نہیں، وحی نہیں، تو قرآن بھی

الہامی نہیں۔ انکار قرآن نہ کفر ہو سکتا ہے اور نہ مستوجب عذاب! خوب یاد رہے کہ قرآن مجید الحمد سے والناس تک، اس کی

ہر ہر آیت اور ایک ایک لفظ صرف قول رسول سے حجت اور وحی مسلم ہے۔ تو پہلے قول رسول کو حجت اور وحی مانو۔ پھر

قرآن حجت اور وحی مانا جائے گا۔ اگر قول رسول (قرآن مجھ

پر اترتا ہے) حجت نہیں، دین نہیں، وحی نہیں۔ تو قرآن بھی حجت نہیں، دین نہیں، وحی نہیں۔ جب قرآن وحی اور دین نہیں تو اسلام ہی گیا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ صرف قولِ رسول کی حجیت اور وحی ہونے پر قرآن اور اسلام کے حجت اور وحی ہونے کا دار و مدار ہے۔

رسول کا ہر قول وحی اور حجت ہے | اگر منکر حدیث کہے۔ کہ قرآن قولِ رسول پر حجت ہے۔

یعنی قرآن کے کہنے سے ہم نے حضور کو رسول مانا۔ تو یہ بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ جس آیت میں حضور کی رسالت کا حکم ہے۔ اس آیت کو کس کے کہنے پر آپ نے الہامی اور وحی مانا؟ قولِ رسول سے ہی! تو پہلے قولِ رسول آیت کے حجت اور وحی ہونے پر حجت ہوگا۔ یعنی قولِ رسول کی حجیت سے آیت حجت بنی۔ قولِ رسول کی وحی سے آیت وحی ہوئی پس رسول کا ہر قول وحی اور حجت ہے۔

قولِ رسول سے رسالت حجت ہوئی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے فرمایا۔ میں

اللہ کا رسول ہوں۔ ابھی قرآن کی صرف دو تین آیتیں ہی اتری تھیں۔ اور ان میں بھی حضور کی نبوت یا رسالت پر ایمان لانے کا کوئی حکم نہیں تھا۔ کہیے۔ کیا اس وقت حضور کا قول حجت تھا یا نہیں؟ صرف آپ کے کہنے پر رسالت ماننے کے لائق تھی یا نہیں؟ اگر کہیں نہیں۔ تو

کافر ہوئے۔ اور اگر کہیں کہ حضورؐ کے اعلان رسالت پر رسالت کا ماننا فرض کفایہ تھا۔ تو پھر آپؐ کا قول وحی اور حجت ہوا۔ ثابت ہوا کہ ہر قول رسولؐ (حدیث) وحی اور حجت ہے۔

قول رسولؐ کے حجت ہونے پر قرآن سے دلائل

ارشاد خداوندی ہوتا ہے :-

رُسُلًا مَّبَشُورِينَ وَصُنْدَرِينَ لِيَلْذَكَّرَ النَّاسَ
عَلَىٰ اللَّهِ حُجَّةً بَعْدَ الرَّسُولِ طَوَّكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا
حَكِيمًا (پ ۷ ع ۳۰)۔ یعنی ہم نے پیغمبر خوشخبری
دینے والے اور ڈرنے والے، تاکہ پیغمبروں کے آنے
کے بعد لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر حجت نہ
رہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

آیت کا مطلب واضح ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر لوگوں
پر حجت ہوتے ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن لوگ خدا کو یہ نہ
کہہ سکیں۔ کہ تو نے اپنے رسولؐ بھیج کر ہمیں اپنی خوشی اور
ناراضی کے کاموں کا کیوں پتہ نہ دیا۔ تو رسولوں کے آنے
کے بعد لوگوں پر حجت پوری ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ کوئی
سند نہیں کر سکتے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کتاب کا
ذکر نہیں کیا۔ صرف رسولوں کے حجت ہونے کی خبر دی ہے۔

تو ثابت ہووا۔ کہ خدا کے پیغمبر بغیر کتاب کے بھی لوگوں پر حجت ہوتے ہیں۔ یعنی ان کا قول اور فعل حجت ہوتا ہے۔ کتاب بھی حجت ہوتی ہے۔ اور رسول کا قول بھی حجت ہوتا ہے۔ پس سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل (حدیث)، قرآن مجید کی نص سے حجت اور وحی ثابت ہووا۔ جس طرح آیت حجت ہے۔ بالکل اسی طرح قول رسول حجت ہے۔ آیت کا منکر بھی کافر اور مستوجب عذاب ہے۔ اور قول رسول کا منکر بھی کافر اور آگ کے لائق ہے۔ کیونکہ دونوں چیزیں حجت اور وحی ہیں!

اگر قول رسول حجت اور وحی نہ ہوتا۔ تو رسالت کے منکروں کو عذاب نہ ہوتا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ (پ ۷۴)

اور نہیں ہیں ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ

پیغمبر بھیج لیں!

یعنی پیغمبر بھیج کر ہم انعام حجت کرتے ہیں۔ پھر جب لوگ

پیغمبر کے قول کو نہیں مانتے۔ تو ہم ان پر عذاب نازل کرتے

ہیں۔ اس نص قرآن سے ثابت ہووا۔ کہ پیغمبر بغیر کتاب کے

تنہا لوگوں پر حجت ہوتا ہے۔ یعنی اس کا قول حجت اور وحی

ہوتا ہے۔ کیسے ثابت ہووا۔ کہ قول حجت ہوتا ہے؟ اس طرح

کہ اس کے انکار پر عذاب آتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ابھی تورات نہیں اتری۔ اور

وہ خدا کے حکم سے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے جو کچھ کہا۔ وہ تورات
 نہیں تھی۔ بلکہ ان کے اپنے اقوال تھے۔ فرعون نے اقوالِ
 موسیٰ کو نہ مانا۔ بالآخر فرعون پر عذاب آیا ہے۔ اور وہ دریا
 میں غرق کر دیا گیا۔ ثابت ہوا۔ کہ پیغمبر کا قول وحی اور حجت
 ہے۔ جیسی تو اس کے انکار پر عذاب آیا۔ اور فرعون کو جہنم
 کی سزا ملی۔ پس نصوصِ قرآنیہ سے ثابت ہوا۔ کہ قولِ
 رسول وحی ہے۔ اور حجت ہے۔ اور اس وحی اور حجت کے
 منکر قرآنی آیت کے منکر کی مانند مجرم ہیں۔ اور یہ بات ہم
 نے قرآن مجید سے ثابت کر دی ہے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے :-

تَتَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ۔ (پہ ۶۷)
 اڈ اس چیز کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے اور او
 رسول کی طرف :-

مطلب :- ہوا۔ کہ جس طرح مَا أَنْزَلَ اللَّهُ (قرآن) کی
 طرف آنا فرض ہے۔ ویسے رسول کی طرف آنا فرض ہے۔
 آیت ہوا۔ کہ قرآن کی مانند قولِ رسول حجت ہے۔ اور
 وحی ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ (پہ ۷۸)
 جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی
 اطاعت کی :-

ثابت ہوا۔ کہ اللہ کی اطاعت کی طرح رسولؐ کی
اطاعت بھی فرض ہے۔ آیت اور حدیث دونوں یکساں طور
پر حجت ہیں !

وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ . (پہا ۷۷)
اور (اے میرے پیغمبر) بیشک تو ہدایت کرتا ہے
سیدھی راہ کی طرف !

جب حضورؐ کے ارشادات اور اقوال صراطِ مستقیم کی طرف
رہنمائی کرتے ہیں۔ تو یقیناً وہ اقوال حجت اور وحی ہوئے۔

شُرکین بتوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ خدا نے
فرمایا۔ کہ اگر بت خدا کے شریک ہیں۔ تو اِنْتُوْنِیْ بِلکتاب
مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَنْتَا سِرَّةٌ مِّنْ عِلْمِ اِنَّا كُنْتُمْ صٰلِحِيْنَ (پہا ۷۷)
اے آؤ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علمی روایت اگر تم سچے ہو
اس میں خدا تعالیٰ نے دو چیزوں کو حجت اور دلیل قرار

دیا ہے۔ ایک کتاب اور دوسری اثارة علم (VESTIGE OF
KNOWLEDGE) ثابت ہوا کہ صرف کتاب ہی حجت نہیں
ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اثارة علم یعنی علمی روایت، پیغمبرؐ
کا قول بھی حجت ہے۔

نمازوں کی تعداد اور رکعات پر قولِ رسولؐ حجت ہے

رات دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں — ساڑھے تیر

سو سال اجماع امت پانچ نمازوں پر شاہد ہے۔ اسی طرح صبح کی نماز کے دو فرض، ظہر کے چار فرض، عصر کے چار فرض، مغرب کے تین فرض اور عشاء کے چار فرض ساری امت ساڑھے تیرہ سو سال سے پڑھتی چلی آ رہی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ بتائیں یہ نمازوں کی تعداد اور رکعات قرآن میں کہاں ہیں؟ کہیں نہیں ہیں۔ صرف حضرت نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ساری امت داخل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ **قَوْلُ مُحَمَّدٍ** (صلى الله عليه وسلم) جنت اور وحی ہے۔ جو شخص پانچ نمازوں اور تعداد رکعات کا انکار کرے۔ وہ مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ کواثر کا منکر اور ساڑھے تیرہ سو سال اجماع امت کا مخالف ہے۔ یہی چیز قرآن نے بیان کی ہے جو ہم پیچھے ہی بیان کر آئے ہیں۔

وَمَنْ بَشَّاقْتِ السُّؤْلِ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
 الْهُدَىٰ وَ يَدْبُحْ غَيْرَ مَسِيئٍ الْهُمُومِيْنَ قَوْلِي هَذَا
 تَوَكَّلْ وَ نَصَلِهِ مَا جَهَنَّمَ مَا وَسَامَتْ مَا صَبْرَانِ (پہلے
 اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے، پیچھے اس
 کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس سے ہدایت اور پیری
 کرے سواراد مومنوں کے، ستورہ کریں گے ہم اس کو
 جہنم ستورہ ہوا اور داخل کریں گے ہم اس کو
 جہنم میں اور بڑی بد سے پر ہائے ن)

اس آیت میں رسولؐ کی مخالفت اور اجماع صحابہؓ کے
 سوا راہ اختیار کرنے والے کے لئے دوزخ کی سزا کا حکم سنایا
 گیا ہے۔ متذکرۃ الصدق نمازوں کی تعداد اور رکعات پر صحابہؓ
 کا اجماع اور اس کے بعد ساری امت کا آج تک عمل
 چلا آ رہا ہے۔ پس اس اجماع صحابہؓ اور تیرہ سو سالہ
 امت کے عمل کے خلاف، راہ چلنے والا ٹیڑھی راہ پر گامزن
 ہے۔ تو ثابت یہ ہوا۔ کہ قرآن کے علاوہ حدیث رسولؐ بھی
 قرآن کی مانند امت پر حجت ہے، حجت اس لئے ہے۔ کہ
 اس کے انکار پر دوزخ کی سزا ہے۔ لَنْصَلِّيَنَّكُمْ ط
 اسی طرح دین کا وہ سارا حصہ جو احادیث سے ثابت
 ہے۔ جسے جزئیات یا تشریحات قرآن کہہ سکتے ہیں۔ اور جس
 پر صحابہؓ کا اجماع اور تیرہ سو سالہ ساری امت کا عمل ہے
 وہ دین ہے۔ حجت ہے۔ اطيعوا الرسول (نص) (DIVINE
 REVELATION) سے واجب العمل ہے۔

قرآن اور حدیث کی حفاظت

منکرین حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن محفوظ ہے۔ کہ اس کی
 حفاظت کا خدا نے ذمہ لیا ہے۔ اور حدیث محفوظ نہیں کیونکہ
 خدا نے حدیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا ہے۔
 ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا نے قرآن اور حدیث دونوں کی

حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **إِنَّا لَنَحْنُ فَذَلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ**۔ بے شک ہم نے ذکر اتارا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یاد رہے کہ قرآن بھی ذکر ہے اور رسول خدا کے ارشادات اور احادیث بھی ذکر ہیں۔ بلکہ خدا نے حضور کو ذکر بنا کر بھیجا ہے۔ پیچھے گزر چکا کہ اللہ نے اتارا ہے تمہاری طرف ذکر کہ رسول ہے پس قرآن اور رسول یعنی کلام اللہ اور کلام الرسول دونوں ذکر ہیں۔ تو خدا نے ذکر یعنی آیات و احادیث کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ پھر جس چیز کو محفوظ رکھنے کی خدا ذمہ واری لے وہ کس طرح غیر محفوظ ہو سکتی ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن اور احادیث دونوں محفوظ ہیں۔ اور سارے تیرہ سو سال سے تمام امت کے عمل میں ہیں!

منکرینِ حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن حضور نے لکھوایا۔ اور حدیث نہیں لکھوائی۔ اگر حدیث بھی جزو دین ہوتی۔ تو اس کو بھی لکھواتے!

کیا منکرینِ حدیث بتا سکتے ہیں۔ کہ خدا نے قرآن میں کہاں حکم دیا ہے۔ کہ لے پیغمبر! قرآن کو لکھواؤ؟ قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ پھر اگر حضور نے لکھنے کا حکم دیا۔ تو وہ حدیث ہوتی۔ تو قرآن کا لکھا جانا حدیث سے ثابت ہوا۔ اور حدیث بقول منکر حدیث جزو دین نہیں۔ یقینی

نہیں۔ تو جو چیز حدیث سے ثابت ہو، وہ حجت نہیں۔ یقینی نہیں۔ پھر قرآن کا لکھا جانا یقینی نہ ہوا۔ جب یقینی نہ ہوا۔ تو غیر محفوظ ہوا۔ ؟

جب قرآن سے یہ ثابت نہیں ہے، کہ حضورؐ نے قرآن لکھوایا۔ تو پھر منکرین حدیث قرآن کا حضورؐ کی زندگی میں لکھا جانا حدیث سے کیوں ثابت کرتے ہیں۔ جب کہ حدیث ان کے نزدیک غیر یقینی اور غیر محفوظ ہے؟ یہ نرالی منطق سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ غیر یقینی اور غیر محفوظ چیز سے ثابت شدہ چیز کس طرح یقینی مان لی جائے!

عطر ہو کتاب کا، نہایت نفیس، اس میں خوشبو اور مہک ہو۔ لیکن کہا جائے کہ کاغذی پھولوں کا عطر ہے۔ کون مانے گا اس بے عقلی کو؟ یہی حال پرویز صاحب کا ہے۔ کہ وہ حدیث کو مانے نہیں۔ اور قرآن کا محفوظ ہونا اور لکھا جانا حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ گویا قرآن مجید ایک عطر ہے، پر ہے کاغذی پھولوں کا۔

پھر ثابت کرو قرآن سے کہ قرآن کو حضورؐ نے اپنی زندگی میں لکھوایا؛ اور بتائیے کہ کس کے کہنے پر آپ نے قرآن کو الہامی مانا ہے؟ اگر آپ کہیں کہ حضورؐ کے کہنے پر ہم نے قرآن کو الہامی مانا۔ تو یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حضورؐ کا کہنا کہ حدیث ہے، اور حدیث آپ کے نزدیک حجت نہیں۔ یقینی نہیں۔ جب یقینی نہیں۔ تو قرآن کیسے الہامی ہوا؛ پھر قرآن

کا محفوظ ہونا، حضور کا خود لکھوانا، اور اس کا عنایتاً لکھنا ہونا۔ قرآن سے ثابت کریں۔ ورنہ اس قرآن سے دست بردار ہو جائیں۔ کیونکہ اس کا لکھوایا جانا، اس کا محفوظ ہونا، اس کا الہامی ہونا صرف حدیث سے ثابت ہے۔ اگر حدیث یقینی اور عبت ہے، تو قرآن کا نزول اور حفاظت بھی یقینی ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں!

اچھا قرآن سے ثبوت دیجئے۔ کہ
 (۱) قرآن میں سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی، وہ کون
 سی تھی؟

- (۲) سب سے آخری آیت کون سی تھی؟
- (۳) مکہ مکرمہ میں کتنے برس تک قرآن الہامی رہا اور کتنا اترتا؟
- (۴) مدینہ میں کب تک اور اس قدر اترتا؟
- (۵) ہجرت کب ہوئی؟
- (۶) غزوات بدر، احد، بنی نضیر، بنو کعب، حنین کب ہوئے؟
- (۷) حضور قرآن کس طرح لکھواتے تھے؟
- (۸) جس طرح قرآن نازل ہوا، اس ترتیب سے لکھواتا تھا یا
 یا مقدم مؤخر کیسے لکھواتا تھا؟
- (۹) اگر مقدم مؤخر کر کے لکھواتے تھے، تو کیوں؟ قرآن میں آج
 ایسا حکم ہے، کہ فلاں سورت، کی اس جگہ لکھوایا اور
 فلاں کو اس سورت کے بعد؟
- (۱۰) جس ذات اقدس پر قرآن اترتا ہے، ان کا نسب کیا ہے؟

(۱۱) قرآنی احکام پر حضورؐ نے کس طرح عمل کیا ؟

(۱۲) عہد رسالت کا لکھا ہوا قرآن دکھائیے؟ یعنی ثابت کیجئے کہ حضور مکمل تیس پارے لکھ کر امت کو دے گئے ہیں ؟

(۱۳) صحابہؓ نے قرآنی احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ پر کس طرح عمل کیا ؟

(۱۴) اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ سارے قرآن کی ایک سو چودہ سورتیں ہی ہیں۔ کم و بیش نہیں ؟

حضورؐ کی حیاتِ اقدس میں قرآن کی کتابت

بیشک قرآن حضورؐ کی زندگی میں جمع ہو چکا تھا۔ اور اور آپؐ موجودہ ترتیب کا قرآن امت کو دے گئے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں اس کے متعلق باب باندھا گیا ہے۔

لَمَّا يَتُوكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأِمَامِينَ

الدَّقِيقِينَ - پھر امام بخاری سند کیساتھ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَنِيفَةَ مَا تَرَكَ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّقِيقِينَ

(بخاری شریف) رسول اللہؐ سے اللہ علیہ وسلم نے مکمل

قرآن مجید دو چوبی دقتیوں کے درمیان (یعنی جلد)

چھوڑا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں :-

كَانُوا يَكْتُبُونَ الْمَصْحَفَ فِي الرِّقِّ وَيَجْعَلُونَ لَهُ

دَفْتِينَ مِنْ خَشَبٍ - (فتح الباری)

قرآن مجید چرمی اوراق میں لکھا ہوا تھا۔ اور دو

چوبی دفتیوں کے درمیان تھا۔ یعنی مجلد۔

صحیح مسلم میں ہے۔ قالت ام یعقوب نقد قرأت

ما بین لوحی المصحف۔ ام یعقوب نے کہا۔ کہ

میں نے قرآن مجید جو دو تختیوں کے درمیان تھا پڑھا:

(صحیح مسلم)

معلوم ہوا۔ کہ عہد رسالت میں حضور کی ہدایت کے مطابق

قرآن لکھا گیا تھا۔ اور حضور نے ملاحظہ فرمایا تھا۔ لوگ قرآن

لکھتے اور حضور کو دکھاتے اور گھروں میں اس کی تلاوت کرتے

تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةَ كَلِمَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبِي وَسْعَانَ

وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَابْنِ مَرْثَدَةَ قَالَتُ مَنْ الْوَزِيدُ

قَالَ أَحَدُ عَشْرَةٍ قَالَ النَّبِيُّ وَنَحْنُ وَرَثَتُهُ -

(صحیح بخاری)

حضرت انس سے روایت ہے۔ دو کہتے ہیں۔ کہ

چار انصاریوں نے یہ رسالت میں قرآن جمع کیا۔

تھا۔ حضرت ابی حضرت معاذؓ، حضرت زید بن ثابت

حضرت ابو زیدؓ، حضرت انسؓ سے پوچھا گیا۔ کہ وہ

ابوزیدؓ کون ہیں؟ آپ نے کہا کہ میرے چچا۔ پھر
حضرت انسؓ نے کہا کہ ان کا (یعنی میرے چچا کا)
جمع کیا ہوا قرآن ہمیں ورثہ میں ملا تھا۔

مسجد احمد اور نسائی شریف میں ہے۔ کہ حضرت عبداللہ
بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ میں نے عہد رسالت
میں قرآن جمع کیا تھا۔ اور ہر رات سارا قرآن پڑھتا
تھا۔ جب حضور انورؐ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔
عبداللہ! ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔ عبداللہ نے
عرض کیا حضور مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔
تو آپ نے فرمایا۔ پھر میں دن میں ختم کرو۔ عبداللہ
نے کہا۔ مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ ارشاد ہوا۔
پندرہ دن میں! پھر عرض کیا۔ اس سے زیادہ قوت
رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ دس دن میں ختم کیا کرو! عرض
کیا۔ حضور! اس سے زیادہ ہمت پاتا ہوں۔ ارشاد
فرمایا۔ بس سات راتوں میں ختم کرو۔

(مسجد احمد، نسائی شریف)

ثابت ہوا کہ موجودہ شکل اور ترتیب کا قرآن حضور کے
عہد میں جمع ہوا۔ لکھا گیا۔ اور لوگ گھروں میں پڑھتے تھے
اور آج ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا ہے۔

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ قرآن حضور کی زندگی میں لکھی
گیا ہے۔ لیکن حدیث نہیں لکھی گئی۔ اس لئے دین کی چیز

صرف قرآن ہی ہے۔ حدیث دین کی چیز نہیں۔ حجت نہیں! قرآن کرام غور کریں۔ کہ اوپر حدیثیں ہی بیان ہوئیں ہیں۔ جن سے قرآن کا حضورؐ کی زندگی میں صحیح ہونا اور لکھا جان ثابت ہوتا ہے۔ اگر حدیث غیر دینی چیز ہے۔ تو قرآن کا محفوظ ہونا کیسے ثابت ہوگا اب ہم یہ بھی ثابت کرتے ہیں۔ کہ حدیث بھی حضورؐ کی زندگی میں لکھی گئی ہے۔ ہاں حضورؐ نے خود بھی لکھوائی ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں قرآن کی کتابت کی احادیث ہیں۔ ان ہی کتابوں میں حدیث کی کتابت کی حدیثیں ہیں۔

حدیث لکھنے کی ممانعت وقتی طور پر تھی!

منکرین حدیث اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ حضورؐ نے حدیث لکھنے سے منع کر دیا تھا۔ پانچ وہ صحیح مسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

لا تكتبوا عنی ومن كتب عنی فلیس فیہ۔

میری طرف سے یہ نہ لکھو۔ اور جو نے قرآن سے

سوا کچھ لکھا ہو۔ تو وہ مشا رستہ۔

حضورؐ کا یہ فرمان کثرت نزول قرآن کے وقت تک تھا

اس کی وجہ تھی۔ کہ اس وقت لکھا جا رہا تھا۔ اور

منکرین حدیث جب حدیث لکھنے سے منع ہوئے۔ تو وہ اس سے

استدلال کیوں کرتے ہیں۔ اگر نبیؐ کی اس حدیث کو تسلیم کریں۔ تو امر کی

حدیث اکتبوا۔ حدیثیں لکھ لیا کرو۔ کو بھی لیں!

حدیثوں کا قرآن کے ساتھ مل جانے کا ڈر تھا۔ پھر جب قرآن جمع ہو گیا۔ تو حضور نے حدیثیں لکھنے کی اجازت دے دی اور خود بھی حدیثیں قلمبند کروائیں۔ گویا خود ہی ممانعت کو رفع کر دیا چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ **النہی مقدم والاذن ناسخ لہ۔** حدیث لکھنے کی ممانعت پہلے تھی۔ اور پھر لکھنے کا حکم دے دیا۔ جس سے ممانعت منسوخ ہو گئی۔ ایسے ہی منہاج شرح مسلم میں ہے۔ حدیث **النہی منسوخ۔** ممانعت کی حدیث منسوخ ہے۔ غرض شروع میں حضورؐ نے منع فرمایا۔ پھر اجازت دیدی۔ کہ حدیثیں لکھ لیا کرو۔ بلکہ خود لکھو ایٹیں!

مذکورہ حدیث جو صحیح مسلم میں ہے۔ **لَا تَكْتُبُوا عَنِّي**۔ کہ میری حدیث نہ

حدیث نبوی کی تفصیل

لکھو۔ یہ مختصر ہے۔ یعنی اس حدیث میں اجمال ہے۔ تفصیل اس کی مسند احمد میں ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم لوگ جو کچھ حضور انورؐ سے سنتے تھے۔ لکھ لیتے تھے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ **اكتبوا كتاب الله امحضوا كتاب الله او اخلصوا كتاب الله۔** یعنی قرآن مجید کو جدا لکھو۔ اس میں کسی چیز (یعنی حدیث) کی ملاوٹ نہ کرو۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ نے حدیث کو قرآن کے ساتھ خلط ملط کرنے سے منع کیا۔ علیحدہ کتابت سے نہیں روکا۔ پس جن لوگوں نے اس سے کتابت حدیث کی ممانعت سمجھی ہے۔ ان کو یہ غلط فہمی دور کر لینی چاہیے۔ کہ حضورؐ

نے جو منع فرمایا۔ تو اسی لئے، کہ حدیثِ آیت کے ساتھ شامل نہ ہو جائے۔ اور جو لوگ اس نہی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے اس لئے منع فرمایا۔ کہ حدیثِ جزو دین نہیں ہے یہ ان کی بکروی ہے۔ اور سینہ زدوری بھی!

پھر جب اس حدیث پر غور کریں۔ تو الفاظ ہی یہ بتا رہے ہیں۔ کہ حضورؐ نے صرف کتابتِ قرآن میں حدیثِ ملائے کی ممانعت فرمائی الفاظ حدیث یہ ہیں۔

لا تكتبوا عني ومن كتب عني غير القرآن فليمه۔

(بیچھ مسلم)

میری طرف سے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو۔ تو وہ مٹا دے۔

مطلب واضح ہے۔ کہ قرآن کی کتابت میں میری طرف سے یعنی میری حدیث مت لکھو۔ اور اگر کسی نے کتابتِ قرآن میں میری حدیث لکھ لی ہو۔ تو اسے مٹا دے۔ الفاظِ حدیث نے وضاحت کر دی۔ کہ قرآن کے ساتھ ملا کر حدیث لکھنے کی ممانعت ہے۔ علیحدہ حدیث لکھنے کی نہیں ہے۔

اور اگر علیحدہ حدیث لکھنے کی ممانعت سمجھی جائے۔ تو زیادہ سے زیادہ یہی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ قرآن کی کتابت اور ترتیب کے وقت تک ممانعت ہے۔ اس کے بعد ہرگز نہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانیؒ ارشاد الساری میں لکھتے ہیں۔

اجیباً بان الشی خاص بوقت نزول القرآن حثیة
التباسه بغيره والاذن فی غیر ذالک والاذن
ذاریح لانہی عند الامن من الالتباس

حدیث لکھنے کی ممانعت خاص نزول قرآن کے وقت
تک عقی۔ اور وہ بھی اس لئے کہ قرآن کے ساتھ
حدیث میں جانے کا ڈر تھا۔ التباس کے ڈر کے سوا
دیگر اوقات میں کتابت حدیث کا اذن عام تھا
اور حضور کا یہ اذن منسوخ کرنے والا ہے۔ ممانعت
کو جب التباس کا ڈر نہ ہو

پس پرویز صاحب وغیرہ کا یہ پراسپیکٹا محض باطل اور
بنی بر غویات ہے۔ کہ مطلقاً حدیث کا لکھنا منع تھا۔

عن رافع قال قلت یا
رسول اللہ انا نسجع منک

میری حدیثیں لکھ لیا کرو

اشیاء فنکتہما۔ قال اکتبوا ولا حرج۔

(مجمع الزوائد منتخب کنز العمال)

حضرت رافع بن خدیج روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے

حدیثیں سنتے ہیں۔ تو کیا لکھ لیا کریں؟ آپ نے

ارشاد فرمایا۔ لکھ لیا کرو۔ کوئی حرج نہیں۔

منکرین حدیث نے حضور کے ایک وقتی ارشاد لا تکتبوا

(حدیث مت لکھو) کو توپے باندھ رکھا ہے۔ اور آپ کے

حکم اُخْتَبُوا - میری حدیثیں لکھ لیا کرو - کو چھپاتے
ہیں - کیا یہ دیانت ہے؟

معلوم ہوا کہ ابتداء میں کتابتِ قرآن کے وقت آپ نے
ہنگامی طور پر حدیث کی کتابت سے منع کیا اور بعد ازاں
آپ نے حکم دیا اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جب
کسی شہر میں ریلوے سیفٹ وغیرہ کا زور ہو جاتا ہے تو محکمہ
حفاظتِ محنت کی طرف سے قانوناً امداد کیا جاتا ہے کہ لوگ
کپارا، بویا، دہی بھلے وغیرہ اشیاء ایک یا دو ماہ تک بند کی
جاتی ہیں۔ نہ کوئی بنائے نہ بیچے۔ پھر جب دباؤ کے ذرا گزر جاتا
ہیں تو خورد و نوش کی مذکورہ چیزیں کھول دی جاتی ہیں۔
اور لوگ کھلے بندوں بنانے، بیچنے اور کھانے تک جلتے ہیں۔
ظاہر ہے کہ یہ ممانعت وقتی طور پر ہوتی ہے۔ اور حدیثوں
کو لکھنے کی ممانعت بھی وقتی اور ہنگامی تھی۔ جب قرآنی
آیات کے ساتھ حدیثوں کے من جانے کا خوف جاتا رہا تو
پھر حدیثوں کا لکھنا، لکھانا، اور جمع کرنا عام ہو گیا۔ حضور
نے کتابتِ حدیث کی کھلی اجازت دے دی۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ حدیثیں لکھوائیں

بخاری شریف میں ایک مشہور واقعہ موجود ہے کہ کربلا
میں قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے بارہیت کا ایک آدمی قتل
کر دیا۔ جب حضور کو خبر ہوئی تو آپ نے اسے لکھوائی۔

اور اس میں قتل کی ممانعت کے بارے میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ سامعین میں سے ایک شخص ابو شاہؓ یمنی نے عرض کیا کہ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے۔ اس پر حضور انورؐ نے فرمایا:-

اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ - میری حدیث ابو شاہؓ کو لکھ دو۔ (بخاری شریف)

ثابت ہوا کہ حضورؐ نے اپنی حدیث آپ لکھوائی۔ حدیث لکھنے کا حکم دیا۔ منکرین حدیث کو ہنگامی نہیں لاکتے اور آگے کراہی امر اُكْتُبُوا - بھی دیکھنا چاہیے!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو چپیں لکھوائیں

کو ایک رسالہ لکھوایا۔ جس میں بہت سے احکام و مسائل تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عن عليؓ قال ما كتبتا عن النبي صلي الله عليه و سلم الا القرآن وما في هذه الصحيفة. یعنی حضرت علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیفہ (رسالہ) لکھوایا۔ (نوٹ) ثابت ہوا کہ حدیثیں حضورؐ نے آپ کتابت کرائیں۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ایک انصاری مرد کو حضورؐ نے فرمایا۔ میری حدیثیں لکھ لیا کرو؟

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حدیثیں لکھتے تھے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا

اے اللہ کے رسول! اکتب کل ما اسمع منك۔ میں آپ سے جو کچھ بھی سنوں، کیا لکھ لیا کروں؟ قال نعم۔ آپ نے فرمایا، ہاں (سب لکھ لیا کرو) میں نے کہا۔ فی الرضناء و الغضب، کیا خوشی اور غصے کی حالت میں جو کچھ آپ فرمائیں وہ بھی لکھ لیا کروں؟ قال نعم فانی لا اقول فی خالک کلمۃ الا حقاً۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! بیشک! کیونکہ ہر حال میں میرے منہ سے حق ہی نکلے گا۔ (جامع العلم)

غور فرمائیں۔ کہ حضورؐ نے اپنی حدیثیں لکھنے کے لئے کتنی عام اجازت دے رکھی تھی، اور یہاں تک فرمایا۔ کہ ہر حال میں میرے منہ سے حق ہی نکلتا ہے۔ اسلئے میری سب حدیثیں ہر وقت، ہر گھڑی، ہر حال میں تحریر کر لیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضورؐ کی اجازت عام سے صاحب مایطلق عن الہوی کی سب حدیثیں لکھ لیتے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس کافی ذخیرہ احادیث کا جمع ہو گیا۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے میں سب سے زیادہ حدیثوں کا بیان کرنے والا تھا۔ الاما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب۔ مگر عبداللہ بن عمرو! (یعنی عبداللہ بن عمرو) مجھ سے زیادہ حدیثیں جانتے تھے، کیونکہ وہ حضرت انورؓ کی حدیثوں کو

لکھ لیا کرتے تھے۔ اور میں (زبانی کر لیتا تھا) نہیں لکھتا تھا۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے زیادہ حدیثیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے سن کر آپ کے سامنے لکھی ہوئی تھیں۔ پھر منکرین حدیث کا یہ کہنا کتنا جھوٹ ہے کہ حضورؐ نے حدیثوں کا لکھنا بالکل بند کر رکھا تھا۔ حضورؐ نے کوئی حدیث نہیں لکھوائی۔ اور نہ کوئی لکھتا تھا۔

ابوداؤد میں یہی عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کنت اکتب کل شیء سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں ہر حدیث جو حضورؐ سے سنتا تھا، لکھ لیتا تھا۔ صحیح بخاری میں ان ہی عبداللہ بن عمروؓ کے متعلق ہے فانہ کان یکتب۔ عبداللہ بن عمروؓ حضورؐ کی حدیثیں لکھتے تھے۔

یہی عبداللہ بن عمروؓ بن عاصؓ کہتے ہیں۔
بینما نحن حول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکتب اذا سل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای المدینیین تفتح اولاً قسطنطنیۃ او رومیہ۔
(دارمی شریفی)

ہم لوگ حضورؐ کے آس پاس بیٹھ کر آپ کی حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ اور حضورؐ سے (بعض امور) دریافت بھی کرتے تھے۔ کہ یہ قسطنطنیہ

فتح ہو گا یا روم؟

تمام سیرت انال کو نوشتہ رسول پہنچا | فتح الباری اور سیرت
ابن ہشام میں ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی تمام
بن امان کو لکھوا بھیجا کہ وہ اپنے ملک (نجد)
سے اہل مکہ کو غلام بیچنا بند نہ کرے۔

(نوٹ، حضور کی وفات سے کتابت حدیث ثابت ہو رہی ہے)

شہر الطاح کی حد | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ
میں صلح کی شرطیں لکھوا کر سہیل بن عمرو

کو دیں۔ بخاری شریف میں ہے۔

اكتب هذا ما قضي عليه محمد رسول الله .

علیؑ ! میری صلح کی حدیث لکھ لو :

خون بہا کی حد | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود
کو ایک صحابی کے قتل پر خون بہا

ادا کرنے کے لئے تحریر بھیجی۔ کہ یا تو خون بہا ادا کرو۔

ورنہ جنگ کی تیاری کرو! (بخاری، سنن ابن ماجہ وغیرہ)

بادشاہوں کی طرف | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خسرو پرویز، شاہ ہند، قیصر روم

شاہ اید، شاہن تیر اور سب طاقتور۔ اور جابر

بادشاہوں کی طرف اپنی تحریریں بھیجی تھیں! ملاحظہ ہو

جمع مسلم، تاریخ خطیب، کتاب الخزانہ

قبیلہ ہبیینہ کو حد نبوی | سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ قبل قبیلہ ہبیینہ کے

لوگوں کو ایک حدیث کثبت کرا کر بھیجی جو یہ ہے۔
 قال عبد اللہ بن عکیم اتانا کتاب النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم ان لا تنفخوا من المیتة
 یعنی حضورؐ نے مراد سے نفع اٹھانے کی ممانعت فرمائی۔
 (ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی وغیرہ)

اہل جریش کے نام حد نبوی | صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے یمن کے شہر جریش

کے لوگوں کو یہ حدیث لکھوا کر بھیجوائی۔
 کتاب الی اهل جریش ینہاھم عن خلیط التمر
 والزبيب۔ یعنی کھجور اور کشمش کو اکٹھا ہبگونے
 سے منع کیا۔

اہل ہجر کے نام حد نبوی | نسائی شریف میں ہے کہ کتاب الی ہجر
 ان لا تخلطوا الزبيب والتمر جميعًا۔

حضور انورؐ نے اہل ہجر کو کشمش اور کھجور ایک ساتھ
 ہبگونے کی ممانعت فرمائی۔

معافے کے نام تعزیت کی حد نبوی | مدینہ منورہ میں حضرت معافہ
 جیل میں رہنے کا ارادہ کیا۔

حضرت معافہؓ یمن میں گئے۔
 فکتب ایہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعزیه علیہ

تو حضور انور نے معاذ کو تسلی کا خط بھیجا :

(طبرانی . تاریخ خلیب)

اہل یمن کے نام پر | رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کے لئے حضرت معاذؓ کو حدیث

لکھوا بھجوائی۔ جس میں متعدد احکام ہیں۔
کتب الی معاذ بالیمن ان یاخذ من کل حالہ و
حالمۃ دیناراً۔ وکتب فیما سفت السماء العشر،
وما سقی بالغراب فنصفہ۔ وکتب انما الصدقة
فی الحنطة و التمر و العشیر و الزبیب۔

حضور نے یمن میں معاذ کو لکھا، کہ ہر ذی باغ
مرد اور عورت سے ایک ایک دینار جزیہ لیں۔ جو
غلہ بارش سے پیدا ہو۔ اس میں سے عشر لیں۔ اور
جس کھیت کو ڈول سے سینچیں۔ اس میں سے
پیسواں حصہ لیں۔ اور چار چیزوں سے زکوٰۃ لیں
گیہوں، جو، کھجور اور کشمش۔

(مراسیل الیہود، تاریخ خلیب، کتاب الخراج وغیرہ)

عہدہ انور نے مجاہد صحابی کے لئے
لکھا دیا کہ اس کے بھائی کی

دیتا (سو اونٹ ہے) (الیہود)

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کی کتاب | فتح الباری میں ہے۔
حسن بن عمروؓ نے

کہ حضرت ابو ہریرہ کے روبرو ایک حدیث کا تذکرہ آیا۔
 فاخذ بیدی الی بیتہ فارانا کتباً کثیرۃ من
 حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال ہذا هو
 مکتوب عندی۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ میرا ہاتھ پکڑ کر
 مجھے اپنے گھر لے گئے۔ اور وہیں حضورؐ کی حدیثوں
 کی بہت سی کتابیں دکھائیں۔ اور کہا۔ یہ ہے وہ
 حدیث (جس کا تذکرہ ہوا تھا) جو ہو میرے پاس
 لکھی ہوئی۔

مقام غور ہے۔ کہ حضورؐ کی لکھوائی ہوئی حدیثوں کی کتابیں
 صحابیوں کے پاس موجود ہیں۔ حضورؐ حدیثیں لکھوا لکھوا کر باہر
 ملکوں میں بھیجتے ہیں۔ قبیلوں کی طرف مسائل اور احکام لکھواتے
 ہیں۔ پھر پرویز صاحب کہتے ہیں۔ حضورؐ نے کوئی حدیث نہیں
 لکھوائی۔ صحابہؓ حدیثیں نہیں لکھتے تھے۔ ایسا کہنا کتنی غلط
 بیانی اور مغالطہ ہے۔

حدیثیں لکھنے کا حکم | دارمی شریف ہیں ہے۔ کہ حضرت انورؓ
 نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ

کو فرمایا :-

اكتب فوالدی نفسی بیدہ ماخرج منه الاحق۔
 قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان
 ہے۔ میرے منہ میں حق ہی نکلتا ہے۔ اکتب (پھر)
 میری حدیثیں لکھو۔

مستدرک حاکم میں ہے۔ کہ
حضرت انس کے پاس حدیثوں کا دفتر

کہ ہم صحابی رسول حضرت انسؓ سے بکثرت مسائل پوچھتے
 اور حضرت انسؓ پھر (حدیثوں کا) ایک دفتر نکال لاتے اور
 کہتے۔

هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم
 فكتبها وشرحتها عليه - یہ وہ حدیثیں ہیں جو
 میں نے اپنے کانوں سے حضورؐ سے سنی ہیں۔ اور
 حضورؐ کی زندگی میں ان کو لکھا۔ اور پھر لکھ کر
 سرور دو جہان کے سامنے پیش کیا۔

بیرانی صغیر میں ہے کہ وائل
حضورؐ کے تین نوشتے لکھوائے

اپنے وطن حضورؐ کو چلے۔ تو حضورؐ نے ان کو تین نوشتے
 لکھوا کر دیے۔ حضرت وائل بن جریرؓ آپؐ کہتے ہیں :-
 امری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت
 تلاش شد۔ حضورؐ نے میرے لئے تین نوشتے لکھوائے
 مھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست
حضورؐ کے کتاب الصدقہ لکھوائی

امیروں کے لئے بہت سی احادیث کا ایک مجموعہ
 لکھوایا تھا۔ اس کا نام کتاب الصدقہ تھا۔ اسکے بعد

حضور الورد خدا سے جا ملے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس پر عمل کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کیا۔ اس کتاب کا سارا حال سنن ابوداؤد میں ہے۔ عن ابن عمر قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقة۔

قارئین کرام غور کرتے جائیں۔ کہ حضورؐ کی حیات اقدس میں حدیثوں کا کتنا چرچا تھا۔ حضورؐ خود بھی حدیثیں لکھواتے تھے۔ صحابہؓ بھی جو کلمات حضورؐ کی زبان وحی بیان سے نکلتے تھے۔ لکھتے رہتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو بتاتے اور لکھاتے تھے۔ لیکن پرویز صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کیا علاج، جو برابر کہے جاتے ہیں۔ کہ نہ حضورؐ نے حدیث لکھوائی۔ نہ صحابہؓ نے لکھی!

حدیثیں لکھو اب کوئی حرج نہیں

اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضورؐ نے حضرت رافعؓ کے پوچھنے پر فرمایا۔ اکتبوا ولا حرج۔ حدیثیں لکھو۔ اب کوئی حرج نہیں۔ ایک اور روایت مستدرک حاکم کی ملاحظہ ہو۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیدوا العلم قلت وما تقیداء؟ قال کتابتہا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ حدیث کو قید میں لاؤ۔ راوی حدیث (عبد اللہ بن عمروؓ) نے پوچھا۔ قید

میں لانے سے کیا مطلب؟ حضورؐ نے فرمایا۔ تحریر میں
 لانا صحیح مسلم میں ہے۔ کہ جابر بن سمزہ صحابی نے حدیث
 خلفائے قریش لکھ کر عامر بن سعد کو بھجوائی؟
 صحیح مسلم میں ہے۔ کہ حضرت رافع بن خدیجؓ نے
 مرقان سے کہا۔ کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ یہ حدیث
 میرے پاس ادیم خولانی (خولانی حرم) پر لکھی ہوئی
 موجود ہے۔ ان شخصیت اقتراکتا۔ اگر تم چاہو۔ تو
 لاکر تمہارے سامنے پڑھ دوں؟

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے
 جانے والی حدیث (کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یغزو بالنساء) حضرت ابن عباسؓ نے نجدہ حمیری
 کو لکھ کر بھیجی؟

دارمی اور مستدرک حاکم میں ہے۔ وعن انس انہ
 کان یقول لنبیہ قیدوا العلم بالکتاب۔ حضرت
 انسؓ اپنے فرزندوں کو فرماتے۔ بیٹو! علم حدیث کو
 قید تحریر میں لاؤ۔

دارمی میں ہے۔ کہ حضرت ابان حضرت انسؓ سے حدیث لکھتے تھے
 حضرت عبدات بن عمرو بن ماصؓ بکثرت حدیثیں لکھی کرتے
 تھے۔ ان کا ذکر آپؐ بھیجے پڑھ آئے ہیں۔ انہوں نے تمام احادیث
 کو جو حضورؐ کے پاس بیٹھ کر لکھی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ اکٹھا
 کر رکھا تھا۔ اور اس مجموعہ کو وہ صحیفہ ساداتہ کہتے تھے۔ اس

صحیفہ کے متعلق فرماتے ہیں ۔

ما یوغبنا فی الحیوة الا الصادقة وھی صحیفۃ
کتبتھا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

صحیفہ صادقہ میں سنے حضورؐ سے خود سن کر لکھا ہے
اب زندگی کی ٹٹنا صرف اس لئے ہے۔ کہ ان حدیثوں
سے استفادہ کروں : (دارمی . ابن سعد)

جامع ترمذی میں ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ
نے یہ صحیفہ صادقہ ابی راشد کو دکھلایا۔ اور کہا۔
ہذا ما کتبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔
یہ سارا دفتر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بچے لکھوایا تھا :

فتح الباری ۔ اور ابن عبد البر کی جامع بیان العلم میں
ہے۔ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس حدیث کی بہت سی
کتابیں تھیں۔ حضرت حسن بن عمروؓ بیان ہے۔ کہ
اذا ناکتبا کثیرۃ من حدیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ہمیں حدیث کی بہت
سی کتابیں دکھائیں : (کما مر)

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا۔ اس کو یاد کرنے
کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔ تو مجھ کو قریش نے
منع کیا۔ اور کہا۔ کہ تم جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سنتے ہو۔ لکھ لیتے ہو۔ جاننا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم آدمی ہیں۔ غصے اور خستگی زہر
 حالت میں کلام کرتے ہیں۔ تو میں نے اپنے آپ
 کو لکھنے سے روکا۔ اور وہ بات رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔ تو آپ نے اپنی انگلی
 سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ قسم ہے
 اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے
 اس سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔

(دارمی شریف)

عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے
 اہل مدینہ کو لکھ بھیجا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی حدیثوں کو دیکھو۔ اور ان کو (میرے پاس)
 لکھ بھیجو۔ کیونکہ میں دانا ہوں۔ کہ علم متا جلتے
 اور اہل علم جاتے رہیں۔ (دارمی شریف)

تمام بن عبداللہ بن النضرؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت
 انسؓ اپنے لڑکوں سے کہتے تھے۔ کہ سنو بچو! اس
 علم (حدیث) کو لکھ کر مفید کر لو! (دارمی شریف)

بشیر بن نسیکؓ کہتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ حضرت ابوہریرہؓ
 سے سنتا تھا۔ لکھ لیتا تھا۔ پھر جب میں نے ان
 سے کہا ہونا چاہا۔ تو اپنی کتاب ان کے پاس
 لے گیا۔ اور اس کو ان کے پاس پڑھ کر کہا۔ کہ یہ

میں نے آپ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں !

(دارمی شریف)

سعد بن جبیر کہتے ہیں۔ کہ میں عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور بیاض میں لکھتا تھا یہاں تک کہ بھر جاتی تھی۔“ (دارمی شریف)

جامع بیان العلم میں ہے۔ اخراج الی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود کتابا وحلف فی اسمہ خط ایبہ بیدۃ۔ معن کہتے ہیں۔ کہ عبد الرحمن نے مجھے ایک حدیث کی کتاب دکھائی۔ پھر قسم کھائی کہ یہ کتاب ان کے والد حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔“

شرح معانی الآثار میں ہے۔ کہ عبد اللہ بن محمد تابعی حضرت جابرؓ کے پاس جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھتے اور سنتے تھے۔“

تہذیب التہذیب میں ہے۔ کہ وہب بن منبہ تابعی نے حضرت جابرؓ کی (جمع کردہ) حدیثوں کا مجموعہ لکھ رکھا تھا۔“

تہذیب التہذیب میں ہے۔ کہ سلیمان بن سمرہ تابعی نے اپنے والد سمرہ بن جندبؓ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثوں کا ایک بڑا مجموعہ لکھا

پڑا تھا۔“

علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔ کہ زہری تابعیؒ نے خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے کہنے پر چار صد احادیث پر مشتمل ایک (مستند) کتاب لکھی تھی :

علامہ ابن عبدالبرؒ جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں۔ کہ ابو بردہ تابعیؒ نے اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعریؒ سے بکثرت حدیثیں لکھی تھیں :

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں حضورؐ کی حدیثوں کے لکھنے اور جمع کرنے کا خاص اہتمام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کتاب الصدقہ اپنے ماتحت عمال کیلئے لکھوائی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ کتاب الصدقہ عبداللہ بن عمرؒ کے بیٹوں سے نقل کروائی اور اس کے علاوہ تمام بلدیات کے علماء اور خاص خاص اصحاب الحدیث کو حکم بھیجا۔ کہ وہ پوری احتیاط اور توجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو جمع کریں۔ اور قید کتابت میں لائیں :

(ملاحظہ ہو فتح الباری، و جامع بیان العلم)

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ دوت الحدیث ابن شہاب الزہریؒ بامر عمر بن عبدالعزیزؒ تم کثر التدوین والتصنیف۔

امام زہریؒ نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے
حدیثوں کی جمع اور تدوین فرمائی۔ بعد ازاں کتب
حدیث کی تدوین و تصنیف کی کثرت ہو گئی۔

حدیثوں کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا

منکرین حدیث لوگوں کو احادیث سے بدظن اور متنفر
کرنے کے لئے یہ جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ کہ حدیثوں کا ذکر
چھوڑیے۔ یہ تو تین سو سال بعد لکھی گئیں۔ ان کے صحیح
ہونے کا کیا اعتبار ہے۔ دین صرف قرآن ہی ہے۔ صرف
اسے ہی ماننا چاہیے۔

قارئین کرام اوپر احادیث کے متعلق تفصیل سے پڑھ چکے
ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود احادیث لکھوائیں
صحابہ بڑی توجہ سے احادیث لکھتے رہے۔ تابعین اور تبع
تابعین نے بھی حدیثیں لکھیں۔ حضرت ابو شاہؓ، حضرت
حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بن عاصؓ
حضرت ثمامہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ضحاکؓ، حضرت
وائل بن حجرؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبد اللہ ابی ادنیؓ
حضرت ابوبکرؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابر بن سمرہؓ
حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابورافعؓ، حضرت انسؓ، حضرت
ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضرت عمرؓ وغیرہم۔ یہ صحابہ جو بکثرت حضورؐ کی حدیثیں

لکھتے، دوسروں کو لکھواتے اور آگے پہنچاتے تھے۔ تیسری صدی
 میں ہوئے ہیں؟ پھر جو کہا جاتا ہے، کہ حدیثیں تو تیسری
 وقتی صدی میں جمع ہوئیں۔ کتنی غلط اور دھوکا دینے والی
 بات ہے۔ حضرت نافع، حضرت عمر بن عبداللہ بن ارتضیٰ،
 حضرت عبداللہ بن عتیہ، حضرت عبداللہ بن محمد، حضرت انس
 بن منیہ، حضرت سلیمان بن قیس، حضرت امام شعبی، حضرت
 سلیمان بن عمرو، حضرت عروہ، حضرت طاؤس، حضرت امام
 زہری، حضرت ابو بروه، حضرت سعید بن جبیر، حضرت عمر بن
 عبدالعزیز، حضرت عنترہ، حضرت بشیر بن ہبیک، حضرت ہمام
 بن منیہ۔ یہ سب تابعین جو صحابہؓ کے شاگرد تھے۔ اور
 انہوں نے صحابہؓ سے حدیثیں لکھیں۔ اور آگے اپنے شاگردوں
 تبع تابعینوں کو لکھوائیں۔ کیا یہ پاک باز لوگ تیسری یا چوتھی
 صدی میں ہوئے ہیں؟ انکارِ حدیث کے بغض میں۔ ان
 حقائق کو ہرگز نہیں جھٹلانا چاہیے۔ ثابت ہوا۔ کہ یہ بات غلط
 اور بالکل جھوٹ ہے۔ کہ حدیثیں صحابہؓ، تابعین، اور تبع
 تابعین نے نہیں لکھیں۔ اور نہ جمع کیں۔ بلکہ صدیوں بعد یہ
 کام ہوا۔ حق بات یہی ہے۔ کہ حدیثیں لکھنے لکھانے، پڑھنے
 پڑھانے اور آگے پھیلانے کا کام صحابہؓ کی زندگی میں ہی شروع
 ہو گیا تھا۔ اور آگے دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ اسماء
 الرحماں اور اسناد کے اصولوں کے مطابق پوری پہچان میں
 اور کمال تحقیق کے ساتھ اس علم کی جمع اور تدوین آخری

مرحلہ پر پہنچ گئی۔ جو آج تک قرآن کی مانند دستور موجود اور
عمل میں ہیں !

یاد رکھیں۔ کہ حدیث کی جن کتابوں سے قرآن کا حلقہ
کی زندگی میں جمع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان ہی کتابوں میں
یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حدیثیں صحابہؓ لکھتے۔ جمع کرتے اور شاگردوں
کو لکھاتے تھے۔ پھر قرآن کا جمع ہونا بسند حدیث مان لینا
اور حدیثوں کا لکھا جانا بسند حدیث نہ ماننا کہاں کا انصاف
کنوئیں میں سے ایک ڈول پانی کا نکال کر پینا اور استعمال کر
لینا۔ اور اسی کنوئیں کے دوسرے ڈول کے پانی کو مشکوک کہہ
بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے !

حدیثوں کی جمع اور تدوین

حدیثوں کی جمع اور تدوین کے تین دور ہیں۔ پہلا دو
تالیف تک کا ہے۔ دوسرا ۱۰۰ھ تک اور تیسرا دور تیسری
صدی کا مور ہے۔ پہلے دور کی تمام احادیث کو نہایت ہی
راستباز، بلند کردار اور پرہیزگار ہستیوں (راویوں) کی شہادت
سے دوسرے دور کی کتابوں میں مدغم کر لیا گیا۔ اور دوسرے
دور کے ذخیرے کو کڑی جانچ پڑتال سے ایک ایک گو
حدیث (راوی) کی زندگی بھٹوک بجا کر باں کی کھال اتار کر
— دوپہر کے سورج کی مانند واضح اور تاباں صورت میں
تیسرے دور کی کتابوں میں سمو دیا گیا۔ پھر یہ کتابیں

کے ہر گوشے میں پہنچیں۔ محدثین خود اپنی اپنی جامع کو لے کر دنیا کے سب علمی مراکز میں گئے۔ اور وہاں کے تمام علماء اور فضلاء کو جمع کر کے اپنی اپنی جامع سنائی۔ اور کہا۔ کہ اگر کوئی شک ہو، نطقی ہو، اعتراض ہو، تو پیش کریں۔ علم و فضل کے آفتابوں اور ماہتابوں نے جامعوں کی صحت کے نور سے کسب ضیا کیا۔ پھر ہر صدی کے ائمہ حدیث اور فقہاء کرام ان کتابوں کی صحت اور بیستی پر مہر تصدیق ثبت فرماتے رہے۔ اور تیرہ سو سال سے آج تک ساری دنیائے اسلام میں علم حدیث قرآن کی مانند پڑھا پڑھایا جاتا رہا ہے۔ اور قرآن کی مانند اسے وحی، حجت، دلیل اور واجب العمل مانا جاتا ہے۔ قرآن کی ابدی تبیین، تشریح اور دائمی نطق تسلیم کیا جاتا ہے۔

حدیث کی اقسام

۱۔ اعتبار نسبت الی الرسول کے حدیث کی تین قسمیں ہیں۔ قولی، فعلی، تقریری۔

جب گواہ (راوی) اس طرح بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو یہ قولی حدیث کہلائیگی۔

جب یوں ذکر کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا۔ یہ فعلی حدیث ہوگی۔

اگر حضورؐ کے روہو کوئی کام ہوا۔ اور آپ اس کام

کو بیکہ کر خاموش رہے ہوں۔ تو یہ تقریری حدیث ہوگی۔
 اور سلسلہ اسناد کی رو سے حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ متواتر
 خبر واحد۔

متواتر وہ حدیث ہوتی ہے۔ کہ جس کے راوی اس قدر
 ہوں۔ کہ عقل کے نزدیک ان سب کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا ممکن
 نہ ہو۔ پھر اس حدیث پر مسلسل ہر زمانے میں عام طور پر
 مسلمان عمل کرتے رہے ہوں۔ اسے تواتر عملی کہتے ہیں۔ جسے
 بالعموم راوی بیان کرتے آئے ہوں۔ اسے تواتر قوی کہا جاتا ہے۔
 یہ متواتر حدیث یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ اس میں شک کرنا
 یا اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

خبر واحد اس حدیث کو کہتے ہیں۔ کہ اس کے راوی
 اس قدر نہ ہوں۔ کہ جو تواتر کی حد تک پہنچیں۔ خبر واحد میں
 راوی ایک یا دو حد تین ہوتے ہیں۔ تین سے زیادہ نہیں
 ہوتے۔

اگر ایک راوی حدیث کو بیان کرے۔ تو وہ حدیث غریب
 کہلاتی ہے۔ اگر دو راوی ہوں۔ تو وہ حدیث عزیز ہے۔ اور
 تین یا تین سے زیادہ راوی ہوں۔ تو اس کو مشہور
 بولتے ہیں !

خبر واحد کی یہ تینوں قسمیں عمل کرنے کے لائق ہیں۔
 حجت ہیں۔ محدثین خبر واحد پر برابر عمل کرتے آئے ہیں۔
 اسی طرح یہ اعتبار قبولیت کے اور یہ اعتبار قطع و

جرحِ راوی کے اور بہ اعتبارِ منسوب الیہ کے حدیث کی اور کئی
 قسمیں ہیں۔ جن کی تفصیل کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ یہاں
 اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ محدثین نے اسناد کو حدیث کے
 لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اور اسناد کے درجے مقرر کئے ہیں۔
 ان درجوں کے لحاظ سے حدیث کا تنوع قائم کیا ہے تاکہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کا کوفہ فعل یا قول یا تقریر جو درجہ صحت
 کو پہنچے۔ خارج از عمل نہ رہے۔ سید ولدِ آدم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی باتیں تا یومِ قیامت زندہ رہیں!

خبر واحد حجت اور موجب عمل ہے

مکرمین حدیثِ خبر واحد کو حجت اور موجب عمل نہیں جانتے
 ان کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ اگر خبر واحد موجب عمل نہ ہو۔ تو
 نظامِ عالم بگڑ جائے۔ اور ورہم برہم ہو جائے۔ یہ خبر واحد
 پر عمل ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ نظامِ عالم درست اور قائم ہے۔
 دنیا میں انسان مل جل کر رہتا ہے۔ ہر شخص کو تمدنی
 اور معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کی احتیاج ہے۔ علاج
 معالجے کے لئے لوگ اطباء اور ڈاکٹروں کے محتاج ہیں۔ ڈاکٹر
 اور طبیب درزی اور جھام تک کے محتاج ہیں۔ درزی اور جھام
 معمار اور بخار کی ضرورت رکھتے ہیں۔ بادشاہوں تک وزیروں
 مشیروں، ٹیکیموں، نوکروں، خادموں، اور دست کاروں کے
 دست نگر ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں۔ جسے دوسرے

انسان کے تعاون کی حاجت نہ ہو۔ چنانچہ خدا نے اسی معاشرت کے اصول کے پیش نظر فرمایا۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ۔ نیکی اور پھینزگاری میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔ پس اس دنیا کی تمدنی اور معاشرتی زندگی میں لازم ہے۔ کہ ایک انسان دوسرے انسان پر اپنی ضرورتوں، حاجتوں، خواہشوں، امیدوں، التجاؤں، اور مطالبوں کو ظاہر کرے۔ اور یہ اظہار کا حق، حکایت، بیان اور خبر کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ پس انسان کی حیات کا دار و مدار خبر پر ہوا۔

خبر کی دو قسمیں | خبر کی دو قسمیں ہیں۔ خبر متواتر، خبر واحد،

مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ، بیت المقدس، بن دیکھے اپنی شہرت کے سبب یقیناً مسلم ہیں۔ پاکستان کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح تھے۔ قائد اعظم کی شخصیت ہر کوئی بلاشبہ مانتا ہے۔

خبر واحد غیر متواتر خبر کو کہتے ہیں۔ یعنی جو خبر متواتر نہ ہو۔ وہ خبر واحد ہے، انسانی معاشرے کا دار و مدار دونوں قسم کی خبروں پر ہے۔ خبر متواتر پر بھی۔ اور خبر واحد پر بھی۔ پھر یہ ناممکن ہے۔ کہ ہر کام خبر متواتر پر ہی انجام دیا جائے۔ کیونکہ خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں۔ کہ ایک اتنی بڑی جماعت خبر دے۔ کہ جس کا جھوٹا پر اتفاق کرنا از روئے عقل محال ہو۔ اور اس واقعہ کو دوسروں کے سامنے وہ پوری جماعت نقل کرے۔ ظاہر ہے کہ انسانی زندگی میں روزمرہ پیش آنے

والے صدقہ امور، اور زمانے کا نظم و نسق خبر متواتر کی شرط پر نہیں چل سکتا۔ ہر امر کے لئے خبر متواتر کا ہونا تو سے فیصد حال ہے۔ تو لامحالہ انسانوں کے لئے خبر واحد ہی موجب عمل ہو سکتی ہے۔ اگر خبر واحد کو موجب عمل قرار نہ دیا جائے۔ تو نظم و نسق عالم بگڑ جائے۔ کیونکہ عمل کا بارو مدار خبر پر ہے۔ اور خبر متواتر کا تحقق قریب بہ محال ہے۔ لہذا بقائے اعمال کے لئے خبر واحد ہی ذریعہ ٹھہرے گی۔

خبر واحد بروئے قرآن موجب عمل ہے

حضرت موسیٰ نے خبر واحد پر عمل کیا | قرآن مجید میں ہے۔ کہ حضرت ایک قتل خطا ہو گیا۔ مقتول فرعون کی قوم سے تھا۔ فرعون کے درباریوں نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ کیا۔ اس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔

وَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدْيَنَةِ يَسْعَىٰ رُضًا
يَهُوسَىٰ إِنَّ الْعِلْمَ بِنَاءِ نَهْرٍ فَمَنْ بِكَ لِيُقْتَلُوكَ
فَاخْرُجْ إِنِّي لَمِنَ الصَّابِرِينَ ۝ (پہا ع ۵)

اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا اے موسیٰ! تھقتی اور ڈرتی ہے، درباری، تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔ پس تو نکل لے جا۔ یہاں سے، میں تیرا خیر خواہ ہوں۔

اگے خدا فرماتا ہے۔ فَخَرَجَ مِنْهَا۔ پس نکلا موسیٰ علیہ
السلام اس شہر سے؟

قارئین کرام غور فرمائیے۔ کہ اگر خبر واحد موجب عمل نہ ہوتی
تو موسیٰ علیہ السلام اس خبر کی بنا پر شہر سے نہ نکلتے۔ اور پھر
فرعون کے دباری انہیں گرفتار کر لیتے۔ اور حضرت موسیٰ کا
اگلا پروگرام نبوت کس طرح پورا ہوتا؟ ثابت ہوا۔ کہ خبر واحد
موجب عمل ہے۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ
يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ

خبر واحد کی حجیت

دیکھا ۱

اور آیا ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا۔
کہا اس نے۔ اے میری قوم! پیروی کرو رسولوں کی؟
یہ شخص توحید و رسالت کا قائل مرد موقد تھا۔ اس نے
اپنی قوم کو توحید و رسالت کی دعوت دی۔ قوم نے اس کو
قتل کر دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ — کہا گیا
داخل ہو جا بہشت میں؟ اس کے قتل کے بعد قوم پر عذاب
آیا۔ اور وہ مٹا دی گئی۔ تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ خبر واحد قابل
عمل ہے۔ اسی طرح ہر راوی حدیث کی خبر (حدیث) حجیت ہے۔
اور قابل عمل ہے۔ اسکا انکار اور ترک۔ موجب عذاب ہے۔
ایک لڑکی کی خبر پر مؤسسے نے عمل کیا | حضرت موسیٰ علیہ
السلام مصر سے چلے

کر مدین پہنچے۔ وہاں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ اتنے میں ایک لڑکی (حضرت شعیب کی بیٹی) آئی اور اس نے کہا۔

إِنَّ ابْنِي يَدْهُوكَ - (پتہ ۶) میرا باپ تجھے بلاتا ہے؛
فَلَمَّا جَاءَنَا دَقَقْنَا عَلَيْهِ الْقِصَصَ - پھر جب آیا
موسیٰ اس (شعیب) کے پاس اور بیان کیا ان
پر قصہ؛

غور کریں، کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خبر واحد پر چلے گئے۔ تو ثابت ہوا، کہ خبر واحد موجب عمل ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب کے پاس پہنچے

اور سارا قصہ بیان کیا۔ جو مصر میں گزرا تھا۔ اور جس کے سبب ان کو مصر چھوڑنا پڑا۔ حضرت شعیب نے خبر واحد سن کر کہا۔
لَا تَخَفْ بَعْدَ هَذِهِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ - موسیٰ! ڈرنے۔ تو نے
ظالموں سے نجات پائی ہے؛

دیکھیے؛ حضرت شعیب نے صرف موسیٰ کی بات سن کر واقعہ کی تصدیق کی۔ ثابت ہوا۔ خبر واحد موجب عمل ہے۔ پیغمبر نے خبر واحد کو مان لیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ جَاءَكُمْ
فَاسِقٌ كِذَّابٌ يَأْتِيكُم بِبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْغَيْبِ - (پتہ ۶)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق نہرے

کر آئے۔ تو تحقیق کر لو۔

ثابت ہوا۔ کہ فاسق کی خبر قابلِ تحقیق ہے۔ قابلِ رد نہیں
اس سے بھی خبر واحد کا موجب عمل ہونا ثابت ہوا۔ اور یہ
بھی روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا۔ کہ یہ مقابلہ فاسق کے
عادِل اور صادق کی خبر واحد ہزار بار قابلِ عمل ہے۔
راویانِ حدیث یعنی صحابہ وغیرہم اتنے بڑے عادِل اور صادق
تھے۔ کہ امت میں کوئی ان کا جواب نہیں ہے پھر بھی ان
راویوں پر کڑی تنقید کر کے حدیثوں کو قبول کیا ہوا ہے۔
کسی کی برائی اور غیبت کرنا بڑا گناہ ہے۔ لیکن راویانِ حدیث
کی غیبت کرنا کارِ ثواب تھا۔ تاکہ ان کی زندگی منظرِ عام پر
آجائے۔ اور پھر عادِل و صادق کی روایت لی جائے۔ اور کاذب
و فاسق راوی کی روایت سے بچا جائے۔ مولانا حالی نے یہی
چیز بیان فرمائی ہے۔

گردہ ایک جو یا تھا علیم نبی کا ؛ لگایا پتہ جس نے ہر مفرسی کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا ؛ کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں
کیا فاش راوی میں جو عیب پایا ؛ مناقب کو چھپاتا مثالب کو بتایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا ؛ ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا
طسم و رع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا ، نہ صوفی کو چھوڑا

پس خبر واحد کا قابل عمل ہونا قرآن سے ثابت ہوا۔

ایک مومن کی خبر واحد
 وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يٰلَهُمْ
 اتَّبِعُونِ اهْدِيكُمْ سَبِيلَ

الرَّشَادِ (پہلے ۱۰)

اور کہا ایک شخص نے کہ ایمان لایا تھا۔ اے میری

قوم پیروی کرو میری دکھاؤں میں تم کو راہ سیدھی

یہ اکیلا مرد مومن خبر دیتا ہے۔ کہ اے میری قوم پیروی

کرو میری۔ تم ہدایت پاؤ گے۔ اگر خبر واحد قابل عمل نہ ہوتی۔

تو راہ راست کس طرح دکھا سکتی۔ یاد رہے۔ کہ صحابہ بھی

اول درجہ کے مرد مومن تھے۔ مومند تھے۔ عادل و صادق تھے۔

خدا سے ڈرنے والے تھے۔ ان کی خبریں درحقیقت کرہ حدیثیں

قابل عمل اور حجت ہیں۔ جب قرآن سے ایک مرد مومن کی

خبر قابل عمل اور حجت ثابت ہوتی ہے۔ تو صحابی رسول کی

خبر واحد کیوں نہ قابل عمل اور حجت ہو۔

خبر واحد کی حجیت قرآن مجید سے

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيُنْفِرُوا كَآفَّةً ۚ فَلَوْ أَن نُّفِرَ

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي

الدِّينِ وَ لِيُنذِرُوا قَوْمَهُ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يُحْذَرُونَ (پہلے ۵)

اور ایسا مناسب نہیں کہ مسلمان سب کے سب اپنے

گھروں سے، نکل کھڑے ہوں۔ (مخصیص علم کیلئے)
 ایسا کیوں نہ کیا۔ کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ میں
 سے ایک ایک طائفہ نکلتا۔ کہ دین کی سمجھ پیدا
 کرتا۔ اور جب (دین سیکھ کر) اپنی قوم میں واپس
 جاتا۔ تو ان کو (خدا کی نافرمانی سے) ڈراتا۔ تاکہ
 وہ لوگ (بھی بڑے کاموں سے) بچیں۔

ارشاد خداوندی کا مطلب یہ ہے۔ کہ سب ہی مسلمانوں
 یعنی کثیر جماعت پر ضروری نہیں۔ کہ وہ کام کاج ترک کر کے
 مدینے میں آکر دین سیکھنے لگ جائیں۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ
 ان کی ہر جماعت سے ایک طائفہ دین سیکھنے کے لئے آئے
 اور دین سیکھ کر واپس قوم میں جا کر تبلیغ کرے۔
 یہاں لفظ 'فرقہ' پر غور کریں۔ فرقہ کم از کم تین
 آدمیوں پر اطلاق پاتا ہے۔ فرمایا ہر فرقہ یعنی ہر تین آدمیوں
 میں سے ایک طائفہ مخصیص علم کے لئے نکلتا۔ ظاہر ہے۔ کہ
 تین میں سے ایک نکلے گا۔ یا دو نکلیں گے۔ جو دین سیکھ
 کر واپس آکر قوم کو ڈرائیں گے۔

تو ثابت ہوا۔ کہ اگر ایک یا دو آدمی (عادل، صادق،
 متقی) خبر رسول لائیں۔ تو اس کا سننا، ماننا اور اس پر
 عمل کرنا واجب ہے۔

خبر واحد کا حجت اور موجب عمل ہونا نص سے
 ثابت ہوا۔ !

صحابہ نے خبر واحد کو حجت مانا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ میں یہ اختلاف پیدا ہوا کہ خلیفہ مہاجرین سے ہو یا انصار سے؟ مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم سے ہونا چاہیے۔ اور انصار اپنے گروہ سے خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ جب اختلاف پڑھ گیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا دی۔ الا ائمة من القریش۔ خلیفہ قریش سے ہونا چاہیے! اختلاف ختم ہو گیا۔ اور انصار، مہاجرین سے خلیفہ بنانے پر ہزار جان سے راضی ہو گئے۔ یہ خبر واحد ہی تھی۔ جو صحابہ پر حجت ثابت ہوئی۔ گویا صحابہ نے خبر واحد کو حجت شرعی مان لیا۔

اسی طرح جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث عن معاشوالانبیاء لا نورث دلائل نوراث بیان کی۔ کہ انبیاء کی جماعت نہ وارث ہوتی ہے۔ اور نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے! سب صحابہ نے اس خبر واحد کے لگے سر تسلیم خم کر دیا۔ گویا خبر واحد کو حجت مان لیا۔

خبر واحد پر روزہ افطار کرا دیا

پچھلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ خبر واحد حدیث کے نزدیک کبھی ایک کبھی دو، اور کبھی تین روایوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ میں لوگوں نے اختلاف

کیا۔ اس پر دو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شہادت دی۔ کہ بخدا ہم نے کل شام چاند دیکھا ہے۔ حضور نے لوگوں کو اظہارِ حکم دیدیا (ابو داؤد) ثابت ہوا۔ کہ خبر واحد موجب عمل ہے۔

خبر واحد لاکھوں روپیہ کی تحریر پر حجت ہے!

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جب تم آپس میں معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو۔ اور وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَائِكُمْ۔ اور اپنے مردوں میں سے دو آدمی شاہد بنا لو!

اب اگر لاکھ روپیہ کی تحریر ہو۔ اور اس پر جھگڑا پڑ جائے اور معاملہ عدالت تک جا پہنچے۔ تو دو گواہوں کی شہادت (خبر واحد) پر ڈگری مدعی کو مل جائیگی۔

خبر واحد کو سارا جہان مانتا ہے

سعودی عرب سے بیٹے کا باپ کو خط آئے۔ کہ اس کو خدا نے لڑکا عطا کیا ہے۔ اس خبر واحد پر سائے خاندان میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور پتائے تقسیم ہونے لگتے ہیں معلوم ہوا۔ خبر واحد موجب عمل ہے۔

لندن سے تار آئے۔ کہ ہوائی جہاز کا فلاں پائلٹ گر کر ہلاک ہو گیا ہے۔ تو سارے قبیلے کے گھروں میں اس خبر

واحد پر صفت قائم بچھ جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ خبر واحد موجب عمل ہے۔

روئے زمین کی تمام عدالتوں میں صدیوں سے لے کر آج کے دن تک تمام دعویٰ - استغاثے، اور ہر قسم کے جھگڑے خبر واحد پر ہی چکائے جاتے اور فیصلے کئے جاتے ہیں۔ خبر متواتر پر نہیں!

سایا جہان اور ہر منکر حدیث صرف خبر واحد کی بنا پر ایک شخص کو اپنا باپ مان لیتا ہے۔ اور زندگی بھر اس ولدیت کو یاد رکھتا اور لکھتا ہے۔ ثابت ہوا کہ خبر واحد موجب عمل ہے۔

پھر ساری امت سے بزرگ، نیک، عادل اور متقی صحابہ کی خبر واحد (حدیث) کیونکر موجب عمل اور حجت نہ ہو؟

حدیث کے ظنی ہونے کا مطلب

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث چونکہ ظنی ہے۔ یقینی نہیں۔ اس لئے واجب العمل اور حجت نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ ظن کے معنی نہیں جانتے وہ اس دھوکا میں آ سکتے ہیں کہ واقعی ظنی چیز موجب عمل نہیں ہو سکتی۔ شراب کا لفظ عام ہے۔ ہر کوئی شراب کو برا جانتا ہے۔ اور شرابی پر نفرین جیتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ شراب میں بیٹھا

ہے۔ تو کوئی نہ مانے گا۔ بلکہ حیران ہوگا۔ کہ کیا کہا گیا ہے۔ یہ
تعجب اور حیرانگی صرف اس لئے ہے۔ کہ شراب کے معنی معلوم
نہیں۔ صرف ایک ہی معنی مشہور ہو گئے ہیں۔ کہ ٹھیکے پر جو
شراب بکتی ہے۔ جو شرعاً حرام ہے۔ بس وہی شراب ہے۔ گویا
خمر شراب کے نام سے زبان زد عام ہے۔ حالانکہ خمر حرام ہے
شراب (ہر پینے کی چیز) حرام نہیں۔

شراب شرب سے ہے۔ اور شرب کے معنی پینا ہے۔ اور
شراب ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں۔ دودھ، چائے، لسی، شہد
ہر قسم کا مشروب - غرض ہر وہ چیز جو پیتے ہیں۔ شراب کہلاتی
ہے۔ قرآن میں شہد کے متعلق ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ
شِفَاءٌ لِلنَّاسِ - (سورہ نحل)

شہد کی مکھی کے پیٹوں سے شراب (پینے کی چیز)
نکلتی ہے۔ کہ مختلف ہیں رنگ اس کے، اس
میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔

یہاں شہد کو شراب کہا گیا ہے۔ یعنی پینے کی چیز، اور
جو حرام ہے۔ اس کو خمر (WINE) کہتے ہیں۔

شراب کے عام معنوں کی طرح ظن لہ کے عام معنی بھی

لہ ظن اصل میں ذہن کی مختلف حالتوں کا نام ہے۔ اور ذہن کی وہ
حالتیں تخیلیں، جزم، جہل مرکب، شک، وہم اور یقین ہیں۔ اپنے اپنے
عمل پر یہ سب معنی لئے جاتے ہیں۔

اچھے نہیں لے جاتے۔ حالانکہ ظن کے اچھے معنی بھی ہیں۔ منکرینِ حدیث نے ظن کے بُرے معنوں میں حدیث کو ظنی کہہ کر مسلمانوں کو اس سے بدظن کیا ہے۔ دیکھئے لغت میں اس کے کئی معنی لکھے ہوئے ہیں۔

ظَنَّ يَظُنُّ ظَنًّا - فرض کرنا، جاننا، شبہ کرنا، ظنُّ - خیال قیاس، گمان، امکان غالب۔ ظِنَّةٌ - بدگمانی، شبہ، مظنونات، غالب گمان والے مسائل۔ وہ مسائل جن پر یقین کے قریب بھروسہ ہے۔ (معجم العربیہ)

ظَنَّ - جاننا، یقین جاننا، گمان، خیال، قیاس، شبہ،

وہم، وغیرہ (المعجم)

قرآن مجید میں ظن کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں۔

ظَنَّ يَقِينُ كَمَعْنَى اِيْس | **قَاَنَا ظَنَّنَا اَنَّ لَوْدُ نَعَجِدَ**

اللَّهُ فِي الْأَرْضِ وَ لَوْدُ

نَعَجِدُهُ هَرَبَاہ (پہاچ) اور ہم نے یقین جان

لیا۔ کہ ہم نہ تو زمین میں (رہ کر) خدا کو برا

سکتے ہیں۔ اور نہ کسی طرف بھاگ کر اس کو

برا سکتے ہیں۔

یہاں ظن یقین کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ

جن اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کو برا نہیں سکتے۔ تو خدا کو

نہ برا سکنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقین ہی ہے۔

و ظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَىٰ سِرِّطٍ (پہا ۳)

اور (تین صحابہ نے جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے) یقین کر لیا کہ خدا (کی گرفت) سے سوائے اس کے اور کہیں پناہ نہیں!

یہاں بھی ظن بہ معنی یقین مستعمل ہے۔ کیونکہ اس بات پر یقین ہے کہ سوائے خدا کے خدا کی پکڑ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ بیشک یہ بات حق ہے۔

و ظَنَّتْ أَنَّهُ الْفِرَاقُ (پہا ۵) | ظن احتمال راجح کے معنی میں اور جانا اس نے کہ (اب)

جدا ہے!

نزع کے وقت موت کا امکان غالب ہوتا ہے۔ یہاں ظن احتمال راجح کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا | ظن شک کے معنی میں اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ

شَيْئًا (پہا ۹)

اور ان لوگوں کے اکثر تو بس اٹکل پر چلتے ہیں سوائے اٹکل کے سچے حق کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتے!

حدیث کی ظنیت | اب سمجھیں کہ حدیث کو جو ظنی کہا جاتا ہے وہم نہیں ہیں۔ اگر حدیث کی ظنیت کے یہ معنی ہوں

تو محدثین حدیث کو حجت قرار نہ دیں۔ حالانکہ تیرہ سو سال کی ساری امت حدیث کی حجت کی قائل ہے۔ اور شک اور وہم کو حجت سے کیا واسطہ؟ منکرین حدیث، حدیث شریف کو ظنی کہہ کر ظن کے معنی ہرگمانی، شک، شبہ اور وہم کے بیٹے ہیں۔ یعنی ظن کے ان بڑے معنوں میں حدیث کو ظنی کہہ کر ناقابل عمل بتاتے ہیں۔ اور یہ نہیں بتاتے۔ کہ ظن کے معنی یقین، احتمال راجح، اور امکان غالب بھی ہیں۔ دیکھئے۔ ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام بھی ظن کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

وَذَانُونٍ اِذْ ذُهِبَ صُغَابِنَا فَظَنُّوا اَنْ لَّنْ
نَقْرَبَهُ عَلَیْهِمْ۔ (پ ۱۷)

اور ذانوں (حضرت یونس) جب (قوم سے) ناراض ہو کر چل دیئے۔ اور ظن کیا۔ کہ ہم انہیں کسی مشکل میں نہ ڈالیں گے؟

اس آیت میں حضرت یونس کا ظن کرنا ذکر کیا گیا ہے۔ اب کافر بھی ظن کرتے ہیں۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا (پ ۱۷)

اور اکثر ان کے ظن پر چلتے تھے۔

غور کریں۔ کہ حضرت یونس نے بھی ظن کیا۔ اور

کافروں نے بھی ظن کیا۔ کیا دونوں جگہ ایک ہی معنی میں؟ نہیں! اسی طرح حدیث کو جب ظنی کہا۔

جاتا ہے۔ تو ظن کے معنی شک، شبہ اور وہم نہیں لئے جلتے

بلکہ امکان غالب، احتمال راجح (STRONG PRESUMPTION)

اور قریب بہ یقین لئے جاتے ہیں۔ یاد ہے کہ امہ حدیث جب حدیث کو ظنی کہتے ہیں۔ تو ظن کے عربی معنی لیتے ہیں۔ اور ظن کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اور شرعاً حجت مانتے ہیں۔

ظن حجت کو ایک دوسرے طریق سے سمجھیں۔ کہ ایک ظن علم کی قسم سے ہے۔ اور ایک عملی۔ پھر عملی ظن کے دو حصے

ہیں۔ ایک حسن ظن، دوسرا سوئے ظن، حضرت عائشہ صدیقہ کی

پاک دامنی پر آیت آئی۔ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَ

الْمُؤْمِنَاتِ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا۔ جب تم نے دہتان کی بات کو سنا

فقار۔ تو مسلمان مردوں اور عورتوں نے کیوں نہ حسن ظن کیا۔ یہ

مثال ہے حسن ظن کی۔ اور سوئے ظن یہ ہے۔ اِحْتِنَانٌ كَثِيرًا

مِنَ الظَّنِّ۔ اجتناب کرو اکثر ظنوں کے۔ یعنی سوئے ظن

سے۔ اور وہ ظن جو حجت اور موجب عمل ہے۔ وہ حسن ظن

اور سوئے ظن کے علاوہ ہے۔ اور وہ یقین کی نظیر۔

(RESEMBLANCE) اور مثل۔ یہی وہ ظن ہے جو آفاق و

انفس پر چھایا ہوا ہے۔ جو سارے جہان پر مسلط ہے۔

سب نظام عالم ظن پر چل رہا ہے۔ حافظ عزالدین؟ ظن

کی ہمہ گیری کے مستقل سمجھتے ہیں۔

دارین کے مصالح اور مفاسد کا دارومدار ظن پر ہے جو لوگ آخرت کے لئے عمل کرتے ہیں۔ وہ خاتمہ پر یقین

نہیں رکھتے۔ بلکہ تمام نیک کام حسن ظن کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں کہ یہ اعمال قبولیت کے لائق نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ

أَنْهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝ (پہلے ۴)

اور مسلمان دیتے ہیں (راہ خدا میں) خدا کے
دیئے ہوئے سے اور ان کے دل ڈرتے ہیں کیونکہ
وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں؛

دنیا والوں کا بھی یہی حال ہے۔ تاجر ظن کی بنا پر اپنا
سرمایہ نکالتا ہے۔ کہ وہ حفاظت کے ساتھ اس سے نفع اٹھائیگا۔
اور پیشہ ور یہ ظن ٹکڑے لیکر نکلتا ہے۔ کہ اس کی محنت بار
آور ہوگی۔ دیہقان ظن پر ہی غلہ مٹی میں بکھرتا ہے۔ کہ
کھیتی اُٹے گی، پھروں اور ٹھوڑوں والے کرایہ کے ظن سے نکلتے
ہیں۔ کہ ان کو مزدوری ملے گی۔ بادشاہ اسی ظن سے شہروں کی
فصلیں بناتے اور فوج اکٹھی کرتے ہیں۔ کہ یہ اسباب انہیں
سہارا دیں گے۔ فوج اسی ظن پر مسلح کی جاتی ہے۔ کہ (جنگ
میں) سلامت رہ کر فتح پائے گی۔ سفارش اس ظن پر کی جاتی
ہے۔ کہ مافی جملے گی۔ اہل علم کامیابی کی امید پر علم صرف کرتے
ہیں۔ مناظر اور مجتہد کامرانی کے ظن پر دلائل سے بحث کرتے ہیں
بیمار کا علاج صحت کے خیال اور ظن کی بنا پر کیا جاتا ہے
اور عام طور پر یہ سب ظن ہی ثابت ہوتے ہیں۔ پس ان

ظنوں سے صرف جاہل ہی لاپرواہ ہوتے ہیں۔

(ترجمہ از قواعد الاحکام فی مصالح الانام)

معلوم ہوا۔ کہ جہان ظن کے سر پر آباد ہے۔ تمام امور ظن پر ہی چل رہے ہیں۔ اور کسی کو ظن سے مفر حاصل نہیں۔ منکرین حدیث کو صرف حدیث کے ساتھ ہی بغض اور اور پیر ہے۔ کہ اسے بڑے معنی میں ظنی کہہ کہہ کر عوام کی نگاہ سے گراتے اور ناقابل عمل بناتے ہیں۔

قرآن کے تواتر کی مانند حدیثوں کا تواتر عملی

منکرین حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن بالکل وہی ہے جو حضورؐ انورؐ پر اتنا تھا۔ اس کا ثبوت یہ دیتے ہیں۔ کہ وہ تواتر کیسا ہے ہم تک پہنچا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پانچ نمازیں، ان نمازوں کے اوقات، اذان، اقامت، نماز کی ہیئت، اور ترکیب نماز میں اپنے اپنے موقع اور محل پر پڑھنے کی دعائیں۔ مشروع سے اخیر تک۔ پھر زکوٰۃ کا نصاب، شرح زکوٰۃ اور اس کے مصارف، پورے مہینے کے روزے، سحور و افطار کے احکام اور دیگر مسائل صیام، حج اور اس کے مناسک، مہینے کا تعین، قربانی، نماز عیدین، تراویح، تہجد طریقہ نکاح وغیرہ بھی پورے چودہ سو سال کے تواتر نے ہم تک پہنچایا ہے۔ اور جو کچھ جس صورت اور کیفیت میں پہنچایا ہے۔ بعینہہ یہی صورت اور کیفیت حدیثوں میں موجود ہے۔

ثابت ہوا۔ کہ حدیثیں عملاً محفوظ چلی آرہی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ بچہ پیدا ہو، تو اس کے کان میں اذان کہو۔ ساتویں دن اس کے سر کے بال اترناؤ۔ اور اس کا اچھا نام رکھو۔ اور عقیدہ کرو۔ اس کا ختمہ (Circum-cision) کرو۔ تیرہ سو سال سے تواتر عملی نے یہ چیزیں ہم تک بعینہ پہنچا دی ہیں۔ ثابت ہوا۔ حدیث عملاً محفوظ ہے۔

احرام، احرام باندھنے کی جگہیں، تلبیہ کہنا، حج مفرد، قرآن، تمتع، طواف میں رمل، استلام، طوافِ وداع، ہدی کے مسائل، عرفات اور مزدلفہ میں قیام، وقوفِ عرفات کی انتہا حج میں نحر، رمی جمار، عورت محرم کے ہمراہ حج کو جائے۔ طوافِ زیارت، محرم کے کپڑے، حج کے مہینے، حج کی تاریخ کا تعین وغیرہ، یہ سب باتیں جس طرح حدیث میں آئی ہیں بعینہ امتِ محمدیہ کا تواتر بھی اسی طرح ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیثیں عملاً محفوظ ہیں۔

مردہ کو نہلانا، کفن پہنانا، جنازہ پڑھنا، جنازہ کی تکبیرات، جنازہ کی دعائیں، قبر کھودنا، دفن کرنا وغیرہ جیسے حدیث میں لکھا ہوا ہے۔ سارے تیرہ سو سال سے امت کا تواتر عملی بھی ایسے ہی ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ احادیث عملاً محفوظ ہیں۔

حدیث میں ہے۔ حضور نے پانچ نمازیں پڑھیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، امت کا تواتر عملی بھی پانچ ہی نمازوں پر ہے۔ ثابت ہوا۔ حدیث عملاً محفوظ ہے۔

حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے فجر کو دو فرض، ظہر کو چار فرض، عصر کو چار فرض، مغرب کو تین فرض، عشاء کو چار فرض پڑھے۔ بعینہ پونے چودہ سو سال سے امت کا تواتر عمل، فرائض کی اتنی ہی رکعات پر ہے۔ ثابت ہوا۔ حدیث عمدًا محفوظ ہے۔ علاوہ کتابت کے۔

حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے فرض نمازوں کے ساتھ بارہ رکعت نوافل ہمیشہ پڑھے ہیں۔ دو فجر کے فرضوں سے پہلے، چار ظہر کے فرضوں سے پہلے اور دو بعد۔ دو مغرب کے فرضوں کے بعد، اور دو عشاء کے فرضوں کے بعد۔ امت کا تواتر عمل بھی ان بارہ سنتوں پر چلا آ رہا ہے۔ ثابت ہوا۔ حدیث عمدًا محفوظ ہے۔“

حدیث میں ہے۔ کہ حضورؐ نے ابتدائے نماز میں اَللّٰهُمَّ
 بَاعِدْ بَيْنِيْ - يَا - سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ - پڑھا۔ پھر سورۃ فاتحہ
 پھر قرآن کی کوئی سورت پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ اور رکوع میں
 سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ - پڑھا۔ پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہوئے
 اور ساتھ ہی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا
 كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبٰرَكًا فِيْهِ پڑھا۔ پھر سجدہ میں آئے۔ اور
 سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھا۔ پھر اٹھ کر بیٹھے۔ اور اَللّٰهُمَّ
 اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْحَمْنِيْ - پڑھا۔ پھر
 دوسرا سجدہ کیا۔ اور سجدہ کی تسبیح پڑھی۔ پھر آخری رکعت
 میں التحيات پڑھا۔ درود شریف پڑھا۔ اور دعا پڑھی، اور

سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو گئے۔ یہ طریق نماز ساڑھے تیرہ سو سالہ امت کے تواتر عملی نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور کروڑوں مسلمانوں کا آج اسی طریق نماز پر عمل ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیث کی کتابوں میں جو یہ طریق لکھا ہوا ہے۔ دست اود حق ہے۔ اور حدیث عمداً محفوظ ہے۔

مثال کے طور پر ہم نے یہ چند امور گنائے ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال۔ یعنی حدیثیں تیرہ سو سال سے امت محمدیہ تواتر عملی سے پہنچا رہی ہے۔ اور کتابت حدیث کے عین مطابق ہے۔

خوب یاد رکھیں۔ کہ جس طرح قرآن کا الہامی ہونا ساڑھے تیرہ سو سال کے روایتی تواتر سے محفوظ ہے۔ ایسے ہی حدیث بھی ساڑھے تیرہ سو سال کے عملی تواتر سے محفوظ ہے۔ صحابہ سے لیکر آج تک ہر زمانے کے

جن کروڑوں مسلمانوں نے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری پوری کی ہے۔ ان ہی مسلمانوں نے اپنے عمل اور مشق کے ساتھ حدیث کی حفاظت کا فرض پورا کیا ہے اور

دونوں ذمہ داریوں کے کماحقہ عہدہ برا ہوئے ہیں۔ قرآن کو قوی تواتر اور حدیث کو عملی تواتر کے ساتھ ہر صدی فاک دومری صدی والوں کو برابر پہنچاتے چلے

آئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمان کتنا حق ثابت

ہوا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ۔ کہ قرآن کا جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

خدا نے قرآن حضور کے سینہ اطہر میں جمع کیا۔ اور پھر صحابہؓ کے سینوں میں جمع کیا۔ اور اس وقت سے آج تک ہر زمانے میں ہزاروں مسلمانوں کے سینے میں جمع رکھنا ہے۔ اور اس طرح اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ قرآن کا بیان (تشریح، تبیین اور جزیئات) ہمارے ذمہ ہے؛

خدا نے قرآن کی تشریح کا ذمہ اس طرح پورا کیا۔ کہ اس نے وحی کے ذریعہ حضور انورؐ سے قرآن کی تشریح کرائی۔ جو حدیثیں ہیں۔ پھر ان احادیث کو امتِ محمدیہ کے عملی تواتر کا شرف بخشا۔ پس قرآن بھی امتِ محمدیہ کے تواتر سے پہنچا۔ اور احادیث بھی امت کے عملی تواتر سے پہنچیں۔ اور خدا کا حَقْمَبہ جمع قرآن اور تشریح قرآن کا پورا ہو گیا۔ کہ دونوں محفوظ ہیں۔ اور امت کے عمل میں ہیں۔

و لنعم ما قیل۔ ۷

وَقَدْ أَحْكَمَ اللَّهُ الْآيَاتِهَا

وَكَانَ الرَّسُولُ عَلَيْهِمْ دَلِيلًا

وَ أَوْضَحَ لِلْمُسْلِمِينَ السَّبِيلَ

فَلَا تَتَّبِعْتُمْ سِوَاهَا سَبِيلًا

یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی آیات واضح طور پر بیان فرما

دیں۔ اور رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم اس پر دلیل
 ہو چکے۔ اور حضورؐ نے مسلمانوں کے لئے راستے کو
 واضح کر دیا۔ پس اس راہ رسولؐ یعنی عمل بالمعروف
 کے سوا کسی اور رستے پر نہ چلے۔

رسول خدا قرآن کیساتھ اسکی مثل بھی دیئے گئے

إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ أَلَا
 يُؤْتِيكَ سَجَلٌ شَبَعَانٌ عَلَىٰ أَرْيَافِهِمْ يَقُولُ
 عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ
 حَلَائِلٍ فَأَجِلُوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ
 فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ أَلَا لَا يَجِلُّ لَكُمْ
 الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ
 وَلَا لُقْطَةٌ مُعَاهِدٌ إِلَّا أَنْ يَسْتَنْفِنَ عَنْهَا
 صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَفْرُدُوهُ
 فَإِنْ لَمْ يَفْرُدُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ
 قِرَاءَاتِهِ (ابن ماجہ)

حضرت مقدم بن معدیوٹ روایت کرتے ہوئے کہتے

ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! تم کو آگاہ رہنا چاہیے۔ کہ بیشک میں قرآن دیا گیا ہوں۔ اور اس کے ساتھ اس کی مثل (اور چیز) بھی دیا گیا ہوں۔ خبردار رہو! کہ بعید نہیں کہ کوئی اُسودہ حلال آدمی اپنے مسند پر بیٹھ کر — (بے نیازی سے) یہ کہے۔ لازم پکڑو اپنے اوپر (صرف) قرآن ہی کو۔ اس میں جو حلال پاؤ اس کو حلال جانو۔ اور اس میں جو حرام پاؤ۔ اس کو حرام جانو۔ اور تحقیق جو کچھ کہ حرام کیا (بوحی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، مانند اس کے ہے۔ جو حرام کیا اللہ تعالیٰ نے۔ آگاہ رہو۔ کہ نہیں حلال تمہارے لئے گدھا خانگی۔ اور کچلی والا جانور دندوں سے اور نہ کسی ذمی کی گری پڑی چیز۔ جب تک کہ وہ اس کی ضرورت سے بے نیازی کا اظہار نہ کرے۔ اور جو شخص ایک قوم کا مہمان ہو۔ پس لازم ہے ان پر مہمانی اس کی۔ اگر اس کی مہمانی نہ کریں۔ تو وہ ان سے اپنی مہمانی لے سکتا ہے۔“

اس حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میں قرآن کی مانند اس کی مثل اور چیز بھی دیا گیا ہوں۔“ صاف ظاہر ہے کہ اس سے مراد صرف حدیث نبوی ہی ہے۔ اور کچھ نہیں اور حدیث

کے متعلق آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ کہ وہ غیر کتابی وحی ہے۔
پس حضورؐ کو ایک قرآن ملا۔ اور دوسری قرآن کی مثل حدیث
ہی۔ حدیث قرآن کی مثل اس لئے ہے۔ کہ وہ بھی وحی ہے۔
اور قرآن بھی وحی۔ پس وحی وحی کے مثل ہوئی۔

حضورؐ نے فرمایا۔ خبردار! بعید نہیں کہ کوئی آسودہ حال
آدمی اپنے مسند پر بیٹھ کر یہ کہے۔ کہ لازم پکڑو اپنے اوپر
قرآن کو۔

یعنی حضورؐ نے بذریعہ وحی یہ خبر دی ہے۔ کہ وقت
آئے گا۔ کہ پیٹ بجے آسودہ حال لوگ اپنے مسندوں
پر براجمان ہو کر کہیں گے۔ کہ صرف قرآن ہی کو مانو۔ اس
میں جو حلال ہے۔ وہی حلال مانو۔ اس میں جو حرام ہے۔
وہی حرام مانو۔ قرآن کے سوا کسی اور چیز کو مت مانو۔ دین
صرف قرآن ہی ہے۔ قارئین کرام غور کریں۔ کہ حضورؐ کی حدیث
کا یہ کتنا بڑا معجزہ ہے۔ کہ ارشاد خیرالوری (حدیث) کے عین
مطابق ایسے لوگ موجود ہو گئے۔ جو کہتے ہیں کہ دین صرف
قرآن ہی ہے۔ صرف قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام
مانو۔ حدیث دین نہیں۔ قابل عمل نہیں۔ اس سے حدیث کی
صحت، ثقاہت، حفاظت، صداقت اور حجیت بھی ثابت ہو گئی
اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حدیث کے خلاف ایسا پراپکینہ
کریوٹال لوگ غلط کار اور ابلہ فریب ہیں۔
حضورؐ نے فرمایا۔ کہ کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے حرام کیا ہے۔ وہ بھی اللہ کے حرام کرنے کے مانند ہے۔
 یعنی قرآن بھی وحی ہے۔ اور حدیث بھی وحی ہے۔ اس
 لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حرام کریں گے یا حلال
 کریں گے۔ یا جو کچھ بھی زبانِ اطہر سے فرمائیں گے۔ اس
 کی حیثیت خدا کے حکم کی طرح ہوگی۔ پس جو کچھ بھی صحیح
 حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ وہ قرآن کی مانند ہے۔

حضورؐ نے بطور مثال کے فرمایا۔ گدھا خائنی اور کچی والا
 جانور قرآن میں حرام لکھا ہوا نہیں ہے۔ لیکن میں (محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو (بوحی خفی) حرام کرتا
 ہوں۔ پس ان کی حرمت ایسے ہی ہے۔ جیسے قرآن میں کسی
 چیز کی حرمت بیان کی گئی ہو۔

ابو داؤد میں ایک اور حدیث عرباض بن ساریئہ کی
 روایت سے آئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 کیا کوئی شخص تم میں سے اپنی چھپرکٹ (مسنر)
 پر تکیہ کئے ہوئے یہ خیال کرتا ہے۔ کہ خدا نے صرف
 ان چیزوں کو حرام کیا ہے۔ جو قرآن میں ذکر
 کی گئی ہیں۔ اَلَا وَرَآئِي وَآلِهَ قَدْ اَمَرْتُ وَ
 وَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءٍ اِنَّهَا كَمَثَلِ
 الْقُرَّانِ — خبردار رہو! اللہ کی قسم بے شک،
 میں نے بھی حکم کیا ہے۔ اور نصیحت کی ہے
 اور منع کیا ہے کئی چیزوں سے۔ بیشک (میری باتیں

بھی، قرآن کی مانند ہیں۔
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے متذکرۃ الصدقہ ارشادات
 سے ثابت ہوا۔ کہ دین اور شریعت تنہا قرآن ہی نہیں ہے
 بلکہ قرآن اور حدیث دونوں کا نام دین ہے!
 اور دونوں حضور کو منجانب اللہ ملے ہیں، اسے

روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
 نور عمل ہے اُسوۃ خیر الانام میں

قرآن اور حدیث دونوں تساوی ہیں

اوپر آپ پڑھ چکے، کہ حضور نے فرمایا، کہ میں قرآن
 کی مثل اس کے ساتھ اور چیز بھی دیا گیا ہوں۔ یعنی
 حدیث۔ جب قرآن بھی خدا نے دیا۔ اور حدیث بھی خدا
 نے دی۔ تو دونوں من جانب اللہ ہونے کے سبب تساوی
 اور برابر ہوئے۔ پس صحیح حدیث کا منکر قرآن کے منکر
 کی مانند ہوا، خرج عن الاسلام

ارشاد خداوندی ہوتا ہے، لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ
 رَبِّكَ۔ بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق
 آیا ہے۔ یہاں خدا نے قرآن کو حق کہا ہے۔

حضور نے فرمایا، اے عباد اللہ بن عمرو بن ماضی!

اُكْتُبُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ - میری حدیثیں لکھ لیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میرے منہ سے حق ہی نکلتا ہے۔ یہاں حضورؐ نے حدیث کو حق فرمایا ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن بھی حق ہے اور حدیث بھی حق ہے۔ دونوں برابر ہوئے۔

سورة توبہ میں خدا نے فرمایا۔ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ تاکہ یہ لوگ دین کو سمجھ سکیں اور دین منزل منزل من اللہ ہے۔

حضرت انسؓ سے مستدرک حاکم میں مرفوعاً آیا ہے۔
 انظروا عمن تأخذون هذا الحديث فإنها ديتكم -
 حضورؐ نے فرمایا۔ دیکھ لو۔ کہ تم حدیث کس سے لے رہے ہو۔ بیشک حدیث تمہارا دین ہے۔ یہاں حدیث کو دین کہا گیا ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیث بھی دین ہو کر منزل من اللہ ہوئی۔ پس قرآن اور حدیث دونوں متناہی ہوئے۔ !

حضرت امام شافعیؒ ارشاد فرماتے ہیں :-
 انه لم يسن شيئاً الا باجماع وهو على وجهين
 اما بوحى يتلى على الناس او اما برسالة عن
 الله ان اقل كذا قول الله تعالى " وَاَنْزَلَ
 عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ " فالكتاب مايتلى
 والحكمة السنة وهو ما جاء عن الله بغير

تلاوته ویوید ذالک فی قصة العسیف
 لا قضین بینکما بکتاب اللہ ای بوجہ۔

(از فتح اباری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے امر
 کے بغیر کوئی شرعی فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ اور
 وہ امر حضورؐ کو دو طرح سے ملا ہے۔ یا بذریعہ
 وحی کے جو لوگوں پر تلاوت کی جاتی ہے (وحی متلو)
 یا بذریعہ وحی غیر متلو۔ جیسا اللہ نے فرمایا: اللہ
 تعالیٰ نے تم پر اسے میرے پیارے رسولؐ کتاب
 اور حکمت اتری ہے: کتاب سے مراد وحی متلو
 ہے۔ اور حکمت سے مراد وحی غیر متلو ہے (یعنی
 حدیث پاک، اور اس بات کی تائید وہ مزدور
 کا قصہ ہے۔ جس نے اپنے مالک کی بیوی سے
 زنا کیا تھا۔ اور حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ میں کتاب
 اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ یعنی اس کی
 وحی سے۔“

پھر جو حضور انورؐ نے فیصلہ صادر فرمایا۔ وہ قرآن میں
 موجود نہیں ہے۔ بلکہ حدیث میں ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ
 کتاب اللہ سے حضورؐ کا مطلب وحی غیر متلو لفظی ہے یعنی
 حدیث کے فیصلے کو کتاب اللہ کا فیصلہ کہا۔ معلوم ہوا۔ کہ
 قرآن اور حدیث دونوں ہم خلیفہ ہیں۔ اس لئے کہ دونوں

وحی ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت امام الدنیا فی الحدیث باب

باندھتے ہیں۔

باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئل ما
 لم یُنزل علیہ الوحی فیقول لا ادعی اولم
 یجب حتی یُنزل علیہ الوحی ولم یقل بجائی
 و قیاس لقولہم ینا اَمَّا کَ اللّٰهُ۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی دینی
 امر پوچھا جاتا۔ تو آپ اس وقت تک اپنی ہلکے
 قیاس سے اس کا جواب نہ دیتے۔ جب تک اس
 کے بارے میں آپ پر وحی نہ اتر آتی۔ یا خاموش
 رہتے یا فرماتے میں نہیں جانتا۔

اس جگہ وحی سے مراد دونوں قسم کی وحی ہے۔ وحی کتابی
 یعنی وحی قرآن۔ یا وحی غیر کتابی یعنی حدیث۔ معلوم ہوگا۔ تمام
 احادیث صحیحہ خدا کی وحی ہے۔ لاکھوں ہود و سلام رحمتِ عالم
 پر کہ ہر دینی اور شرعی بات کا جواب وحی سے دیتے تھے۔

دو حاشیہ (۱) اس سے یہ مغالطہ نہ کھائیں۔ کہ خدا اور رسول دونوں ہم پلہ۔
 برابر یا متساوی ہیں۔ ہرگز نہیں! اللہ معبود برحق، خالق اور رب العالمین ہے
 اور حضور اللہ کے بندے، مخلوق، مرلوب، اور سید العالمین ہیں۔ ہاں حضور
 کی حدیث اس لئے قرآن کے برابر ہے کہ وہ خدا کی وحی اور اس کا کلام اور
 حکم ہے۔ ایک ہی سرچشمہ کی دو نہریں ہیں!

آیت اترتی۔ یا قلب اظہر پر اقا ہوتا۔ کتنا مرتبہ ہے حضور سید
المسلمین سے اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ زبانِ اقدس متحرک
بالوحی تھی سے

أَمَّا الْحَدِيثُ فَلَا يَخْفَى جَلَالَتُهُ

فَأِنَّهُ مِنْ عُلُومِ الدِّينِ عَمَانٌ

حدیث پاک کی بزرگی اور عظمت پوشیدہ نہیں بیشک

حدیث علوم دین کا دیانے اعظم ہے؛

عَمَانٌ فَيْضٌ طَوِيلٌ الْبَاعِ مُكْرَمَةٌ

فِيهِ جَمَانٌ وَ يَأْقُوتٌ وَ مَوْجَانٌ

یہ فیض کا دیا بزرگی میں بازوئے دراز رکھتا ہے

اس میں بیش قیمت موتی اور یاقوت اور مرجان ہیں۔

مسند احمد اور طبرانی میں ہے۔

عن جبير بن مطعم ان رجلاً قال يا رسول

الله اى البلدان احب الى الله وابغض اليه

قال لا ادرى حتى اسأل جبرائيل فأتاه

جبرائيل وعند الطبراني في الاوسط فخرج الى

السماء اتاه فاخبره ان احب البقاع الى الله

المساجد وابغض البقاع الى الله الاسواق۔

جبر بن مطعم روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے

رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے

اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سی

جگہ محبوب اور کوشی جگہ مبغوض ہے۔ آپ نے فرمایا
 میں نہیں جانا تا وقتیکہ جبریل سے نہ دریافت کر
 لوں۔ پس جبریل علیہ السلام آئے۔ اور حضورؐ نے
 ان کے پوچھا: تو جبریل علیہ السلام آسمان کی
 طرف چڑھ گئے۔ پھر اللہ رب العزت سے دریافت
 کر آئے۔ اور کہا: کہ اللہ تعالیٰ کو مسجدیں محبوب
 ہیں۔ اور بازار ناپسند ہیں!

ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ کی حدیث مخائب اللہ ہے۔

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتمے تا نہ گفتمے جبریل
جبرائیلش ہم نہ گفتمے تا نہ گفتمے کردگار

ساری امت حدیث پر ایمان رکھتی ہے

گذشتہ صفحات میں آپ سینکڑوں دلائل قرآنی ملاحظہ
 فرما چکے ہیں۔ جن سے حدیث کا دین، ماخذ دین، اور
 جزو دین ہونا ثابت ہوا ہے۔ تمام صحابہؓ، تابعینؓ، تبع
 تابعینؓ، محدثینؓ، مجتہدینؓ، ائمہ اربعہؓ، اولیاء اللہ،
 بزرگان دین، صوفیائے کرام، اور صلحاء امت، سب
 کے سب حدیث نبویؐ اور سنت مصطفویٰ کو دین
 مانتے اور اس پر عمل کرتے اور مدار نجات جانتے تھے۔
 زندگی بھر حدیث و سنت کے چشمہ صافی سے پیتے اور پلاتے

رہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں وہی غنمی کی شامت کی کامی
 کے نو میں چھوڑا۔ اور یہ تو ہے وہی غنمی کی شامت کی کامی
 اجماعی طور پر مدینہ کی حجیت کے خلاف اور اس میں کوئی ہے
 اور اس وقت بھی تمام لوگوں نے اس پر حدیث و سنت کو
 دین مانا ہے۔

کتاب سنت کے متعلق مشہور روایات

وَمَنْ جَابَرَ تَلَّكَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَهَاتِ خَيْرَ الْخَبْرِيْنَ كِتَابُ اللهِ وَ
 خَيْرُ الْخَبْرِيْنَ هَدْيِي مُحَمَّدٌ وَ شَرُّ الْأُمُوْرِ مُحَدَّثَاتُهَا
 وَ مَنْ يُدْرِكْهُ فَهُوَ ضَلَالَةٌ - اس روایہ مسلم
 حضرت جابر سے روایت کیے ہوئے ہے کہ میں نے کہا
 اللہ سے اس حدیث کو سننے کے لیے آیا ہے۔ تمام باتوں سے
 بہتر بات *The best discourse* اللہ کی
 کتاب ہے اور اللہ پر عمل کرنے کیلئے تمام
 راستوں سے بہتر راستہ *The best guidance*
 راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تمام باتوں
 سے بدترین وہ کام ہیں جو خدا کے دین میں اپنی
 طرف سے نکالے جائیں۔ اور یاد رکھو۔ ہر بدعت
 (Innovation) گمراہی ہے۔

فائزین کراہیں! نوٹ کر لیں، کہ حضورؐ نے قرآن پر عمل کرنے کے لئے اپنے راستے کو بہترین راستہ فرمایا ہے اور حضورؐ کا یہ راستہ ہی دین ہے۔ شریعت ہے۔ امت کو چاہیے۔ کہ وہ سنت اور حدیث پر عمل کر کے راہِ رسولؐ پکڑے۔

رسولِ خدا کی نافرمانی | وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قِيلَ وَمَنْ أَى قَالَ وَمَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى ط (سوانح البخاری)

حضرت ابی ہریرہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری سب امت بہشت میں داخل ہوگی۔ سوائے اس کے کہ جس نے قبول نہ کیا۔ پوچھا گیا۔ اور کس نے قبول نہ کیا۔ فرمایا۔ جس نے اطاعت کی میری داخل ہوا بہشت میں۔ اور جس نے نافرمانی کی میری پس تحقیق قبول نہ کیا۔

اس حدیث میں حضور اللہ نے اپنی اطاعت کو موجب

بہشت فرمایا ہے۔ اور اپنی نافرمانی کو اپنا انکار بتایا ہے۔ منکرین حدیث اطاعتِ رسول کا انکار کرتے ہیں۔ جس کا انجام نہایت بُرا ہے اور انکارِ حدیث سے رسول کو قبول نہ کرنا بھی لازم آتا ہے۔ امام وقت کو رسول کا بدل بنانے والے غمہ کریں!

رسول خدا بارانِ ہدایت سے
وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ قَالَ
سَدُّوا لِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ
كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ۔ (بخاری - مسلم)

حضرت ابی موسیٰ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثال
اس چیز کی کہ بھیجا مجھ کو اللہ نے ساتھ اس کے
ہدایت اور علم سے مانند مثالِ غنیہ کثیر ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور الٰہی بارانِ علم و
ہدایت تھے یعنی جس طرح آسمان سے سینہ برتا ہے۔ بالکل
اسی طرح ہدایت خداوندی اور علم الہی کی بارش تھی۔ آپ
جانتے ہیں کہ جب آسمان سے بارش نہیں ہوتی تو زمین
خشک ہو جاتی ہے۔ کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ اور قحط پڑ جاتا
ہے۔ ایسے ہی اگر علم و ہدایت کا سینہ نہ برے۔ تو دلوں کی
زمین خشک اور دیران ہو جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ
اپنے بندوں کے دل کی کھیتی کو سرسبز و شاداب رکھنے کیلئے
انبیاء کو رشد و ہدایت کا سینہ بنا کر بھیجتا ہے۔ حضور الٰہی صلی
اللہ علیہ وسلم بھی ہدایت کا "غیث کثیر" (SHOWER OF
RAIN) تھے۔ کہ سارا جہان سیراب ہو گیا۔ اور سرزمین
عرب بفقہ نور بن گئی۔ معلوم ہوا کہ قرآن صحابہ وحی
A CLOUD OF REVELATION ہے۔ اور تحت

للعالمین بارانِ ہدی (Rain of guidance) ہیں،
اگر حضورؐ عمل کر کے نہ دکھاتے۔ تو قرآنی احکام کا امتثال
Compliance with an order کس طرح پورا ہوتا؟

سنت کو زندہ کرنے کا ثواب | بلال بن حارث رضی اللہ عنہ روایت
کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنِّي قَدْ أُمِّيَتْ
بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ
عَمِلَ بِهَا۔ (رواہ الترمذی)

جس نے زندہ کیا (یعنی رواج دیا) میری سنت کو،
ایسی سنت کہ چھوڑ دی گئی تھی میرے بعد، پس
تحقیق اس کے لئے ثواب ہے۔ مانند ان لوگوں
کے کہ عمل کیا اس سنت پر۔

حضورؐ کی سنت کو رواج دینے (To revive) کا اتنا
ثواب اس لئے ہے۔ کہ سنت خدا کی وحی ہے۔ اور یہ
وحی قرآنی وحی کی شارح ہے۔ سنت قرآن پر عمل کراتی
ہے۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت النورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَنْ تَبَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَنَاءِ أُمَّتِي قَلَّةٌ
أَجْرٌ مِائَةِ شَهِيدٍ (مشکوٰۃ)

جس نے دلیں پکڑی میری سنت کیساتھ، نزدیک
بگڑنے میری امت کے، پس اس کیلئے سو

شہیدوں کا ثواب ہے؟

حضور انورؐ تو اپنی سنت اور حدیث کو زندہ کر سنے،
رواج دینے اور محکم پڑانے کا ارشاد فرما رہے ہیں لیکن افسوس
مشرکین حدیث سنت کو مٹانے اور اسے دین سے خارج کرنے
کی تمہد و دو کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا کا خوف کرنا
چاہیے۔ اور سوچنا چاہیے، کہ جب حدیث اور سنت نہ رہی۔
تو مثل بالقرآن کا نام و نشان نہ رہا۔

حضرت ابی سعید خدریؓ روایت
سنت باعثِ بہشت ہے | کہتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَ عَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَ آمَنَ
النَّاسَ بِوَأَيْقَنَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی)

جس نے کھایا حلال اور عمل کیا میری سنت پر
اور امن میں رہے لوگ اس کی زیادتی سے،
داخل ہوگا بہشت میں؟

معلوم ہوا۔ کہ سنت پر عمل کرنا موجب بہشت
ہے۔ اور حلال کھانا اور لوگوں کو ایذا نہ دینا۔ یہ بھی
حضور انورؐ کی فریاداری ہے۔

سورہ عالم امت کو دو چیزیں سے کہتے ہیں |
وَمِنْ مَّا لِكُمْ
بِئْسَ النَّاسُ

مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ تَنَزَّلَتْ فِيكُمْ أَمْوِينَ لَنْ تَضِلُّوا مَا
تَمَسَّحْتُمْ بِهَا كِتَابُ اللَّهِ وَ سُنَّةُ رَسُولِهِ
(رواه فی الموطن)

مالک بن انسؒ کے بطریق ارسال روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
تم میں دو چیزیں چھوٹی ہیں۔ جب تک ان
دونوں کو پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔
اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے

فَلْتَمَسُوا كِلَيْهِمَا ! یاد رکھیں۔ کہ رسول خدا امت کو

دو چیزیں دے گئے ہیں۔ کتاب اور سنت۔ پس دونوں
چیزوں کو دین اور شریعت جانو اور قرآن پر سنت کے
مطابق عمل کرو۔

جھوٹی حدیث بنانے کی سزا | مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا
فَلْيَتَّخِذْ يَوْمَئِذٍ مَقْعَدًا وِسْطَ

النَّارِ (بخاری شریف)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص
جھوٹ بناٹے مجھ پر جان کر پس چاہیے کہ
وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں دھونڈے۔

چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور فعل
خدا کی وحی ہے۔ حجت ہے۔ دین ہے۔ اس لئے جھوٹی بات
حصنہ کے ذمہ رکھانی موجب جہنم قرار دی گئی ہے۔ کیونکہ

اس طرح غیر نبی کی بات حجت اور دین بن جاتی ہے۔ جو نہیں بنی چاہیے۔

حضورؐ کی اس تخریف (THREAT) نے صحابہؓ، تابعینؒ

اور تبع تابعینؒ کو لرزہ بر انعام کر دیا۔ اور وہ حدیث بیان کرتے وقت پھونک پھونک کر قدم رکھتے تھے۔ ڈٹے الٹے،

نہایت احتیاط، از حد ثقاہت، پختہ سہ اور پوری ذمہ داری سے روایت کرتے تھے۔ رجال اور اسانید کے دفاتر بادلوں

ہی کی زندگیاں بچنے اور چھانسنے کے لئے بدون ہوئے۔ اور ہر روایت کی بال کی کھال اٹار کر رکھ دی گئی۔ اور روایتوں

کی درجہ بندی کر دی گئی، اور موضوعات کے جعلی سکوں کو "اشرفیوں" سے جدا کر کے چینک دیا گیا۔ ہر راوی حدیث اور

حدیث کے سامنے حضورؐ انورؐ کا مذکورہ انتباہ ہمیشہ پیش نظر رہا۔ کہ جس نے من کی جعل سازی (FABRICATION)

مدا رحمت عالمؐ کے ذمہ لگائی۔ وہ اپنی جگہ آگ میں تلاش کرتے۔

احادیث کی تبلیغ کا ارشاد | احادیث قرآن کی تشریح ہیں۔

قرآن پر عمل کرنا سکھانی ہیں۔ اور قرآن کے علاوہ بشمار مسائل دینیہ پر مشتمل ہیں۔ دین اور حجت ہیں۔ خدا کی غیر کتابی وحی ہیں۔ اس لئے ان

کی تبلیغ اور اشاعت نہایت اہم اور ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَلْعَنُوا عَفَىٰ وَكَوْاٰ اٰیةٌ - پہنچاؤ میری طرف سے اگر

ہو ایک آیت : (بخاری شریف)

"Circulate from me though
a sentence"

ارشاد نبوی کی حجیت اور اہمیت اس درجہ ہے کہ اگر
کسی کو حضورؐ کی ایک حدیث بھی یاد ہو۔ تو اس کو لگے پہنچا
دینا چاہیے۔ تاکہ سننے والے اس پر عمل کریں۔ اور اس کی
مزید اشاعت کریں۔ اور اس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے اقوال و افعال کی شمعیں فروزاں رہیں۔ حضورؐ نے
احادیث کی تبلیغ کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا دی ہے

نَشَرَهُ اللَّهُ إِمْرًا مَسْمُوعًا مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ

(ترمذی - ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ

ہر بھرا رکھے اس شخص کو کہ سنا مجھ سے کچھ۔

(حدیث شریف) پھر پہنچایا، اس کو (دوسروں

تک) جیسا کہ سنا۔

گویا حضور انورؐ نے حدیثوں کے سننے اور ان کی تبلیغ

کرنیوالوں کو تروتازہ اور ہر بھرا رہنے کی دعا دی ہے۔

سنت سے محبت کریں | حضرت انس روایت کرتے ہوئے

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

يَا بُنَيَّ إِنَّ قَدَرَتِ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ وَتَيْسُرَ

فِي قَلْبِكَ غِشًّا لِأَحَدٍ فَا فَعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بَنِيَّ
 وَ ذَلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ
 أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ط (ترمذی شریف)

رَحْمَةُ الْغَالِبِ فِي مَا

اے میرے بیٹے! اگر قدرت رکھتا ہے، تو اسی کو
 صبح کرے اور شام کرے، اور نہ ہو تیرے دل میں
 کینہ کسی کے لئے، پس کر تو! پھر فرمایا: اے میرے بیٹے!
 اور یہ دعوت سنت ہے میری اور جس نے دوست رکھا
 میری سنت کو، بیشک دوست رکھا مجھ کو، اور
 جس نے دوست رکھا مجھ کو، ہوگا میرے ساتھ
 بہشت میں۔

قارئین کرام! حضور انورؐ کی سنتوں کو دوست رکھو، ان
 سے محبت کرو، اور ان کو دین اور حجت مان کر ان پر
 عمل کرو، قیامت کو رسول رحمت کا ساتھ نصیب ہوگا۔
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق مسلمان کیسے
 ایمانیات سے ہے، اور یہ تعلق اسی صورت میں قائم رہ
 سکتا ہے، کہ مسلمان حضور انورؐ کی سیرت و کردار اور اقوال
 و افعال کو اپنا کر زندگی بھر ان پر عمل کرتا رہے۔ اگر
 ہم حضورؐ کی باتوں، عادتوں اور کاموں کو بھلا دیں تو آپ

سے ہماری محبت اور اطاعت جاتی رہے گی۔ اور جب محبت اور اطاعت گئی۔ تو ایمان بھی رخصت ہو گیا۔ اسی لئے مذکورہ حدیث میں حضور الوریٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے مجھ سے محبت کی۔ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور محبت کے معنی بھی حضورؐ نے بتا دیئے۔ کہ میری سنت سے محبت کرنے والا مجھ سے محبت کرنے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص حضورؐ کی سنت اور حدیث کو دوست نہیں رکھتا۔ وہ حضورؐ سے محبت نہیں کرتا۔ اور جو سنت اور حدیث کو دین سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور مسلمانوں کو حدیث اور سنت سے متنفر کرتا ہے۔ اس کا انانیت کے محسن اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلق واسطہ رہا۔ پھر جو مسلمان ایسے شخص کا لیکر سنیں گے۔ اس کی کتابیں پڑھیں گے۔ انہیں حضور الوریٰ سے بعد اور دوری ہی حاصل ہوگی۔ حضورؐ کی محبت، اطاعت، اور فرماں برداری نصیب نہیں ہو سکتی۔ قرآن نے بار بار حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، محبت اور اتباع پر زور دیا ہے۔ بلکہ مسلمان نے ایمان، اسلام اور نجات کا دار و مدار ہی پیروی رسولؐ پر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ احکام خداوندی کی تمہیں بھی طریقہ محمدی کے مطابق چاہی ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ **عَلَيْكَ يَا سُنَّةُ فَإِنَّمَا شَارِحَةٌ لِلْقُرْآنِ وَمَوْجِبَةٌ لِّلَّسُنَّةِ**۔ سنت اور حدیث کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ

قرآن کی شرح اور وضاحت کرنے والی ہے۔
مقام سنت | حضرت امام شوکانیؒ سنت کا مقام بیان کرتے
 ہیں۔ والحاصل ان ثبوت حجیة

السنة البطورية واستقلالها بتشريع الاحكام
 منعمرية دينية ولا يخالف في ذلك الامت

لاحظ له في دين الاسلام (ارشاد الفحول)

الحاصل سنت مطہرہ کا ثبوت ہونا اور احکام شرعی
 میں اس کا مستقل مقام ہونا ضروری اور دینی امر

ہے۔ اور اس سنت پاک کی وہی شخصیں مخالفت
 کریں گے۔ جس کو دین اسلام سے کچھ حصہ نہ ملا ہو۔

اعلم انه قد اتفق من يعتد به من اهل

العلم على ان السنة مستقلة بتشريع الاحكام

والنما كالقران في تحليل الحلال و الحرام

(ارشاد الفحول)

یاد رکھو۔ کہ علم و فضل کے انساب و اسباب اس

پر متفق ہیں۔ کہ شرعی احکام میں سنت پاک

کی مستقل حیثیت ہے۔ اور قرآن ہی کی مانند

حلال اور حرام کرتی ہے۔

مسلمان بھائیو! اس شخص سے بچو۔ جو آپ کو سنت

رسول سے نفرت دلائے۔ کیا وہ آپ کا خیر خواہ ہو سکتا

ہے۔ جو آپ کو دین سے برگشتہ کرتا ہے؟ سنت اور حدیث

دین ہی تو ہے۔ دیکھئے! حضرت امام سیوطیؒ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی شرعی حیثیت کیسے بیان کرتے ہیں۔

فَاعْتَمِدُوا أَرْحَمَ إِلَهٍ انْ مِنْ أَنْكَرٍ كُونَ حَدِيثُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَانَ أَوْ فِعْلًا
بِشَرْطِ الْعُرُوفِ فِي الْأَسْمَاءِ حُجَّةً كُفْرًا وَخُرُوجًا
عَنْ دَائِرَةِ الْإِسْلَامِ وَحُشْرًا مَعَ الْيَهُودِ وَ
النَّصَارَى أَوْ مَعَ مَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ فَوْقِ الْكُنُفَرِ
(مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة)

خوب جان لو، خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا فعلی صحیح ثابت شدہ حدیث (سنت) کے حجت ہونے کا انکار کرے، وہ کافر ہو گیا۔ دائرہ اسلام سے نکل گیا۔ اور کافر و ضال فرقوں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ اس کا حشر ہو گا!

حضرت امام سیوطیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز ارشاد منکر سنت و حدیث کے حق میں بالکل بجا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایمان اسری صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو حجت نہیں مانتا، اس نے آپ کی رسالت کو کیا مانا؟
مفتاح الجنة میں حضرت امام شافعی کا ایک نصیحت آموز واقعہ لکھا ہے، بغور ملاحظہ فرمائیں :-

روى الامام الشافعى حديثاً وقال انه صحيح فقال
 قائل القول به يا ابا عبد الله فاضطرب وقال
 يا هذا اذيتنى نصرانيا اذيتنى خارجيا من كنيسية
 اذيت فى وسطى زناداً اذيت عن رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ولا اقول به
 مفتاح الجنة فى الاحتجاج بالسنة

ایک دن مجدد دوران حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ
 علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث
 بیان کی۔ تو سامعین میں سے ایک آدمی نے کہا۔
 کیا آپ بھی اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے
 ہیں؟ یہ سنتے ہی حضرت امام شافعیؒ لرز گئے۔ اور
 ارشاد فرمایا۔ اے شخص! کیا تم مجھے عیبانی سمجھتے ہو؟
 کیا میں کسی گرجے سے نکل کر آیا ہوں؟ کیا میں
 زنااری ہوں؟۔۔۔ کہ حدیث بیان کروں میں حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور میں کے
 مطابق فتویٰ دوں؟

خدا بے شمار رحمتیں نازل کرے حضرت امام شافعیؒ پر
 کہ کتنی قدر و منزلت تھی ان کے دل میں سنت مصدق صلی
 اللہ علیہ وسلم کی۔ ایسے ہی ہر مسلمان کے دل میں حدیث مصدقؐ کی
 کی محبت اور محبت جاگزیں ہونی چاہیے۔ کہ ایمان باریات
 کے یہی معنی ہیں۔

مُحَمَّدٌ عَرَبِيٌّ رَحِمَتْ تَمَامٌ وَكَمَالٌ

کہ شرق و غرب میں جباری ہے جن کا فیض عمیم
وہ راز دارِ عمل واقفِ رموزِ حیات

جھکا ہوا ہے خرد کا جدمر بہرِ تسلیم

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ آپ قرآن اور

حدیث کو خواہر (A TWIN) بتاتے ہیں۔

وَالسَّلَامَةُ مَعَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْهُدَاةُ

مَعَ تَمِيمِهِمَا بِهِمَا يَرْتَقِي الْعَبْدُ إِلَى حَالَةِ الْوَلَايَةِ

وَالْبَدَلِيَّةِ (فتوح الغیب)

خبردار! سلامتی (ایمان کی) صرف کتاب و سنت پر

عمل کرنے میں ہے۔ اور ان دونوں کے سوا کسی

اور چیز پر عمل کرنے میں بربادی اور ہلاکت ہے۔

(یاد رکھو) اولیاء اللہ اور اہل بیت کے مرتبے

صرف کتاب و سنت پر عمل کرنے سے حاصل

ہوتے ہیں؟

وَأَجْعَلِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ إِمَامًا لَّكَ وَانظُرْ فِيهِمَا

بِتَأْمَلٍ وَتَدَبُّرٍ وَامْتِلْ بِهِمَا - (فتوح الغیب)

اور صرف کتاب و سنت کو اپنا امام بنا۔ اور غور

اور تدبر سے ان دونوں کو پڑھا کر۔

لَيْسَ لَنَا نَبِيٌّ غَيْرُهُ فَتَّبِعْهُ وَلَا كِتَابٌ غَيْرُهُ

الْمَقْرُونِ أَنْ فَتَعْمَلَ بِهِمْ فَلَا تَخْرُجَ عَنْهُمَا فَتُهْلِكَ

فَيُضِلُّهُ هَوَاكَ وَالشَّيْطَانَ مَا (فتوح الغيب)

سوائے حضرتنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارا کوئی نبی نہیں۔ جس کی ہم اتباع کریں سوئے قرآن کے ہماری یاس کوئی کتاب نہیں۔ جس پر ہم عمل کریں۔ (خبردار!) اگر تم نے کتاب و سنت کے سوا کسی اور چیز کی طرف رخ کیا۔ تو برباد اور ہلاک ہو جائے گا۔ خواہش نفس اور شیطان بچنے ہلاک کر دیں گے۔

ہزاروں رحمتیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر کہ انہوں نے مسلمانوں کو کسی نورانی تعلیم دی ہے۔ آپ نے صرف اکیسے قرآن کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ہر بار قرآن کے ساتھ سنت کو لازم قرار دیا ہے۔ کیونکہ سنت کی روشنی سے بغیر مسلمان ایک قدم نہیں چل سکتا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فَنَتَّبِعُ مَا كَرَّمَ رَسُولِ أُمَّيْ اٰمِيْنِ اَسْرٰی كَے اتباع کو عبت ثابت کیا ہے۔ کبلا کوئی مسلمان اتباع رسالت مآب کے بغیر دین اسلام پر چل ہی کیسے سکتا ہے؟ آج تک ساری امت سنت کے لہ ہی میں گام فرسا ہو کر منزل مقصود کو پہنچی ہے۔ جس نے بھی سنت سے بے اعتنائی برت کر سطر قرآن کو چلیا بنایا۔ وہ خزان مبین کے گڑھے میں گر گیا۔ ولعمہ صاقیل۔

وَمَا نُورُهُ إِلَّا فِي الْحَدِيثِ وَ أَهْلِهِ
إِذَا مَا ذَهَبَ اللَّيْلُ الْبَهِيمُ وَ أَظْلَمَ

اور نور تو بس سنت خیر الوسی میں اور سنت

دالوں پر ہے۔ باقی جہان میں ایسا اندھیرا ہے

جیسے شب پیدا کی ظلمت:

وَمَنْ تَرَكَ الْأَثَارَ ظَلَلَ سَعْيِهِ !!

وَمَنْ يَتْرُكُ الْأَثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا

اور جس نے احادیث کو چھوڑا اس نے اپنے سب

اعمال برباد کر دیئے اور کیا کوئی حدیثوں کو چھوڑ

سکتا ہے مسلمان ہو کر!

حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں :-

اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ مِنَ الشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ

عَلَى الْأَثَارِ بِالثُّبَاتِ وَالْأَحَادِيثِ الَّتِي جَاءَتْ

بِهَا اثِّقَاتٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ

مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام علماء و فقہاء

(یعنی سب کے ائمہ اسلام) قرآن مجید اور

ثابت شدہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان رکھتے ہیں:

قاریں کرام غور کریں کہ حضور کی سنت اور حدیث

کے ماخذ دین ہونے پر ہر زمانے کے علماء اور ائمہ ایمان

رکھتے آئے ہیں۔ اور سنت سے لاپرواہ ہو کر کسی نے قرآن کی نہ تشریح کی ہے۔ اور نہ اپنی اپنی باتوں سے اس پر عمل کیا ہے۔ بلکہ سب نے سنت کی روشنی میں ہی کتاب اللہ کی تفسیر کی ہے۔

لَا تَرْغَبْنَ عَنِ الْحَدِيثِ وَ أَهْلِهِ
فَالرَّأْيُ كَيْلٌ وَالْحَدِيثُ نَهَارٌ

حدیث اور حدیث والوں سے منہ نہ موڑو (منکر حدیث نہ بنو) کیونکہ راتے رات ہے۔ اور حدیث دن ہے۔

بشیک جو کوئی اپنی رائے سے قرآن کے معنی اور تفسیر کرتا ہے۔ اس کو ظلمت ہی ظلمت حاصل ہوتی ہے۔ اور سنت کی تشریح کتاب آفتاب نصف النہار ہے۔ امتی کی بات اور رسول رب العالمین کی بات میں دن اور رات کا فرق ہے۔ اور امتی بھی وہ جس نے دنیا میں آنے کا واحد مقصد مخالفت سنت سمجھ رکھا ہو۔ جس کا محبوب مشغلہ شقاقی حدیث ہو۔

جگا سکی نہ جتھے کے رہیں خواب گراں

چمن فروز بہاروں کی نغمہ پیرائی

مٹا سکی نہ تڑی روح کی جہیں کی شکن

فروز ماہ میں لیلائے شب کی رعنائی
مسلمان بجا ہو! ان صابر آستینوں سے آگاہ ہو۔ کہ

جو اسلام کا ببادہ اوڑھ کر قرآن کا یسین لگا کر مسلمانوں کو
گمراہ کرتے ہیں۔ تعلیماتِ اسلام سے ناواقف خالی الذہن سادہ
روح مسلمانوں کے سامنے اسلام کا سستا ایڈیشن پیش کرتے
ہیں۔ جس کی فریب زاگیٹ آپ (GET UP) دیکھ کر
نو تعلیم یافتہ مسلمان اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر جب
اس ماڈرن اور چھپا اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور اسلام
اور قرآن کی قبا کو چاک شدہ، دہریت نوازی اور نفس
پرستی کے بت پر راست پاتے ہیں۔ تو سستے اسلام کو خرید
کر قرآن کا مسلمان بن جاتے ہیں۔

حدیثِ دین کو بازیچہ ادب نہ بنا
کلامِ حق کو دلی جوش کا سبب نہ بنا
دلیل و عقل سے انکار کے بت نہ تراش
ہوائے نفس کی لذت کو اپنا رب نہ بنا
ادب کی آڑ میں دیکر پیامِ گمراہی

تمام دہر کو بوجہل و بولہب نہ بنا (ماہر القادی)
جب محبت، وارفتگی اور اطاعت کی جگہ رائے، مصلحت
کوشی اور حیلہ جوئی لے لیتی ہے۔ تو فریب خوردہ انسان
اپنے باطل دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے رکیک اور لایعنی
تادیلات سے قرآن کو پاژند بنا دیتا ہے۔ اور پھر دین کی
حقیقت عقل و فلسفہ کی بھول بھلیوں میں کھو جاتی
ہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ہوائے نفس کی شکل اختیار

کر لیتا ہے۔ ظاہری طور پر دین کا نام بڑے نام رہ جاتا ہے
اندرونِ خانہ خواہشِ نفس کار فرما ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل کی
ذلت، مسکنت، اور ہلاکت کا باعث بھی یہی بات تھی۔
کہ وہ وحی الہی کو سنتِ موسویٰ سے ہٹ کر نفسانی
خواہشات کی سطح پر لے آئے تھے۔ انہوں نے تورات
کو ہوائے نفس کے قالب میں ڈھال کر دین کو حرف
مبدل کر دیا تھا۔

انہیں کہ دینِ اسلام ابدی دین ہے۔ اور اس کی
حفاظتِ خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اس لئے اس
نے سنتِ نبوی اور حدیثِ مصطفویٰ کی آہنی دیوار سے
ان سب چور دروازوں کو بند کر دیا ہے۔ جو انکارِ حدیث
کے نکتے نے نکلے ہیں۔

نسخہ پیمیا

ہم تارینِ کرام کو ایک بار پھر کتاب کے مقصد اور
لب لباب کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ آپ یہ نیلا نہ کریں
کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرانا اچھا نہیں ہوتا۔ گزارش
ہے۔ کہ ہم نے اپنے دعوے (کہ حدیث اور سنت دین
ہے۔ اور اس کے انکار سے نجات نہیں) کو ثابت کرنے
کے لئے قرآن سے بہت سی آیات پیش کی ہیں۔ جن سے
انکارِ حدیث کا بار بار قلع قمع ہوا ہے۔ اگر تارینِ کرام کے

خاطر خاطر پر کتاب کی طوالت و منخاست اور تکرار گراں گزرے
 تو وہ یہ سمجھیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا قرآن میں ایک بار ہی
 اقیما الصلوٰۃ (نماز قائم کر دو) کا حکم دینا کافی تھا۔ لیکن
 علام الغیوب ذات نے سات سو بار سے زیادہ مرتبہ اقیما
 الصلوٰۃ کا تکرار کیا ہے۔ زکوٰۃ کی فرصت صرف ایک ہی
 بار کے حکم اتوا الزکوٰۃ سے ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن رب العزت
 نے اتوا الزکوٰۃ بیسی مرتبہ فرمایا ہے۔ غرض ہم نے سنت اور
 حدیث کو دین اسلام ثابت کرنے کے لئے قرآن ہی سے
 دلائل پیش کئے ہیں۔ اور بیشک بار بار پیش کئے ہیں۔ اس
 لئے کہ خدا نے بھی بار بار دہرائے ہیں۔ اطيعوا الرسول۔ اطيعوا الرسول۔
 اب کتاب کے حرفِ آخر سے یہ بات کا انقش فی الحجر
 کر لیں کہ قرآن مجید نسخہ کیا ہے۔ جو مس خام کو کندن
 بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے رحمتِ عالم پر نازل فرمایا۔
 جیسا کہ مولانا حاتی نے فرمایا ہے۔

اتر کر حما سے سوئے قوم آیا
 اور اک نسخہ کیا ساتھ لایا
 مس خام کو جس نے کندن بنایا
 کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
 حضور انور نے یہ نسخہ کیا لوگوں پر استعمال کیا۔
 اور ان کے اعمال کا مس خام سونا بن گیا۔ قرآن کہتا ہے
 لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا

مَنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَمْ يَهْتَدِ
مُبِينًا (سجده ۷۸)

بیشک خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب پیجا
ان میں رسولؐ ان (کی جنس) میں سے، پڑھتا ہے ان
پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے
ان کو کتاب اور حکمت اور بے شک (وہ) اس سے پہلے
صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیت میں نسخہ کیمیا کی ترکیب استعمال کا ہی
ذکر ہے۔ کہ حضور اکرمؐ نے قرآنی اصولوں کو اپنے عمل کی
جزئیات سے سہجایا۔ اور ان پر عمل کرایا۔ غور کریں۔ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ۔ پڑھتا ہے ان پر کتاب۔ یعنی احکام الہی۔ یہ تلاوت
قرآن ہے۔ آگے فرمایا۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ۔ رسولؐ سکھاتا ہے
ان کو کتاب۔ یعنی اس کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تعلیم ہی نسخہ
کیمیا کی ترکیب استعمال ہے۔ وَالْحِكْمَةَ۔ اور رسولؐ کتاب
کی حکمت بھی سکھاتا ہے۔ یعنی اس کی فلاسفی بتاتا ہے۔
وَيُزَكِّيهِمْ۔ اور رسولؐ ان کو (عقائد و اعمال کی نجاست سے)
پاک کرتا ہے۔ یعنی کتاب پر عمل کرنے کا طریق بتاتا ہے۔
پھر جب وہ لوگ بہ طریق رسولؐ قرآن پر عمل کرتے ہیں۔
تو پاک ہو جاتے ہیں۔ ان کا دل صیقل، روح مجلہ اور
سینہ منور ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ كُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا

حُفْرَةٌ مِّنَ النَّارِ - وہ لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر
 تھے۔ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا - پھر وہ (تعلیم رسول پر عمل کر کے)
 نجات پا گئے۔

آپ جانتے ہیں کہ جسم انسانی کی صحت کیلئے انٹی بائیوٹک
 ڈرگز ہیں۔ مثلاً پنیسلین۔ آریو مائی سین۔ ٹیراماسی سین۔ سٹریپٹو مائی
 سین وغیرہ۔ ان کا استعمال موجد کی ہدایات کے مطابق کرتے
 ہیں۔ تو فائدہ ہوتا ہے۔ ہر کہ مہ اپنی مرضی سے بغیر ہدایات
 موجد، ان کا استعمال نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا۔ تو نقصان
 اٹھائے گا۔

انجکشن کو ہی لیجئے۔ کہ یہ تین طرح لگایا جاتا ہے۔

وریدی - عضلی، اور چھتری - اب اگر جلدی کو وریدی یا وریدی
 کو عضلی لگایا جائے۔ تو روٹ (ROUT) کے بدلنے سے
 خطرناک جہائی نقصان ہوگا۔ کیونکہ موجد کی ہدایات کی پابندی
 سے لاپروا ہو کر اپنی مرضی کی ہے۔ اسی طرح عام جادو اثر
 ادویہ - بیٹھنول، بخائی مول، مارنیا، سٹرکینیا، کونین، کیفین،
 ایسیاٹرین، انٹی پاسٹے رین۔ کنورل، کوکین، سینٹوئین، کالوسینہ،
 سکومینیم، ایڈ آرٹک، فاسفورس، پوٹاسیم بردمائڈ وغیرہ ہزاروں
 تیر بہتر ادویہ کو اگر مقررہ مقدار سے حسب ہدایت،
 استعمال نہ کیا جائے۔ تو یہ شفاہیات مرگ مفاجات ثابت
 ہوں گی۔ ایسے ہی سلفائی علاج کی ادویہ اور انٹی بائیوٹک
 ڈرگز کے کامیاب نتائج اہل فن کی ہدایت پر موقوف ہیں۔

پھر آج اگر کوئی منکر حدیث و سنت یہ کہتا ہے کہ نسخہ
 کیمیا کی ترکیب استعمال صاحب نسخہ حضرت محمد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے نہ لو۔ بلکہ مجھ سے لو۔ یا مرکز ملت سے لو
 تو اس کو کہیے کہ قرآن پر طبع آزمائی کرنے سے پہلے۔
 انسانوں کے عملوں، فنوں، طبوں، اور بے شمار تحقیقوں،
 دریافتوں، اور ایجادوں میں دھل دو۔ اور کہو کہ سنکھیا بڑی
 طاقتور چیز ہے۔ بدنی طاقت کیلئے 4 ماشہ باریک پس کر صبح
 بہار منہ آدھ سیر دودھ کے ساتھ کھایا کرو۔ (کہ آنتیں کٹ جائیں)
 تقویت اعصاب کیلئے اذراقی (کچھ) نو ماشہ براہ کر کے چدنی
 میں ملا کر سوتے وقت استعمال کیا کرو۔ (کہ رات بھر میں آئے)
 جوڑوں کے درد کے لئے بیش (سٹائیلیہ) چھ ماشے پس کر
 حلوسے میں ملا کر کھاؤ۔ (کہ خود کشی کی موت مروں مارا یا انجکشن
 زیر جلد لگانے کی بجائے ورید میں لگاؤ۔) (کہ دوسرا سانس نہ آئے)
 N. P. B. کا انجکشن ورید کی بجائے زیر جلد لگاؤ۔ (کہ موت کا مزہ چکھو)۔
 قارئین کرام خبردار رہیں۔ کہ اگر بالمرض کو منکر حدیث، ائمہ
 تحقیق و دریافت کی ہدایات سے لاپرواہ ہو کر مذکورہ نسخوں کو اپنی
 لائے سے استعمال کر لے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ تو آپ ہرگز
 اس کے کہنے پر عمل نہ کریں۔ کہ ہلاکت جان یقینی ہے۔ اسی طرح
 یہ بات بھی یاد رکھیں۔ کہ نسخہ کیمیا قرآن مجید جو منزل من
 اللہ ہے۔ اس کا طریق استعمال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہی خدا کے بتانے سے جانتے ہیں۔ اور حضور نے

وہ طریقہ امت کو بتا دیا ہے۔ اب جو شخص حضور انور کا طریقہ عمل چھوڑ کر منکر حدیث کا طریقہ استعمال کرے گا۔ وہ ضرور ضرور ہلاک ہو جائے گا۔

برعیارِ مصطفیٰ خورازند

آپ اس کتاب میں حدیثِ مصطفیٰ کی حجیت، اہمیت اور اس کی استجابت کے متعلق قرآنی دلائل کثرت سے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہماری پُرخلوص گزارش ہے کہ فتنہ انگیز حدیث کے پھیلنے سے اپنے ایمان کو بچائیں۔ حدیث کو حجت اللہ دین مانیں۔ فرمانِ مصطفیٰ کو زندگی کا معیار بنائیں۔ احکام قرآنی اسوۂ رسولؐ کی روشنی میں بجا لائیں۔ اور محبتِ خیر الوریٰ اور اطاعتِ مصطفیٰ کو زادِ راہ بنائیں۔

ہر کہ عشقِ مصطفیٰ سامانِ اوست

مکر و ہر در گوشہ و امانِ اوست

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَ صَلِّ
عَلَيْهِمْ رَبَّنَا فِيْ مُحْكَمِ كِتَابِهِ وَ اَمْرًا اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ
وَ يُسَلِّطَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ
وَ اَزْوَاجِهِمْ مَا نَعَلْتَ الدَّائِمُ وَ مَا جَرَّتْ عَلٰى
الدُّنْيَانِ اَذْيَالُ الْكِرَامِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيمًا وَ
شَرَّفَ وَ كَرَّمَ

مطبوعہ :- ایملگاٹیڈ پریس سیالکوٹ شہر